TIGHT BINDING BOOK

brown book

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_222524

UNIVERSAL
LIBRARY

به عون صنّاع مکین و مکافض خلّاق زمین و آسمان

کلیات نظیر

مطبع نامی منشی نول کشور مین بطبع مزین طبع هوا

۱۹۱۵ ۳۱۵ ت
۱۰۶۸۰

Checked 1988
DUE RED 1956

	بسم اللہ الرحمن الرحیم	1952

افسوس رنگ ثبات زمانہ بے اعتبار اور بہار گلشن ناپایدار ہی فنا کی ہوا کسقدر تیزی کے ساتھ
ہستی مین ہر وقت موسم برگ ریزی صبح کو گل کی بازاری شام کو شبو کی بہار ہر نفس صبح کا رنگ
بدلتا ہی دوپہر مین آفتاب کا حسن جھلتا ہی پو پھٹتے ہی انجمن انجم کا خواب فراموش ہی فلک کا موسم
دھوان ہی اس عالم مین نیلی پوش ہی جو رنگ ہی ہوا ہی ہو شی ہی فنا ہی خاصان خدا بھی اس مقدوی مین
بے اختیار ہین آمنا کا اس بات مین مجبور و ناچار ہین حضرت موسی پھرتے پھرتے تیہ عدم مین
میٹھے حضرت عیسی قم کہتے کہتے دنیا سے اوٹھے حضرت یوسف کے مصر وجود کو ترک کیا حضرت ابراہیم نے
باغ خلد کا ساز و برگ کیا اس زمانی مین بھی کہ ۱۰ جمادی الاولی کی پانچوین شنبہ رات کو پہر گذرے
آفتاب فلک ہدایت قطب سپہر ولایت آب و رنگ چشتان فتوت کو ہر محیط معرفت تشریف لا
ملہم ایمان درۃ التاج فرق عرفان سہا اوج ریاضت عنقا قاف قناعت شبلی زمان جنید دوران کے
آئینہ توحید موج طرم تفرید کعبہ جہان و جہانیان قبلہ عالم و عالمیان قلندر بے مثل صوفی بے بدل مفہوم لفظ
ولی حضرت شاہ تراب علی قدس سرہ العزیز نے اس دار فانی سے انتقال کیا ہند و ستان کو بیچراغ
کر دیا فی الواقع ملک اودھ پر اونکے سبب سے کعبہ ہند کا مصداق تھا اور کاکوری پر اونکے قدم کی برکت سے
مدینۃ الاولیا کا اطلاق ہر زبان پر اونکی فیض کا نکو دور دور اونکا نام مشہور ہی اونکے فضل و کمال کے
مرتبے سے ادراک معذور اور اظہار کرامات و خوارق عادات سے حوصلہ بشر مجبور ہی
شاعران بلند اور مورخان نازک طبیعت نے اچھے اچھے قطعات تاریخ اس واقعے
کے موزون کیے ہین بلکہ حقیقت یہ ہے کہ سلک نظم مین موتی پروئے ہین اور مین نے جید قطعہ
واسطے یادگار کے یکجا کیا اور ملاحظہ ناظرین کے لیے دیوان سے پہلے لکھدیا

Checked 1965

ایضاً

اعتقادش بدل خلائق را — وصفه فی اللسان دالا فواه
ادب معرفت ز بس میداد — صار اقدامه مخته جباه
ترک دنیا نمود و رحلت کرد — غمنا بالفراق وا اسفاه
روح والاش چون صعود نمود — ستر من کان فی السما بلقاه
هر مقامیکه بود طی فرمود — قد علا قدره و ما اعلاه
جایگاهش جوار رحمت باد — جعل الله جنة مثواه
گفت اشک از برای سال وفات — جاء بشری لکل طالب عقباه

۱۲۷۵

ایضاً

دلیل راه یقین حضرت تراب علی — که شهر شش با قالیم هفتگانه شد
مقام او رایک زینه عالم ملکوت — فلک بدرگه قدرش آستانه شد
پی وصول بحق چشم از جهان پوشید — ولی بعالم اسباب اجل بهانه شد
بدهر عارف کامل نماند وا افسوس — تهی ز نام ولی دفتر زمانه شد
برای سال فراقش ز کلک اشک چکید — بسوی گلشن قدس از جهان روانه شد

۱۲۷۵

محمد محسن محسن

افسوس شاه تراب با محبوب درگه — مقبول حضرت مصطفی صلوة علیه و آله
همه حق جلال و جمال او همه مهر بدر کمال او — همه قال او همه حال او حسنت جمیع خصاله
بر داشت از عالم قدم شده شمع انجمن ارم — در ظلمت آباد عدم کشف الدجی بجماله
پی سال وصلش با حداد دل من فگار شد آشنا — که بخواندم از ردی دعا بلغ الغایة بکماله

۱۲۷۵

زین عالم فنا چو بعقبی سفر نمود | تاریخ گفت صبر شبه‌نشینه ۱۲۵۵ تراب بود

الیضاً

تراب علی شاه صاحب کمال | شده سالک شاهراه بقا
بگو صبر تاریخ سال وصال | شده جان بحق وارث الانبیا ۱۲۵۵

الیضاً

پیر ما پیر شیخ و شاب تراب | سالک منزل تواب تراب
صاحب علم و حلم و زهد و تقا | قبله مخدوم مستطاب تراب
تابع امر رب شرع متین | داشت از نهی اجتناب تراب
بنده بیریای خالق خلق | عاشق خاص بود تراب تراب
سفری شد ز عالم خاکی | کرد در خلد پا تراب تراب
در بسیط زمین ز هر اطراف | شد بپاندیه تراب تراب
از غم قدسیان شد این ثابت | بود شاه فلک جناب تراب
روز روشن شده شب یلدا | در جهان بود آفتاب تراب
هر که پرسد مقام و سال وصال | گو بمیش نزد بو تراب تراب ۱۲۵۵

الیضاً

روز یکه مقتدای جهان حضرت تراب | زین دار پر فساد بدار السلام رفت
بر روی جمد سال رحلیش نوشت صبر | عالی مقام بود با علی مقام رفت ۱۲۵۵

مولوی عبد الستار

عجون صنایع مکین و مکان فضل خلاق زمین و آسمان

کلیات نظیری

مطبع نامی منشی نول کشور بطبع مزین طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آدم خاک کتھے تھے کیا خاک بنے گا
سمجھے نہ کہ ستر تا قدم ادراک بنے گا

تھی خاک سے اونکی کسینے یہ نہ سمجھا
آدم دم حق سے نفس پاک بنے گا

ہوویگا کوئی مین یہ مسجود ملائک
ہی خاک نشین حاکم افلاک بنے گا

اولاد سے ہوا اسیکے وہ پیمبر
جو صل علی اصحاب تو لاک بنے گا

رہ شاد تراب اپنی حقیقت کو سمجھ کر
عبرت کے لیئے گا ہسکو غمناک بنے گا

دیکھتا ہون عرش کے اوپر سے تحت الثرا
شرقسے تا غرب ایکی ہی نہین کوئی دوسرا

آنکھ موندی تو عدم کی سیر ہی گم کردہ وجود
آنکھ کھولی تو وہی ہی ظاہر و باطن بھرا

اوسطرح تنزیہ بوجہ اسطرح سے تشبیہ ہے
دونو حالت مین نہین کوئی دوسرا بھی ماورا

دیسے نکلے ہی صدا اللہ لیس باقی ہوس
کاروان عار خان کا ہی یہی بانگ درا

وہ طریقے کی ہمارے کیفیت دیکھے تراب
جو خدا کیواسطے اس راہ مین آوے ذرا

ڈرتے ہین امیر اکے غرضمند و نسے ایسے
جیسے کسی مفلس کو ہو مہمان کا کھٹکا

ہر چند تراب اوس بتکافر کو مین چاہا
دل سے نہ گیا اوسکے مسلمان کا کھٹکا

گر صاف وہ گلفام دکھاوے بدن اپنا
بلبل کو کبھی پھر نہ خوش آوے چمن اپنا

ہان کیون نہ کہے صل علی یوسف کنعان
محبوب مرا جھاڑے اگر پیرہن اپنا

پھر مونہہ سے کوئی نام نہ مجنونکا نکالے
عاشق ترے دکھلاوین جو دیوانہ پن اپنا

ہو زخم جگر تازہ اور آنسو نکل آوے
کہیے جو کسی شخص سے قصہ کہن اپنا

سب اپنی ہی گاتے ہین کسیکی نہین سنتے
سنتا نہین کوئی کس سے کہین ہم سخن اپنا

صورت مین نہ ہم آتے تو کچھ رنج نہ پاتے
ہو دشمن جانی تو یہی جسم و تن اپنا

روح آکے بدن مین ہوئی یون اصل سے غافل
جسطرح مسافر کہین بھولے وطن اپنا

سو طرح کے ہین فائدے تکلیف و بلا مین
بے سود نہین یارو یہ رنج و محن اپنا

جس شمع کے پروانے تراب ایسے بہت ہین
روشن ہے اوسی شمع سے یہ انجمن اپنا

نہ جور و تغافل نہ ہجرت نے مارا
ترے پیار و لطف و محبت نے مارا

محبت مین پروانہ اور ہم ہین یکسان
کہ دوری مین تڑپے اوو صلت نے مارا

گیا عشق مین جان ہی کو ہمکن کا
بھلا جان شیرین کی الفت نے مارا

نہین ایک دل ہاتھ مین لے سکے ہے
وہ نازک بدن کی نزاکت نے مارا

نسے غمزدہ جو دیکھے سو رو دے
کہ ناحق اوسے خود بدولت نے مارا

ردیف الف

دیوان تراب

عرق سے ہوا تر جو اوسکا بدن
تو پنکھا ہوا اسپ جاب دوڑ گیا

پریشان جو کاکل دیا مین کیے
کرون کی رگ ہوئی آفتاب دوڑ گیا

وہ عرق عشق مجھ جان او محمد شاہی
اونکی چاہ مین خانہ خراب دوڑ گیا

ہیرو شیخی ہی اون ہی کی تراب دوڑ گیا

اور اوس سے مری بیکلی کوئی نہ کہے کچھ
پھیر لے نہ سماویگا وہ گلفام ہمارا

تسلیم و رضا اوسکی ہمین چاہیے ہر حال
خاوند ہے وہ بندگی ہے کام ہمارا

وہی اشک و یوشاک ہمین آب روانکی
خوشتر ہے یہ ملبوس ترا اندام ہمارا

ہیطرح پڑے پھندے ہمین مشکل ہو رہائی
ہر پیچ و خم زلف ہوا دام ہمارا

کوئی اول و آخر سے نہین جسکو خبر ہے
جانے وہی آغاز اور انجام ہمارا

دن رات ترآب اوس ہی کا نام پڑھتے ہین کلمہ
ہے ورد یہی صبح سے تا شام ہمارا

بلا
تو اوڑھ کھلا کے رخ اپنا مجھے حیران کیا
دلکو اولجھایکر زلفونمین پریشان کیا

دیکھتے ہی تری صورت گئے ناصح کے حواس
خوب اللہ نے دشمن کو پشیمان کیا

نوح سے کہدیو کہ چلا لائے او کشتی لائے
بحر مین رو رو یہان آنکھ نے طوفان کیا

سر مین چاک ہوا گل کا خیمن مین جب سے
مین اوسی وقت سے چاک اپنا گریبان کیا

جسکو آرام دل و راحت جان کہتے ہین
جان و دل مینے اوسی یار پہ قربان کیا

حق کی تقدیر پہ راضی ہون جو چاہی سو کری
مجھکو پروانہ اوسے شمع شبستان کیا

نظر مہ لگے مونہہ پہ جو نقطہ ہو سیاہ
خال کو خوبی عارض کا نگہبان کیا

شیخ گر تو نے بہت بتکدے توڑے تو کیا
نفس کافر کو کسی دن نہ مسلمان کیا

سن کے وہ شوخ غزل میری یہہ کہتا ہے ترآب
عشق نے تیرے تجھے صاحب دیوان کیا

بلا
نہ ٹوٹے جس سے زنار خودی کا ایک بھی تاگا
وہ کیون آزاد بن بیٹھے پہن کر سیلی اور داگا

نہین کرنے کا تراب اور کسی سے یاری
کچھ بھی پایا ہے مزا جسنے تری یاری کا

۱۵

کیا فائدہ ہے یارو اوس بیوفا سے ملنا
ہو عار و ننگ جسکو یار آشنا سے ملنا

ملنا ہے اوس سے بہتر آئے اگر میسر
ہو جسکے تیئن پرابر شاہ و گدا سے ملنا

لائی ہی فصل گل کا مژدہ وہی چمن مین
لازم ہی تجھکو بلبل باد صبا سے ملنا

معشوق سے بمنت عاشق ملے تو کیونکر
سجتا ہی یار ہی کو ناز و ادا سے ملنا

بیغرض اہل دنیا فقرا سے کب ملے ہین
مشکل پڑے تو ہووے مشکلکشا سے ملنا

جسکو سفر ہو کرنا رستہ نہووے معلوم
اوسکو تو ہی ضرورت کوئی رہنما سے ملنا

کہیو تراب اوس سے دل دیکھے پہلے ہمسے
جو کوئی اس جہان مین چاہے خدا سے ملنا

۱۶

جو ہین غیر سے وہ ہنسا کھلکھلا
گیا رشک سے دل مرا تلملا

نظر بھر کے کون اوسکا دیکھے جمال
جسے دیکھ آنکھین گئین جھلملا

تو زاہد نجانا کبھو اوس طرف
کہ وہ پنجہ ہے پنٹ چیلا

مبادا کہین دیکھکر اوسکا حسن
ترے عشق کا بھی اوسے غلغلا

دوانا ہو جو تجھسے اے مجھے تراب
کہ تراز بر دست ہے سلسلا

۱۷

اوس شوخ سے کوئی میری سفارش نہین کرتا
قاصد بھی کچھ احوال گزارش نہین کرتا

وہ خط کو میری دیکھے تو پانی مین ڈبووے
مین اسلئے کچھ اوسکو نگارش نہین کرتا

عاشق ہون ترا طالب دیدار ہون تیرا
پردہ تو نکر مجھسے کہ مین یار ہون تیرا

تو یار ہے غیرون کا مین کب یار ہون تیرا
اک بار مرا ہو تو مین سو بار ہون تیرا

کچھ اب ہی نہین مین تری الفت مین پھسا ہون
واللہ ازل سے مین گرفتار ہون تیرا

کرتا ہی عبث مجھکو طبیبون کے حوالے
خود نبض میری دیکھ مین بیمار ہون تیرا

سنتا ہون کہین تو نے بھی اب آنکھ لگائی
مجھسے نہ چھپا محرم اسرار ہون تیرا

جب اور سے ملتا ہون تو کہتا ہی وہ مجھسے
کیا مین نہین معشوق وفادار ہون تیرا

باطن مین مرے غم کا روادار وہی ہے
ظاہر مین جو کہتا ہی مین غمخوار ہون تیرا

گر عشق مین تشہیر مری تجھکو روا ہے
تقصیر ہوئی مجھسے گنہگار ہون تیرا

جاؤن مین ترا اب اور کہان چھوڑ کے تجھکو
بندہ ہون ترے در کا نمک خوار ہون تیرا

نہین پھر چھوٹتا ہر گز اسیر اوس زلف کی لٹکا
کہون کیا حال اوس لٹ کا وہ ہی جادو کا اک لٹکا

مگر اوس گلبدن کو ہی یہ خاطر اپنے عاشق کی
کہ باندھے ہی سدا رغبت سے بلبل چشم کا پٹکا

یکایک خواب سے ہر کس چمن مین چونک اٹھتی ہی
نہین معلوم کس کی چشم تر کس کا لگا کھٹکا

نجا کیسے کو اے زاہد قلوب المومنین کیا کم
ادھر آ دل ہمارا لوچ پھر تا ہے کدھر جھٹکا

ہین اک عشق مین اوسکے ہزاون اول سے تا آخر
بگڑنے خط کی آئی اک جہان مونہہ موڑ کے نٹکا

ستم کو بھی تو وعدہ لطف کا ناحق کو کرتا ہی
کہ تیرے ظلم کا دلسے مرے جاتا نہین کھٹکا

ذرا اکھل خاک میری لگ گئی تھی تیرے دامن سے
تو پھیر کس سطر سے تو نے دامن کو اوٹھا جھٹکا

تجھے کیون خار لگتا ہی مرا رمکان تر ناحق
کنار آستین مین تو تیرے ابتک نہین اٹکا

۱۴

نہایت لڑکپن ہے جسکو ہو غرہ جوانی کا
بدن پر کیا کوئی بھولے بدن بگڑی ہے پانی کا

جو کرنا ہو سو کر لو آج دیکھو راہ مت کل کی
گھڑی مین کچھ سے کچھ ہے کیا بھروسا زندگانی کا

ہوای نفس سے ٹوٹے دل اور وہی بھی اب جھوٹے
برا کہیے تو مین جھوٹے بھلا ہونا توانی کا

گئی وہ تندی و چاقی بھی سب مطرب دساقی
نہین کچھ حوصلہ باقی رہا اب شیخ فانی کا

تراب اپنا عمل کوئی نہین امید کے قابل
اگر کچھ آسرا ہے تو اوسیکی مہربانی کا

۱۵

جو کہتا ہون سر سے رونے یہ بدعت ہے تیرا ہنسنا
تو کہتا ہے یہی اپنی ادا ہے بدعت حسنا

خدا حافظ بلای جان ہین یہ آفتین دو نو
سیہ کاکل کا بل کھانا اور کالے سانپ کا ڈسنا

مجھے کب دوستی محمدی ہندو کی بھاتی ہے
کرون کیا دل کے باعث رفض کا فرض ہے میرا ہمسنا

جو صاحب حال ہین وے آگ مین جلتے نہین ڈرتے
یہ جرات یار دکس سے ہو کٹھن ہے آگ مین دھسنا

عجب کیا ہے تراب اوسکو وہان حسنین بخشینگے
یہان جس سے نہ ظاہر مین ہوا ہو ایک بھی حسنا

۱۶

کسی پہ جال نہ ڈالے خدا محبت کا
کہ چھوٹتا نہین جیتے پھنسا محبت کا

کہانی عشق کی کہیے تو نیند اڑ جائے
نہ پوچھے ہمسے کوئی ماجرا محبت کا

مجھے تو سب کہین محبوب دیکھ پڑتا ہے
مین کسطرح سے نہون مبتلا محبت کا

اوسی نے دل مین میرے اسقدر محبت دی
مین آپ سے نہین بانی ہوا محبت کا

نزع مین سامنے ہو عاشق کے | دیکھ لے مونہہ دم اخیر ترا
ہوگیا تجھپہ مرغ دل قربان | کرگیا اوسپہ کام تیر ترا
اے بت سنگدل مین جان کیا | سنگ خارا سے ہے ضمیر ترا
تجھسا ظالم نہوگا اور کوئی | جگ مین کوئی نہین نظیر ترا
دل مین میرے یہی ہوس ہے بھری | صاف تجھسے رہے ضمیر ترا
کہہ یداللہ فوق ایدیہم | جس طرح کہہ گیا تھا پیر ترا

طعن منکر سے کیا خطر ہے ترآب
چاہے سو ہووے عیب گیر ترا

جوانی تلک لطف تھا زندگی کا | بڑھاپے نے کھویا مزا زندگی کا
نہ تجھسے ملا جو یہان جیتے جیتے | اوسے عمر بھر غم رہا زندگی کا
مسیحا نفس تجھکو کہتے ہین عاشق | ترے دم سے ہے آسرا زندگی کا
سناوے اوسے قم باذنی کا نغمہ | دکھاوے ذرا معجز زندگی کا
جو دنیا مین رہ کے ہوا حق سے غافل | نتیجہ اوسے کیا ملا زندگی کا
بہار آئی پھر بلبلین جی اوٹھین گی | سناتی ہے مژدہ صبا زندگی کا

ترآب اوسکو اک دم نہ تو بھول جانا
بھروسا ہے پیری مین کیا زندگی کا

یار وین کیسا منصبہ و رہا | جب تلک بر مین مرے دلبر رہا
جو ہمیشہ یار کے در پر رہا | یار اگر دن بھی نہ اوسکے گھر رہا

لے گئی آنکھ سے اوٹھا بلبل
گل جو دامان باغبان سے گرا

اپنے دامن ہی مین لیا ہمنے
قطرہ جو چشم دُر فشان سے گرا

عاشق ناتوان کی مت پوچھو
اب تو وہ طاقت و توان سے گرا

جو نسیم بہار سے بھولا
وہی پھر صرصر خزان سے گرا

رنگ یہ دیکھکر چمن کا تراب
دل تماشای بوستان سے گرا

۳۳۲

مگر تو نی دیکھا یا اپنا عالم بیحجابی کا
کہ خجلت سے ہوا ہی زرد چہرہ ماہتابی کا

رکھے ہی نت ہماری یار ہی کی طرف مونہہ اپنا
نہین خورشید ہی یارو یہ گل ہی آفتابی کا

جنون کی ہی بھی بہتر راہون مین سرگردان عالم نے
لکھون کیا حال اپنی کو چہ گردی و خرابی کا

نہین یہ نامہ ہی میرا کہ ہی پرکالہ آتش کا
جلے ہی ہاتھ مین لیتے جسے ہر مرغ آبی کا

ہمین دیکھکہ آنکھ موندی ہی ادا ہی یہ بھی اک تیری
عبث ہمسے تو کرتی ہے بہانہ نیمخوابی کا

لگی ہی یار کے مونہہ سی او تسبیر بھی پریشان ہی
بتا اے زلف کیا باعث ہی تیری نیتابی کا

کہے کسطرح غیبت مین کوئی احوال اپنا
کہ سب رکھتے ہین خطرہ یار کی عیب جوابی کا

ہوا کا بھی مزاحم ہی رقیب سگ ترے در پر
نہین امکان مجلس مین تری اے یار یابی کا

جوان و پیر سب والہین تیری نوجوانی پر
نہو کسطرح ہی شہرہ ترے عہد شبابی کا

خدا حافظ تراب اب تو کچھہ اچھے نہین لگتے
ہوا ہے دل مرا گھائل نہایت اضطرابی کا

۳۳۳

محجوب مہو ہمسے اگر یار ہمارا
کھل جاے ابھی خلق مین اسرار ہمارا

مرکے اب جاوے کہان عاشق مسکین و غریب
یار نے فاتحہ کو رغربیان چھوڑا

عرش اور فرش تو اوسوقت برابر ہی ترابؔ
ملکے خاک مین جب تخت سلیمان چھوڑا

کسنے عوغای سکون سے در جانان چھوڑا
کیا ہوا اور یہ رقیبون کو نگہبان چھوڑا

اور سب پھولونسے مالی دنیائے گجرے
فقط اک نرگس مخمور کو حیران چھوڑا

خبر و آفت جان فتنۂ دل ہین یارو
نہین ہوجہ مین نظارۂ خوبان چھوڑا

واہ کیا سرخی ہی کیا یان کی رنگت ہی شوخ
جو مے لب کو ترے لعل بدخشان چھوڑا

شوخیان دیکھکے طفلان پیرہرون کی
راہ لی گھر کی معلم نے دبستان چھوڑا

دل مغموم سے مین ہاتھہ اوٹھایا آخر
غم کی طاقت نہی خانۂ بہمان چھوڑا

وہ تو کافر ہی مسلمان نکہی اوسکو
جسنے دنیا کے لیے دین اور ایمان چھوڑا

کون کہتا ہی گدا ہم تو شہنشاہ ہوئے
حق کے دروازہ پہ بیٹھے در سلطان چھوڑا

دیکھہ لی ہمنے مسیحائی تری ہے ظالم
ہجر سے کرکے ہمین بیدم و بیجان چھوڑا

کسطرح اوسکی محبت کو چھپاؤن یارو
عشق نے داغ مرے دلپہ نمایان چھوڑا

اصل سے دور ہو فریاد کرے کیون نہ ترابؔ
نالہ زن رہتی ہی نے جب سے نیستان چھوڑا

کہنا بعید ہے یہ گھر تو ہے دور تیرا
ہے جلوہ گہہ مرا دل چون کوہ طور تیرا

کہتا ہی کون تجھکو نہان عیان ہی یون تو
عاشق کو ہی میسر ہر دم حضور تیرا

تیری چمک سے پیدا ہی روشن ہین سب ستارے
خورشید مین پڑا ہی اک ذرہ نور تیرا

ایدل غفلت زدہ بیدار ہو سوتا ہی کیا
عمر آخر ہو چلی اب دیکھئے ہوتا ہی کیا

اوس جہان کی رنج پر البتہ رونا چاہیئے
اس جہان کی درد و زحمت پر کوئی رونا ہی کیا

دم غنیمت ہی تمہو غافل خدا سے اکدم
زندگی نعمت ہی غفلت مین اسے کھونا ہی کیا

مزرعہ عقبی ہی دنیا اسمین کچھ شبہہ نہین
کھیت ہی موجود اسمین جو نہ بوئیے تو ہی کیا

صوفیو نکو تصفیہ دل کا مقدم ہی ترا
قلب ہی جسکا ملوث وہ بدن دھوتا ہی کیا

قہر ہی ای چشم تر رونا ترا دندات کا
شور ہی چارون طرف کیا زور ہی برسات کا

بیوفا ہی وہ کبھی وعدہ وفا کرتا نہین
اعتبار آئے مجھے کسطرح اوسکی بات کا

کچھ نہین قاصد کا پیغام زبانی معتبر
جب تلک لائے نہ خط الکھوا اوسکے ہات کا

زلف اوسکی نور عارض ہی شب مہتاب ہی
عارض اوسکا زلف ہی چاند اندھیری رات کا

لیکے دل پھر مونہہ دکھاتا ہی نہین عاشق کو ہی
یار کیا ہی آشنا ہی وہ تو اپنی گھات کا

حسن اوسکا عاشقون نے اسقدر چمکا دیا
تسپہ وہ قائل نہین عاشق کی احسانات کا

شیخ ہمکو ذکر و فکر عاشقون سے کیا خبر
شغل ہی یان نفی غیر و یار کے اثبات کا

ہو کہان تجھکو پیر اودون کے کوچہ مین گذر
حور ہر مرتا ہی تو مشتاق ہی جنات کا

عارفون کے قلب کی کیا بات ہی عرش مجید
اولیا کا ہر سخن ہی ترجمہ مشکات کا

ای پری دکھلا کی اپنی مانگ کی سیدھی لکیر
کہہ سکندر سی یہ رستہ خوب ہی ظلمات کا

کیون نہ وہ غارتگر دین مسلمان ہو ترا
کافری اوسکی صفت ہی پیرہن ہی ذات کا

جب سے اوس شاہ بتان نے رخ کیا سوی غیب
لشکر غم کا بھی سر دلمین ٹھکانا ہو گیا

خیر گل مہندی تھی مانع پابوسی کی ترے
اب تو کوئی مانع نہین وہ بھی سہانا ہو گیا

کچھہ نہ پوچھو کسطرح مفتون ہوا اوسپر تراب
دیکھتے ہی اوسکی صورت دل دوانا ہو گیا

دیکھکر زلف سیہ مفتون و شیدا ہو گیا
ایدل دیوانہ کیا تجھکو یہ سودا ہو گیا

عقل و ہوش و صبر و تسکین رم ہوئے عشق مین
ہای سب ساتھی مرے تجھبی مین تنہا ہو گیا

یارو میرا رنگ کچھہ اوسپر نہ آیا اب تلک
مین تو اوسکے عشق مین رنگین سراپا ہو گیا

کسطرح یارہی سے اوسکی مجھکو بیزاری نہو
آشنا غیر و نسے اب تو یار میرا ہو گیا

جو مین مجلس سے مری کل اوٹھہ گیا وہ سرو قد
جھٹ قیامت آگئی اور حشر برپا ہو گیا

رات یان جو جو ستم اوسکا آنیکا وہ شوخ
سب لگے سونہہ دیکھنے طرفہ تماشا ہو گیا

چھا گیا آنکھون مین نشہ تجھبی گیا دلمین سرور
غم نہین گر مے خالی جام و مینا ہو گیا

قسم باذنی کہکے عاشق کو جلا دینا ہی دو
قسم باذن اللہ اعجاز مسیحا ہو گیا

حسن خدمت سے ہوا محمود کا پیارا ایاز
اسقدر کی بندگی اوسنے کہ مولا ہو گیا

ہاتھہ اوسکا چومتے ہین ہو کے مین سب دست بیع
واہ کیا دست مشایخ بید بیضا ہو گیا

کیا ہوا گر حسن مین شہرت ہوئی اوسکی تراب
مین تو اوسکے عشق مین بدنام و رسوا ہو گیا

چمن مین جو نزدیک گلبن گیا
وہ بلبل کی فریادہی سن گیا

ہوئی شمع خاموش حال اوسکا سنکے
جسے دیکھہ پروانہ جل بھن گیا

جہانمین مرد حقانی کو بی شک آگ پانی ہو — جو حق لبوے اسو دامن ہاتھ مین جلتا ہوا گولا
خدا کی جو مشیت ہو اوسی پر اپنی ہمت ہو — رضا پر استقامت ہو جدھر مولا ادھر مولا

اوسے وہ کیون نہ پہچانے جو خود سے آپ جانے
کہین جانمین سو مانے تراب ایسا نہین بھولا

۴۹

مین پیر عشق ہون مجنون مرید میرا — وہ عاشقی مین خلیفہ رشید ہے میرا
ولیقہ ہون مین جسپر وہ ہی فدا مجھپر — یہ حسن طالع و بخت سعید ہے میرا
تجھے ہو عید مبارک مجھے گلے لگنا — نہ کر حجاب یہ انعام عید ہے میرا
کہا ایاز نے معشوق بن کی مولا سے — میان تو بندہ بے زر خرید ہے میرا
تو صورت اپنی چھپا کر مجھے سناتا ہے — نظر بخیر تصور مفید ہے میرا
کرم سے تیرے تو نزدیک ہی کسی دن آ — نہ سوج گھر سے تیرے گھر بعید ہے میرا
جو دل بحجر کا سہکر ہوا مین اوس سے وداع — کہا یہ تجھسے ہنر اول شدید ہے میرا
وہ کان دھر کے مرا ماجرا سنے تو کہون — نئی کہانی ہی قصہ جدید ہے میرا

تراب کس سے مخاطب ہو کل وہ کہتا تھا
یہ تیغ عشق کا مارا شہید ہے میرا

۵۰

نہو مست الست اب وہ کیونکر بھلا — جسے یاد ہو عہد قالو بلیٰ
وہ آپی تھا سائل اور آپی مجیب — کہون کس سے یہ راز مین بر ملا
کہین خود ہوا شمع مجلس فروز — کہین آپی پروانہ ہو کر جلا
کہین تخم ہو کر چھپا خاک مین — کہین شاخ شجرہ ہو پھولا پھلا

منصور اور سرمد سا کوئی عشق مین یکتا ہو
جون قیس ہوا تو کیا فرہاد ہوا تو کیا

درویش نہو جب تک وارستہ دو عالم سے
بیقید ہوا تو کیا آزاد ہوا تو کیا

مغرور عبث ہوے دنیا پہ کوئی کافر
فرعون ہوا تو کیا شداد ہوا تو کیا

جب طوطی دانا کو دانے کی نہو پروا
تب دام ہوا تو کیا صیاد ہوا تو کیا

جسمین نہ تمیز آئی خردی و بزرگی کی
شاگرد ہوا تو کیا اوستاد ہوا تو کیا

ہر یاد مجھے جسکی ہر لحظہ و ہر لمحہ
اک روز تراب اوسکو مین یاد ہوا تو کیا

۵۲

لکھا تعویذ کسنے آہ اس لکی اوداسی کا
پڑھا ہی کسنے افسون ہای میری بیوفای کا

ذرا بھی بر نیسان جب تلک پانی نہ برسائے
کرے موتہ نہ بند دریا کسطرح سیپی پیاسی کا

زبان اوسکی ہوئی ہے گنگ جسنے اسکو پہچانا
وہ عارف ہی نہین ہے عبث دعوا کرے جو خود شناسی کا

ادای شکر نعمت ہی خدا کی بندگی کرنا
خلاف مرضی محسن نشان ہے ناسپاسی کا

نہوتی گر محبت پیر کی صاف کل جاتا
تراب اسپہ خراب احوال درویشون لباسی کا

۵۳

جسنے کوئی یوسف کوئی یعقوب بنایا
اوسنے مجھے طالب تجھے مطلوب بنایا

بخشی ہی اوجی تو مجھے تیری محبت
پیارے مرے جسنے تجھے محبوب بنایا

ہمکو تو نظر پڑتی ہی سب خوبی اوسی کی
جسنے تجھے خوبون مین بہت خوب بنایا

کہتے ہو جدائی مین کرو صبر ہماری
کیا دل کو مرے آپ نے آلوب بنایا

مسند پہ مین جاتا اوسے شرمائی نگاہ
شوخی نے مری یار کو محجوب بنایا

مے پرستو لے کہو شیار ہون تو کیون
محتسب کا دور آیا دور جام مل گیا

رند بد مستون نے اچھے کلی کتھری اوسکی کی
میکدہ مین شیخ ناحق اوڑہ کے فرغل گیا

نفس کے دریا پہ حق نے شرع کا باندھا ہی پل
وہ نجومی یار اوتر اجو اوتر کے پل گیا

سر جھکایا ہر کسی نے اوسکے پانون پر تراب
شہسوار لافتی کا جسطرف دلدل گیا

موسیٰ نے جسے جلوہ نما طور سے دیکھا
کالبرق اوسے مینے بھی کل دور سے دیکھا

گر وہ نہ دکھاتا تو اوسے دیکھتے کیا ہم
اوس نور کو ہمنے تو اوسی نور سے دیکھا

اک طرح کا ہووے تو کسی سے کہون توصیف
سو طرح کا ناز اوس بت مغرور سے دیکھا

کب حسن مین ہیچ حور پری اوسکے مقابل
اوس شکل آدمی کو تو پرے حور سے دیکھا

ہمکو تو بہت رنج دیے عشق مین دل نے
کیا کیا نہ تراب اس دل رنجور سے دیکھا

جسکی قسمت مین کرے پیر کا دیدار خدا
اوسکو دکھلاوے نہ پھیر اور کا مونہہ یار خدا

اوس بچارے کی بھلا پیر پرستی کب ہو
خود پرستی مین کرے جسکو گرفتار خدا

نیک و بد خرد و بزرگون سے نہین جسکو فرق
ایسے احمق سے نرے ہمکو سرو کار خدا

ہیر سینکو نہین ملتی ہی خزانے کی کلید
کھولتا ہی نہین کم ظرف پہ اسرار خدا

ہی خدا اونکو اک رنج مین سو طرح کے عیش
دوست کو اپنے تو دیتا نہین آزار خدا

صحبت قلب تو آسان نہین مشکل ہی بہت
آہ دل ہو نہ کسی شخص کا بیمار خدا

ایسے نکلے کہ پھرے نہ قدم کوئی کیونکر
ہاتھ سے جسکے کرے ناو بھری پار خدا

کسطرح ملون اوسمیں کہان اوسکو پاؤن
جسکو مین کہین ایک ٹھکانے نہین پاتا

دن رات پھرا کرتی ہی انکھون مین وہ تصویر
اک پل بھی ترا اب اوسکو بھلا نہین پاتا

۶۶

سر وحشت عشق مین لیلی کی کیا اوسپر کھلا
بن مین کیون پھرتا ہی مجنون پاپر سر کھلا

یار کہتا ہی ہجوم عاشقان مجلس مین دیکھ
بیطرح ہی آج دیوانون کا یان دفتر کھلا

اک اشارے مین وہ دو کرتا ہی دلکو الامان
تیغ ابرو کا ہی اوسکے موبمو جوہر کھلا

کسطرح چھپتا بھلا مضمون عشقیہ مرا
لیگیا تھا خط مرا غلطی سی نامہ بر کھلا

ہاتھ کی مٹھی نہین کھلتی ہی جبکی بخل سے
کب وہ رکھتا ہی دہان کیسہ پر زر کھلا

اوڑ گیا پر جبارے کہدی کوئی صیاد سے
صید وحشی کا تری فوراً جو بال و پر کھلا

قوت اسلام ظاہر ہو گئی کفار پر
ہاتھ سے مشکل کشا کے جب ذوالفقار کھلا

غول بندر کے چلے مین پھر ولایت کی طرف
شیر حق جلد آخر لے کفر کا بندر کھلا

زاہد اب حجرہ مین بیٹھا موند انکھین تر اب
خوف ہی جو رو نکا رکھے کسطرح سے در کھلا

۶۷

پر یزاد اوسے الفت کرکے ناحق جی جلا اپنا
نچاہے کوئی خوبونکو اگر چاہے بھلا اپنا

بیاض رخ پہ کیون ہمکو سواد زلف خوش آیا
پھنسا یا بال کی پھانسی مین ہم آپی گلا اپنا

بہت پھونکا تری ہمنے محبت مین عمل جسکے
پر اوسکے چشم جادو پر نکچھ افسون چلا اپنا

چھپالی مجھسے آنکھین جھٹ ذرا بھی کی نہ شرمندی
کہا جسوقت مینے یار سے دکھہ رو بلا اپنا

ندکھلا قیس اپنے دلکے داغ اوپانون کے چھالے
نکہہ لیلی سے نخل عشق یون پھولا پھلا اپنا

غم دلکا چھپاؤن تو چھپایا نہین بنتا
بگڑا ہی وہ ایسا کہ بنائے نہین بنتا

پاس اوسکے مین جاؤن تو کہتا ہے اگر اوسکو
پاس اپنے بلاؤن تو بلائے نہین بنتا

دن رات گذرتی ہی تصور مین اوسکے
یاد اوسکی بھلاؤن تو بھلائے نہین بنتا

اوٹھتے مرے بھر آئین کل اک دوست کی نکھین
پھر اوسکو رولاؤن تو رولائے نہین بنتا

وہ شرم سے مونہہ سامنے کرتا نہین میرے
آئینہ دکھاؤن تو دکھائے نہین بنتا

کھیرے ہین رقیب اوسکو نہین بات کی فرصت
کچھ اوسکو چٹاؤن تو چٹائے نہین بنتا

کہتا ہی جو ایک آن نچھوڑونگا مین تجھکو
جی اوس سے چھڑاؤن تو چھڑائے نہین بنتا

قاصد یہ پیام اوس سے تو کہدیجیو چیکے
کر خط مین لکھاؤن تو لکھائے نہین بنتا

بیکل کوئی کرتا ہے شراب اپنے کو ایسا
دل تجھسے اوٹھاؤن تو اوٹھائے نہین بنتا

ردیف الف

اگر کون ترے قفس کا سر تھیرو نسے توڑا
تو بھی وہ دو ہے نے ترا پنڈ نچھوڑا

چھیڑے نہ کوئی اوسکو دکھائے نہ مرحمت
عاشق کا دل خستہ تو پہلو کا ہی پھوڑا

مشاطہ سمجھ بوجھ کے ہاتھ اوسپہ لگانا
کاکل نہین خسارہ پہ ہے سانپ کا جوڑا

کسطرح رکاب اوسکی کوئی دوڑکے پکڑے
راکب وہ ستمگار ہی اور شوخ ہے گھوڑا

اوتنی تو کا دل سخت کسی سے نہو ائرم
موم اوسکو کرے کون کہ تھیرا ہی روڑا

تلوار کی باڑہ اپنی دکھاتا ہی مجھے کیا
خونریزی مین کیا کم ہی تری آنکھ کا ڈورا

تر دامنی عشق نہ دیکھے ہوئی زائل
گو آنسو دنسے اپنے مین دامن کو نچوڑا

ساقی ترے میخانے سے کوئی خالی نجاوے
بھر دے مے گلگوں سے کہین ایک کٹورا

دم بدم کروٹ بدلتا ہی نہین آرام چین
ہی مقیم احوال ان روزون مین بیمار کا

ایکدن دیکھا ہے منہہ بھر رفع اولٹ کے نقاب
دم ترے دیدار مین ہے تشنہ دیدار کا

بس نہین عاشق کا کچھہ معشوق جابی ہی سو کری
بندگی بیچارگی عالم ہے مجھہ نا چار کا

یار میرے دلمین ہے اور دل ہی میرا یار مین
یہ نہ چھوڑا دل کہان اور گھر کہان دلدار کا

کون ہمچشمی کرے کسکی نظر اوسپر لگے
مینے جس آنکھو سے دیکھا ہی تماشا یار کا

ہاتھہ کی مہندی صنم کی ہیطرح خونریز ہے
سمجھے کوئی جیتا نہ دیکھا کھائل اس ہتھیار کا

ہوش اڑ جاتی ہین ناصح عقل موجاتی ہی سلب
منہہ کوئی جب دیکھتا ہی اوسکی خمدار کا

قاصد اوس سے حال میرا کہیو بخیطرہ ہو سب
کام ہی تیرا یہی پیغام اور اخبار کا

پھر تو اوس سے مانگ لینا خط مرتب پیشتر
نامہ بر مضمون نجانے کوئی مے طومار کا

بادشاہونکے تملق کا نہین کچھہ اعتبار
کسطرح کیجے بھروسا یار کے ہم پیار کا

سلطنت سے کو نہین ہے سروکار تری صحبت تراب
جسکو ہے ظل ہما سایہ تری دیوار کا

وصل سے غیر شاد کام رہا
ہمسے ہنت وعدہ وپیام رہا

نہوئی باریابی ہمکو خاص
اور وہان سب کو باریاب عام رہا

در پر اوسکے امیدوار کی شکل
کل مین ارصبح تا بہ شام رہا

اوسنے میری طرف نہ پھیر دیکھا
مین تو کرتا اوسے سلام رہا

اچھے خود کام سے پڑا ہے کام
پھر کسی سے نہ ہمکو کام رہا

سب سے آزاد ہو گیا مولا
تری خدمت مین جو غلام رہا

اُستادی خبر ہماری لے — دیکھہ کیا ہجر نے ہلاک کیا

پاک کر خلق بدسے دلکو تراب
غسل سے کیا بدن کو پاک کیا

جو مہر و لطف سے واقف نہیں جفا کے سوا — گذارہ اوس سے کہان صبر اور رضا کے سوا
ہمیشہ دیکھہ مین کٹی قیس و کوہکن کی ہا — حصول عشق ہی کیا محنت و بلا کے سوا
جو دیکھہ مین یار سے پایا نہ غیر سے پایا — کہون مین کسکو دل آزار اشنا کے سوا
اگر وہ کھینچے کے تلوار سر پہ اپہونچے — نہ مونہہ سے نکلے گا کچھہ بھی مرحبا کے سوا
وہ کیا کیا پیاری ادا و نسی دلکو لبتا ہے — کسیکو دلکی نہین قدر دلربا کے سوا
نہین سنے گا وہ قاصد مرا پیام مگر یل — زیادہ اوس سے نہ تو کیجو مدعا کے سوا
قفس مین بلبل مسکین تڑپتی ہے — خبر چمن کی لوسے کون ہے صبا کے سوا
سہاگ جو شخص موا کہتے ہین وصال ہوا — خدا کے ملنے کی صورت ہی کیا فنا کے سوا

بتونسے خواہش یاری کی تجھہ تہمت ہے
تراب یار تیرا کون ہے خدا کے سوا

اوسکی آنکھہ کو روبرو مونہہ ترا نظر آیا — جو دامن مین بھر کے آنسو سو یاقوت گھر آیا
سحاب پر کھلے بند و نکی تمسے مر رہا تھا جو — پھر اوسکے قتل پر تو کسلئے باندھے کمر آیا
اوبا گریبان ہو رستہ ہو جیسے چاندنی پھیلی — پس از ماہے جو شب اے سطرف وہ رشک قمر آیا
کہا تھا کل لونگا تجھسے مین صبح نکلتے ہی — نہ نکلا گھر سے باہر اب تلک دن دو پہر آیا
تراب دیکھو نہین میری اگر کوئی محلی سا جیکا تھا — وہ چنچل کونجانا ہے کب آیا کدھر آیا

کیون گر آہی تو اے گلچین گلونکو خاک پر
ہاتھ مون سے تیر قضا لے آنکھ سے یہ گل اوٹھا

دوستی کرنے لگا صیاد سے پھر باغبان
آشیان اپنا چمن سے جلد اے بلبل اوٹھا

سر پہ کافر آن پہونچے یا علی یا بو تراب
ذوالفقار اپنی علم کرکے ذرا دل اوٹھا

حق تعالی عشق اپنا دے تو بہتر ہے تراب
حسن صورت کچھ نہین اس سے تو جی بالکل اوٹھا

مجھے تو دیکھکے رستے یہ کہتا ہے پیر مو جا
رقیبو نسی نہین کہتا ہر چل کے دال نے ہو جا

سمجھ کے سنگدل تجھکو ہی کہتے ہین سب تجھسے
تو اون سے کنارہ کش خدا کے واسطے ہو جا

دلا گر عشق مین تجھکو تمنائے شہادت ہے
شہید ابرو خمدار بن مارے مرے ہو جا

جسے ظل ہما کی آرزو ہو اوس سے کہہ اکدن
مرے معشوق کے دیوار کے سائے تلے ہو جا

تراب اللہ والے دیکھتے ہین سب کہین حق کو
تو بسم اللہ کر کے جھٹ صنم کے سامنے ہو جا

عمر بھر مینے جسپہ جان دیا
کبھی اوسنے نہ ایک پان دیا

ثابت اوسپر ہوئی نہ چاہ مری
گرچہ سو بار امتحان دیا

آہ کو میرے درد دل نے عروج
از زمین تا بآسمان دیا

واہ کیا حق نے خوبرو یونکو
عارضی حسن پر گمان دیا

نہین کرتا ہے مجھسے یاری وہ
کسی دشمن نے ٹور غلان دیا

زلف کافر سے کیون نہ صلح کرون
مصحف رخ کو درمیان دیا

کیون وہ عاشق نہ عیش و چین کرے
جسکو معشوق مہربان دیا

وہ پہلے لگا بیٹھا اک وار تراب اوسپر
جو اوسکے لئے اچھی شمشیر بنا لایا

جب دل منصور پر حق چھا گیا — لب پہ اقرار انا الحق آگیا
یار و تم کہتے ہو جسکو عرش پر — مین تو اپنے دل مین اوسکو پا گیا
کون دیکھے اوسکو غیر از اہل دل — آفتاب اندھے سے کب دیکھا گیا
حیف سر حق پوچھا ایک نے — پاس اپنے اک جہان آیا گیا
دم بخود ہو رہیے کچھ کہیے نہ اب — حق جو کوئی بولا سو جھٹ مارا گیا
مرشد برحق کے صدقے جایئے — راہ حق کی جو ہمین دکھلا گیا

کہدے طالب سے کہ سب حق ہے تراب
کلمۃ الحق وہ بھی فرما گیا

دلکو میرے اوسنے کیا کیا بھولپن تو دیکھیے — مین جو کچھ بولا تو مجھکو آرسے ہاتھو نے لیا
مسکرا کے جسنے شوخی سے حیا و ناز سے — عاشقون کے دلکو اوسنے اچھی گھاتو نسے لیا
سرخ لب سے اوسکے پائی لعل نے یہ چمک — آب و تاب اپنا گہر نے اوسکے دانتو نسے لیا
کیا ہوا لیلی اگر خیمے کے اندر چھپ رہی — قیس نے تو جھانک تاک اوسکو قیتا تو نسے لیا

کیون نہ کہتے ہم شب تار اوسکے سر کو کو تراب
زلف مشکین نے کہ سودا اندھیری را تو نسے لیا

چھپ کے آیا جسنے مو نہہ دکھلا گیا — کافر ترسائی حی ترسا گیا
یار و جسکو تم بہت کہتے ہو شوخ — دیکھکر مجھکو وہ کیون شرما گیا

۹۵

آنکھہ اسوقت کے خونسے لگانا ہی برا
شوخ چشمونسے لڑے کون زمانا ہی برا

جب ادھر ہوکے نکلتا ہو تو کہتا ہی رقیب
یہ نظر باز ہے اسکا ادھر آنا ہے برا

وضع مجنون کی بری کیون لگی لیلی کو
عشق سے جسکو جنون ہو وہ دوانا ہی برا

اور سب ناز ترا یارب بھلا ہے لیکن
مونہہ چھپانا ہی ترا زلون آنکھہ چرانا ہے برا

ہدف دل پہ لگا تیر نگہ مونہہ سے نکہہ
کون جی مارے کسیکا یہ نشانا ہے برا

بس کر اللہ سے ڈر عاشق بیچارہ کو
چھیڑنا ہر گھڑی ہر وقت کڑھانا ہے برا

اوسکے کوچیکو جو سمجھے ہی بہ از خلد بریں
یار بن باغ ارم اوسکو دکھانا ہے برا

نقش پا ہو کے بین بیٹھا ہون گلیمین اوسکی
اے صبا خاک مری اوسپہ اڑانا ہی برا

اوس ستمگر سے کہے کون مزاب ایسی بات
ہم فقیرون کو غریبون کو ستانا ہے برا

۹۶

جو غفلت ہی مین نت جاگا اوسویا
کمائی کچھہ نکی سب اوسنے کھویا

ہنسی مین جسکی گذری عمر ساری
وہی دنیا سے چلتے وقت رویا

یہان جو کچھ کیا پایا وہان ہم
وہی دانا جما آخر جو لویا

نہ سیل آنا اگر تھم جاتے آنسو
یہ طفل اشک نے سبکو ڈبویا

مسلسل اشک ہر مژگان پہ ہی یون
سیہ ناروں مین جون موتی پرویا

نچھوڑا ایک داغ درد دل سے
بہت کل چشم تر نے اوسکو دھویا

ذری صدمے مین ہوجاتا ہی ٹکڑے
نزاکت مین تو دل شیشہ ہی گویا

تو کیون خنجر کو ہر دم آب دے ہے
ہم آپی زندگی سے ہاتھہ دھویا

کاٹ دی ہی ایک تیغ لاتسلم سے وہ سب
لاکے اوسکے سامنے بایتن کوئی لاکھون بنا

کیون نہ بیچینون سے اوسکی آبرو ہو بیشتر
جسکے ہر آنسو کا قطرہ گوہر مکنون بنا

واہ کیا ہی واہ نکلی مونہہ سے اوسکے درجواب
آہ سے میری جو کل اک مصرع موزون بنا

دیکھتے ہی اوسکی صورت مونہہ سے نکلا ہی درود
قدرت حق ہی عجب وہ عارض گلگون بنا

جھاڑ پھونک اوسکا نہین کچھ سانپ کالی کا ہی
زلف کے آگے تری کوئی جاوی کیا افسون بنا

جب ہی کچھ اوس سے غرض تک تا بدون تکتا ہی وہ
سچ تو لایا ہو گا شوقیہ کوئی مضمون بنا

دل ترا گھر ہی کوئی کرتا ہی گھر اپنا خراب
مت بگاڑ اوسکو نہ مجھکو اسقدر مخزون بنا

کج مخنثی سے کیا ہی خود بخود اوسنے ظہور
اقتضاے عشق سے عالم یہ گوناگون بنا

چاہے وہ ظالم کہے چاہے کہے جاہل ترا
خلق مین اوسکا امانت دار اک مامون بنا

ردیف الالف مع الراء

۵۹

نہ پیا جام ہلاہل کا نہ سم کھاے گیا
مر گیا عشق مین عاشق اوسی غم کھاے گیا

دم آخر بھی نہ کچھ اوسنے کہی حی کی بات
آہ بھی مونہہ سے نہ کی ہاے وہ دم کھاے گیا

برگ گل چھڑکے تنین شبنم سی خزانمین اسطرح
کاغذ ابری ہو جسطرح سی نم کھاے گیا

دیکھیے ہوتی ہی کیا کیفیت اوسکی پس مرگ
زندگی مین جو یہان خوف عدم کھاے گیا

وہ تو پا ویگا وہان راحت و آرام سدا
جسنے یان صبر کیا رنج و الم کھاے گیا

کچھ نہ فرعون کی موسی سے چلی ڈوب گیا
آردہا ہو کے عصا جاہ و حشم کھاے گیا

آنکھ کو یار کی مین جب سے کہا شوخ غزال
سامنے پھر نہ ہو امیر وہ رم کھاے گیا

شرم سی کیا نگہ راست تری پھرتی ہے کج
تیرا ناوک ہی لطافت سی یہ غم کھاے گیا

تمکو کیا ہاتھہ لگایا رو کہو کیا پایا
ور خور اوسکا جو مین اب قاطبتہً چھوڑ دیا

روح کو تن کے سبب جگ سے تعلق ہے تراب
کچھہ غلاقہ نہ رہا جبکہ بدن چھوڑ دیا

۹۲

جسنے قمری کو بجان بندۂ تسمشاد کیا
اوسنے گلشن مین قدسرو کو آزاد کیا

حوں نے حسن اوسکو دیا مجھکو کیا عشق نصیب
یار کو شیرین بنایا مجھے فرہاد کیا

دل تو ہے عشق مین مجبور نہین اوسکا قصور
وہی مختار ہے جسنے یہ سب ایجاد کیا

حور کے نشہ نے زاہد کو کیا مست و خراب
ہمکو دیوانۂ خوبان پیر زاد کیا

پھر ہوا جوش جنون فصل بہار آپہونچی
قیس نے خانۂ زنجیر کو آباد کیا

ہای کل سب سے کیا یار نے ملنے کا قرار
منتظر ہم ہی رہے کچھہ بھی نہ ارشاد کیا

غیر کی مانی مری ایک نہ تقریر سنی
داد دی اور ونکی مجھپر یہی بیداد کیا

میرے جلنے پہ تیرا ایک بھی آنسو نہ گرا
تو نے بیدردی مین کچھہ شمع پر ایزاد کیا

چشم آہو پہ نظر کرکے نظر بازون نے
حلقۂ عین پہ آنکھون کے ترے صاد کیا

کسطرح محو نہو دیکھکے یہ نہہ اوسکا تراب
خود فراموش ہوا جب ہی اوسے یاد کیا

۹۳

جو بشر پتلا بنا ہو مکر اور تلبیس کا
آدمی اوسکو نہ کہہ بچہ ہے وہ ابلیس کا

سلطنت مین جمع کرکے بذل و رعیت پروری
اوسکا یہ ہے ہر چال الغیب شے چالیس کا

خانقہ مین جاکے سن کیا ذکر ہے نام خدا
مدرسے مین شور ہے کیا درس اور تدریس کا

گر نہو تا دیو کو زور کرامت اسقدر
ایکدم مین لا نہ سکتا تخت وہ بلقیس کا

۹۶

وال نے کردے رہے بسر کو ذرا — آزمالے دم خنجر کو ذرا
قتل موذی پہ باندہ کسکے کمر — زور دے نازنین کمر کو ذرا
کب تلک رخ ادھر رہے گا بس — متوجہ ہو اب ادھر کو ذرا
چڑہ گیا ہے بہت فلک پہ ماہ — عار دل اپنا دکھا قمر کو ذرا
اُدھاری ہین کوئی لگا دیکھے — دانۂ اشک سے گہر کو ذرا
ہاے کوئی خبر نہین دیتا — غم سے میرے وہ بخیہ گر کو ذرا
مرگیا نالہ کرتے کرتے آہ — نہین طاقت رہی جگر کو ذرا
کاش آجاے یار آج یہان — شام کو یا دم سحر کو ذرا
دور بیٹھے جھٹک سے دامن کی — خشک کردے یہ چشم تر کو ذرا
یارو خود شوق سے وہان آوے — رکھے جو پاک وصاف گھر کو ذرا

شیشۂ دور بین کیطرح شراب
دیکھ لے دلبر یکھ نظر کو ذرا

۹۷

عاشق کو بھلا ڈھونڈھ کے پہچان کے مارا — کیا جان کے مارا اوسے کیا جان کے مارا
ٹہرہ صلح کی آیات وہ کھا مصحف رخسار — کر قول قسم پر دیمین قرآن کے مارا
بل کھاتی ہے ناگن کیطرح ہاتھہ مین لپٹی — جب شانہ مین اوس زلف پریشان کے مارا
گیا گوہر دندان ہو لب سرخ سے چمکا — بجلی نے کوڑا لعل بدخشان کے مارا
مونہہ سے مرے نکلا کہ بس ایکا فر ظالم — تیر اوسنے جو کل ایک مسلمان کی مارا
جھٹ دست بقبضہ ہو کہا کسلیے مجھہ پر — مرتا تھا یہ خود سر مین ہر ارمان کی مارا

دامن تو نہین اوسکا نہ کسی آن سے چھوڑا
ہر چند بہت اوسنے مرا ماتمہ مڑوڑا

اے عشق کیا تو نے مجھے شہرہ بازار
مجنون کا بھی ایسا نہ پھرا ہوگا اوٹھنڈھورا

لیلی کی کہا سنتے ہی زنجیر کی جھنکار
کیا پھر ادھر آتا ہی وہ دیوانہ نگوڑا

ہوتا ہی کہین چودھوین تاریخ اندھیرا
بیطرح چھپا زلف مین رخ یار کا گورا

ہمکو نہ تراب اتنی رہی درد سری یہ
پہنے جو کسی دن وہ پری صندلی جوڑا

۱۰۱

نہان جو سوز پروانے مین دیکھا
عیان وہ شمع کاشانے مین دیکھا

وہ کیا مسجد مین عابد بنکے بیٹھے
جسے لوگون نے بتخانے مین دیکھا

بچشم معرفت کچھ فرق ہمنے
یگانے سے نہ بیگانے مین دیکھا

حقیقت کا سہر صورت علاقہ
جو تار سبحہ ہر دانے مین دیکھا

کیا کھل دل کا عقدہ بے تکلف
خم زلف یار کو شانے مین دیکھا

تماشا وہ ندیکھا جام جم مین
جو پیر مغ کے پیمانے مین دیکھا

وہ بولا میری وحشت دیکھکے کل
جنون طرفہ یہ دیوانے مین دیکھا

ہوئی مجنون کی یہ خانہ خرابی
جو آباد اوسکو ویرانے مین دیکھا

موا عاشق بیچارا زہر کھاکے
جو چارہ اپنا مرجانے مین دیکھا

نکمپنے اوسکا جھنجھلانا غضب ہی
عجب لطف اوسکے جھنجھلانے مین دیکھا

تراب اوس شوخکی خوبی نکچھ پوچھہ
جمال اوسکا مین شرمانی مین دیکھا

کفن اوسکو بہت ایسی تکلف سے دیا تو کیا
وہان سے جو یہان آیا ہوا زر تا قدم ننگا

جو ڈوبے ہی پسینے مین پہن کر جامۂ شبنم
چھپے کیونکر نہ گلکاری کا اوسکی جسم ہر ننگا

دو الٹی درد دل مینے جو اوس بید سے مانگی
کہا اچھا بھلا اکدن بناؤنگا تجھے جنگا

دورنگی سے جو ہو محفوظ وہ یکرنگی سے ہو محظوظ
نزاب اوس ہی کو ہم دیتے ہین خرقہ زرنگا

۱۰۵

تنگ دل ہو قیس پھر وحشت مجھے پھرنے لگا
یہ جنون راہ بیابان اوسکو بتلانے لگا

مطرب اوسکے آگے جب میری غزل گانے لگا
تانت باجی راگ بوجھا یار فرمانے لگا

اگر کین مین کان کا سبزہ نہ کھلاتا تھا وہ
اب جو خط نکلا تو باغ سبز دکھلانے لگا

باغمین کیا پھر خزان آئی گئی فصل بہار
دیکھ تو اے باغبان کیون پھول مرجھانے لگا

ترش ہو شیرین نکمہ فرہاد سے پر حرف تلخ
سنکے میرا نام شیرین کیون تو للچانے لگا

شوق مین شیرین کی افیون کی صورت عشق
کیون تو زہر عشق میٹھا جانکے کھانے لگا

عشق کے نفع و ضرر سے کیا نزاب بیخبر ہے
کیا سمجھے کے ناصحا تو اوسکو سمجھانے لگا

۱۰۶

کبھی وہ دل فریب اید عمر نہ آیا
بھلا دل لیکے ہمسے مونہہ چھپایا

جہان مین کوئی نہ ایسا سنگدل ہو
وہ بت کیا بیمروت ہی خدایا

مرے قاصد سے اتنا بھی نہ پوچھا
کہان آیا او کیا پیغام لایا

کوئی جگ مین کسی پر دل نہ دے آب
بہت لوگونکو خوبون نے ستایا

تصدق کیون نہ ہون مین پیر مغ پر
عجب جام مے وحدت پلایا

یارو نسے تراب کہی جایئو حق بات
ہی کلمہ حق صاحب تلقین کا ڈنکا

جو حق کی پیاری ہین اونکو تو ہی سہاگ سدا
وہ کھیلتے ہین لنگوٹی مین اپنی پھاگ سدا
خدا پناہ دے اونکی جلال و گرمی سے
جو اپنی دھونی مین تھپتے ہین گرم آگ سدا
خدا کی فضل سے جسپر کھلا ہے انکا در
وہ اہل وجد ہی بھاتا ہی اوسکو راگ سدا
طعام خوش ہی نہ للچاؤ اونکو کھاتے ہین
جو نان خشک جو و گھرو کا ساگ سدا

تراب تنگ نہو نا جدل للا سے
کہ عالمون کو رہی صوفیون سے لاگ سدا

عشق بازی ذرا تو اوسکی ہمکو ہی سوا کیا
یا الٰہی یا وہی یہ دل بھی کہین اپنا کیا
تیری مچھی کی لیئے ای مہ رخ ہاہی فروش
ایک عالم ہاہی بے آب سا تڑپا کیا
دیکھنا بار و تنک اوس شوخ دلبر والی طرف
اسنے اپنے عاشقون پر ظلم ہی کیا کیا کیا
ترس آتا ہی نہین اسکو کسی کی جان پر
اس بت نا ترس کا کسنے الفت ترسا کیا

اکدن بھی تو نہ آیا وہ ترسے گھر مین تراب
جسکے کو چہمین تو اک مدت تلک جایا کیا

جسمین کسیکو بھاوی تجھکو وہ کام کرنا
عاشق سمجھ کسیکو آئی سلام کرنا
ہوتی لگے ہین ابتو زاہد بھی رام تیرے
کافر غضب ہی تیرا یہ رام رام کرنا
کس کام کی نگین سی یہ خود نمائی یارو
خود رو سیاہ ہو کر اظہار نام کرنا
تم خوش ہو یا ہو ناخوش یا لنسے نجا و گا مین
ابتو گلیمین تیری مجھکو مقام کرنا

۱۱۴

خوشبو دہانکی چاہیے لادی مجھے صبا
بستا ہو جس چمن مین وہ گلفام دلربا

وہ رنگ و بو نظر نہ پڑا ایک گل مین بھی
جو رنگ و بو دکھاتی ہے پیارے تری قبا

رہا تہہ سی تیری نہین عاشق ہوا قتل
دامن تر الہوسی جھلا کس طرح دبا

جب فاتحہ کو جاے تو گور قتیل پر
جی اوٹھہ کے وہ کہے بعد اخلاص حبا

جس دن سی یار دوست ہوا ہے نزاب کا
دشمن ہوئے ہین اوسکے سبھی خویش و اقربا

۱۱۵

کیا خوب تھا کل اوسکی ملاقات کا سمیا
تا مرگ بھولے گا مجھے رات کا سمیا

کیا بات وہ کہتا تھا کہ ہنس دیتی تھی کلیان
روتا ہون مین اب یاد کر اوس بات کا سمیا

آنسو کی جھڑی آہ کی بجلی ہے چمکتی
یہ دیکھیے شب ہجر مین برسات کا سمیا

بیٹھا نہ گیا مجھسے تو کل بزم مین اوسکی
دیکھا جو قیمبو نکی مدارات کا سمیا

البتہ ہوا اعجاز مسیحا اوسے باور
دیکھے جو ترے لب کی کرامات کا سمیا

ہوٹھہ اوسکے آب حیات اب نہون کیونکر
دکھلاتی ہے زلف اوسکی تو ظلمات کا سمیا

بھولے ہی نزاب اب کوئی بیدرد جفا مین
پیارے وہ تری لطف و عنایات کا سمیا

۱۱۶

آرام جان سمجھے کے بھر عمر جسکو پالا
دیکھا تو اب وہی ہی آزار دینے والا

یعنی بدن ہی سارا آزار دہ ہمارا
جو سب سے ہی پیارا وہی وہی کسالا

سیری مین بھی نہ بدلی خوی طبیعت افسوس
حرکات نفس سے ہین جون طفل خرد سالا

ملکوت مین تھی خوش ہم ناسوت مین پڑا غم
جنجال مین پھنسے روح کو حق نے ڈالا

تب گو ہر و یا قوت سے ہو اشک مرا بیش
ملک جاے اگر یار کے دامن مے ذرا سا

دل چھین لیا مجھسے ستراب اوسنے یکایک
جسسے کہ کبھی مین نہ تھا واقف نہ شناسا

۱۱۹
دے گیا عاشق کو جلتے وقت پیرایان کا
پھر پسپایا اوسنے گھر اک خانمان ویران کا

ایک بالاسی دو بالا ہو گیا عارض کا حسن
روپ کچھ اور ہی دکھاتا ہی وہ بالاکان کا

مین فقیر پر نور رکھتا ہون کیا اوسکے سوا
ساز و سامان ہی وہی مجھ بے سر و سامان کا

جسکے سودے مین ہوا یون شہرہ بازار مین
ہی وہی جنس گران قیمت مری دوکان کا

کیون نہ رکھین دلسے ہم اوسن برہمن کو الگ
وہ تو ہی خوانان ہمارے دین اور ایمان کا

ہی وہ دامنگیر پیرامین ہون اوسکا دستگیر
تا قیامت ساتھ ہی اس نیچہ و دامان کا

کر نہ آتا وہ یہان رو رو کے رہ جاتا ستراب
مین تو ہون مرہون منت اپنے یار کے احسان کا

۱۲۰
اک ہمن یار صادق ہے مرا
صورت معشوق عاشق ہے مرا

ساتھ اوسکا مین نچھوڑونگا کبھی
یار سے یہ عہد واثق ہے مرا

عاشقی مین سلسلہ میرا نپو چھیہ
پیر بھائی قیس و وامق ہے مرا

مجھکو دنیا مین یہ دولت ہے بہت
مہربان مجھپر وہ مشفق ہے مرا

کیا کرے کی بر خلافی غیر کی
یار تو مجھسے موافق ہے مرا

کیا کہون اوسسے مین اگلی واردات
ظاہر اوس پر حال سابق ہے مرا

فکر روزی کی نکر ستراب
رزق کا ضامن تو رازق ہے مرا

جو کچھ برا کہون اوسکو تو جھٹ بپکر اٹھے — مجھے تو خوبون مین ناحق کو انتخاب کیا
کہان تلک وہ رہی دیکھتا کسی کی راہ — خدا نے عاشق مشتاق پر عذاب کیا
مرا تو قصہ رہیگا یہ تا برو زحساب — کہ اوسنے جور و جفا مجھپہ بیحساب کیا

ستون کی عشق مین اتنا نہو کوئی رسوا
نہو کسی سے جو کچھ تو نے اے ترآب کیا

۱۲۴

سواد خط ہے سجل حسن کی تمامی کا — مجھے دکھاتا ہے سرخط مری غلامی کا
کسی کے عشق مین بدنام مین ہوا تو کیا — گذر نہین مرے کوچہ مین نیکنامی کا
نہ مانگے یارسی میٹھا رقیب جھوٹا کیون — مزہ پڑا ہے اوسے تو نمک حرامی کا
بہار دیکھے کوئی اوس پری کی دامن کی — چمک رہا ہے یہ سنجاف کیا تمامی کا
ادائین اوسکی سبھی خوش ہین نقص مین لیکن — کچھ اور ہی لطف ہے اسنج کے خرامی کا
لگی ہی موتہ تری کیا بیچ سے زقلیان — یہ دم رکھے ہے تیری لب سے ہمکلامی کا
ہوا نصیب سے خسرو جہانمین شیرین کلام — ہوا جو زخمی ہو فرہاد تیغ کامی کا
جو تختہ عشق مین تجھ بل کی دے کباب ہوئی — مفارقت کا ہی شکوہ نشان خامی کا

ترآب کسکو رہا یارسے دوام حضور
تو حوصلہ نکر اس دولت گرامی کا

۱۲۵

ہی سجاوٹ کچھ اور مالے کا — شوخ زنار دار و الے کا
کیون نہ عشاق ہو دین حلقہ بگوش — ہے عجب روپ اوسکے بالے کا
جو م لیتا مین اوسکی زلف سیاہ — دور نہوتا جو سانپ کالے کا

یارو وہ درد مند علاج اپنی کیا کرے
آپی جو اپنے ہاتھ سے آزار مین پھنسا

جگ مین کہین شراب نجات ایسا نہین
خود کردہ کار اپنے ہی کردار مین پھنسا

۱۲۰

زور اپنے تغافل کا بس اے شاہ نہ کھلا
آراہ پہ نظر کی بہت راہ نہ کھلا

کر شرم کو تو بند قبا کو بھی سی اولٹ دے
بدلی مین چھپا آپ کو اے ماہ نہ کھلا

سب مرگ مفاجات وہ مر جائیگا جھٹ پٹ
جلوہ یہ کسی اور کو ناگاہ نہ کھلا

کہتا ہی عبث سیر نہ دکھاؤنگا تجھے مونہہ
فتنا ہی تو خواہ دکھا خواہ نہ کھلا

اک دن کی ہی فرقت کی نہین تاب سکیکو
یہ روز قیامت مجھے اللہ نہ کھلا

کر ون حال پریشان مراد دیکھہ کہی ہے
جا مجھکو بہت شعبدہ چاہ نہ کھلا

جو بندہ درگاہ تراب اپنا کہاوے
بھٹکا نہ اوسے اور کی درگاہ نہ کھلا

۱۲۱

ہر اک نوجوان سے ہارا
نا توان بیسلوان سے ہارا

یارو تم کس لیے جھگڑتے ہو
مین تو اوس مہربان سے ہارا

صبر کس طرح سے کرے عاشق
غم مین تاب و تو ان سے ہارا

عشق بازی مین دل کے ہاتھ سے وہ
ننگ و نام جہان سے ہارا

جسنے دو کان عشق پھیلائی
اپنے سود و زیان سے ہارا

دل کا قصہ کہان تک مین کہون
تھک گیا مونہہ بیان سے ہارا

اوس حسین ہاتھہ ہارسے بہات
دل و دین مال و جان سے ہارا

۱۳۲

کسیکو ہمنے دنیامین نہ پورا آشنا پایا
جسے جگ مین بہت چاہا اوسیکو بیوفا پایا

جسے یار و فقط ہم دلربا اپنا سمجھتے تھے
اوسیکو سیکڑونکا آشنا و دلربا پایا

ہمین شب ہم سا ہجران مین اوسنے چشم تر رکھا
تبسم جس گل غنچہ دہن کا دلکشا پایا

وہ شانی سی اٹکتی ہی مرے دلمین کھٹکتی ہی
مین اوس نازک رسا کو بید بو نسے نارسا پایا

برا کیون مانیے چاہی سو کوئی جگ مین کہلے
بھلا ہوا اوسکا جسنے عشق مین ہمکو برا پایا

نہین عاشق کو کچھ پروا اگر ہر حیدہ رسوا
صنم کی چاہ مین اوس سے نہ کہیے تو نی کیا پایا

برہمن ہو کے بیٹھا تبکدی مین ترک شیخی کر
خراب ایسا کسی بت پرستی مین نرا پایا

۱۳۳

اوسنے صد کوہ غم کو دیکھہ لیا
ہجر مین جسنے ہمکو دیکھہ لیا

مر گئے غم کے مارے دم بھر مین
ایک دم مین عدم کو دیکھہ لیا

خوب وعدہ کیا تھا وصل کا واہ
اوسکے قول و قسم کو دیکھہ لیا

کام آیا کبھی نہ عاشق کے
تیرے لطف و کرم کو دیکھہ لیا

میرے گریہ پہ ہنس کے مت کہیے
جا تری چشم نم کو دیکھہ لیا

ہاتھہ آئی نہ جب قدمبوسی
اوسکے نقش قدم کو دیکھہ لیا

اوسکے کوچہ مین بیٹھہ کے یکطرف
سارے باغ ارم کو دیکھہ لیا

دل تھرا سے کوئی نہ ایک لگا
ہمنے سو جام جم کو دیکھہ لیا

نہ پڑا جب نظر ہلال عید
اوسکی ابرو کے خم کو دیکھہ لیا

اب تو زاہد بھی بت پرست ہوا
کہین میرے صنم کو دیکھہ لیا

سبھلا غلام تھا محمود غزنوی کا ایاز
کہ جسکے ہاتھ کا تھا اوسکو مول لیا

بندھا تھا یار کی بازو مین نقش چھ نقش کا
مین اوسکو جانکے تعویذ دل کا کھول لیا

پڑی جو آنکھ مین میری وہ گرد دامن کی
شکر سمجھکے اوسے آنسو ونمین گھول لیا

اودھر جو ناز و ادا کا وہ ایلا لشکر
ادھر ترابؔ نے آہ و فغان کا غول لیا

۱۳۷

وہ خود غرض ہی اپنی ہی مطلب کا آشنا
کیا بات اوسکی ہی وہ عجب ڈھب کا آشنا

رات اوس سے مجھکو ملکے یہ معلوم ہوگیا
دن کا وہ آشنا نہین ہی شب کا آشنا

یکسان ہین اوسکے آگے رقیب و حبیب سب
بھٹیارہ ہی وہ کیسے نہو سب کا آشنا

روز ازل سے مجھکو ہوئی اوس سے دوستی
وہ شوخ سنگدل ہی مرا کب کا آشنا

جب کچھ بھی آشنائی کی قابل نہ تھا صنم
یارب نہو جھوٹی وہ مراعات کا آشنا

میری طرف تو دیکھو وہی ہی جو یار کی
مین تو ہون آپ یار کی ہر ڈھب کا آشنا

تو تم بادنی کہہ تو ابھی مرکے جی اوٹھون
اعجاز عیسوی ہی شکر لب کا آشنا

کسطرح مجھسے یار کو صحبت برآر ہو
وہ تو ہوا اب اور ہی صاحب کا آشنا

اوسکو ترابؔ قدر کہان ہو فقیر کی
ہووے جو اہل دولت و منصب کا آشنا

۱۳۸

نکہت سر پر تری لیلی کی یہ تصویر توڑونگا
کہ مجنون ہون تو وحشت سے جھٹ زنجیر توڑونگا

کہے تھا اک کمان ابرو لشکر یسے بھوکے کل
مین دلکو خاک تو دی پر ہزارون تیر توڑونگا

غضب ٹوٹے نہ کیون صیاد بیرحمی سے کہتا ہی
پھنسا کے جال مین بال و پر نخچیر توڑونگا

وہ چلتے وقت بہت اک چلے رقیبون سے
ہمین تو دی گئی اچھا صلا محبت کا

مین چپ کے بیٹھ رہون واں پھر اک گئی مجھ مین
ملے جو گھر کہین اک منزلا محبت کا

کسی کی حب کا پیاسا رہون ہمیشہ تراب
مجھے تو جام اب ایسا پلا محبت کا

۱۴۱ ردیف الف

مل گیا غیرون سے مجھ سے ہمسے جدائی کر گیا
بیوفا تھا جب تو ایسی بیوفائی کر گیا

کوئی اوس نا آشنا سے آشنائی کیا کرے
آشنا سے اپنے جو نا آشنائی کر گیا

آنکھ اوروں سے لڑائی پھر لی ہمسے نگاہ
صلح جا دشمن سے کی مجھسے لڑائی کر گیا

دیکھکر رستے مین مجھکو پھر گیا کترا کے راہ
شوخ راہ شرم سی کیا کج ادائی کر گیا

پھنس گیا صیاد بھی ابرو کمین تیر ہوا
صید کی حق مین یہی طرح رہائی کر گیا

ہم نہین کرتے اوسکی خیر خواہی مین قصور
کیا ہوا گر ہمسے وہ ظالم برائی کر گیا

دلبری مین ہر ادا اوسکی ادا تازہ ہی
کیا کہون کیا کیا ادا سے دلربائی کر گیا

زندگی و مرگ اک عالم کی اوسکے ہاتھ تھی
اپنے دور حسن مین وہ بت خدائی کر گیا

جیتے جیتے تو کبھی دلسے نہ بھولے گا تراب
چلتے چلتے یار جو مجھسے رکھائی کر گیا

۱۴۲

دو ستو جسکی محبت مین مرا جان گیا
وہ تو بیمہر و وفا ہی مین اوسی جان گیا

مجھسے کیا چھپکے رقیبون سے لڑائی آنکھ
اک نظر باز نہون مین چور کو پہچان گیا

کرد یا زلف پریشان نے اوسی خاطر جمع
سامنے اوسکے جو با حال پریشان گیا

ہو گیا آنکھ مین اوسکے تو جہان سیاہ
جس گھڑی بزم سے وہ شمع شبستان گیا

یار بازاری کی یاری کچھ نہین ہوتے ہین وہی اک جہان کے آشنا

آشنائی پر ترا لب اونکے نہ بھول
ہین وہ ہرجائی کہان کے آشنا

۱۴۵

ادھر دل چاک اُدھر شور ہی چاہ زنخدانکا
جراحت کی یہ صورت ہو وہ عالم ہی خمکدانکا

نکل سکتا تھا وہ باہر کہان لیلی کی کوچہ سے
دلکھایا قیس کو وحشت نے یہ رستا بتایا بانکا

نہ قسمت چاگئی گر خواب مین اُن رنگیلی کی
تو کاہیکو غریب مصر ہوتا ماہ کنعان کا

ہوا خستہ یونہی مین جو سج نکلا وہ
مرے خلوت نشین چلمن وہ تھا کر ہے ادھر جھانکا

وہ عارض دلکا غارتگر ہی خط و خال گیسو سے
یہ پیری ہی شہر ہندوستان مین یارو دن دہاڑے ڈاکا

کرے دامن وہ بچا کے آستین کھینچے
دکھاتا ہی مجھے سج اپنی خونخواری کی وہ بانکا

کہو غرگان کی سوزن بین بجز دلی تار زلفون کے
ترا لب سکو لگانا ہو جو دل کی زخم پر ٹانکا

۱۴۶

جہا دون آخر ہوا کنوار آیا
گھر سے پر اب تلک نہ یار آیا

کر گیا تھا قرار جھوٹا وہ
دل تجھے کسطرح قرار آیا

شور کرتی ہے باغ مین بلبل
کیا جنون موسم بہار آیا

دیکھکر اوسکی آنکھ منتوالی
چشم نرگس مین کیا خمار آیا

کل مین جسکی رکاب پکڑے تھا
آج ایدھر وہ شہسوار آیا

اوسکے آنے پہ جی کیا صدقے
خوب بروقت انتظار آیا

جس کا آنا ہے نت نیا یارو
پھر نئے ڈھب سے ابکی بار آیا

حیف اوس سے کسینے یہ نہ کہا
کیون وہانسے تو آکے بیٹھ رہا

کون بولے وہ شوخ گل سی مرے
غنچہ بھی سر جھکا کے بیٹھ رہا

نہین اوٹھتا ہے دل شراب اوس سے
گو وہ مجھکو بھلا کے بیٹھ رہا

۱۴۹

بسا ہی باغ مین صیاد بلبل سی زمین چھوٹا
نہ کوئی قمری بچی اوس سے نہ کوئی زاغ و زغن چھوٹا

وہی شورش ہی مجنون کی ملا جنیدلیلی سے
نہ کچھ وحشت گئی اوسکی نہ کچھ دیوانہ پن چھوٹا

بھلا شیرین کی خواہش مٹی وہ کد دل سے کاہکن
امید وصل ہجران کی غمسے کوہکن چھوٹا

ہوا بھیر کیون مقید آپنے مین خود پرستی کا
جو قید بت پرستی ہے وہ طفل برہمن چھوٹا

کوئی اوس سے یہ جا کہدے تو کیون بیٹھا ہی گھر اپنے
سہان تیری آد یکھہ کس کس سے وطن چھوٹا

ترا اپنے فن مین ہی کامل نہ بازیگر سی ہو غافل
تماشے مین ترے ہمسے مشیخت کا چلن چھوٹا

تراب اوسکا فراق و وصل ہی یون ہی نہین کچھ اصل
ملیگا کون ہمسے جس گھڑی اپنا بدن چھوٹا

بھلا دے مجھکو لمہ ایک ہی شیرین دہن چھوٹا
نکو ہاری مین بچا ہون نہو میرا سخن چھوٹا

کہان وہ نافہ آہو کہان یہ طرۂ گیسو
لہو کی باس کیا ہی نافہ مشک ختن چھوٹا

نہین چھوٹا پرے ہی وار جسکے ہاتھ سی کبھی
وہ کب بازو پہ باندھے گا طلائی نورتن چھوٹا

صنم کے لب کچھ اوری چمک ہی لعل رنگ سے
مقابل اوسکے کیا ہوتا ہی یاقوت یمن چھوٹا

قسم اوسکی نہ کوئی مانی اوسی سا نہ کوئی جانے
اوسی عاشق ہی بچا ہی کہ جو دلشکن چھوٹا

ترک سی کسطرح نکلے وہ جاوی کسطرح بیگانہ
جو گر کھہ ہو کی جاوے آپنے شکر کا بچن چھوٹا

ظاہر مین کیا جسنے مجھے اپنا خریدار
باطن مین اوسی حق کا طلبگار کرونگا

مشتاق رہیگا نہ کھاؤنگا اوسے موہنہ
جب تک نہ بہت تشنۂ دیدار کرونگا

جسطرح کیا اوسنے گرفتار مرا دل
اک روز اوسے مین بھی گرفتار کرونگا

بیوقت مین پاس اوسکے جو جاتا ہون نہ کرو
سوتا ہی اگر یار تو بیدار کرون گا

دل پر جو مرے کھاؤنگا گھر کو سد حالا
آویگا تو پھر دیکھیو کیا وار کرون گا

کھل جاویگا تب راز مری عشق کا سب پر
جسوقت اوسے محرم اسرار کرون گا

یارہی مین مری ہوگا اوسی روز وہ صادق
جب دوستی غیر سے بیزار کرون گا

اوسوقت مرے سود کا خود ہوگا قدردان
جب سامنے کوئی اور خریدار کرون گا

منکر بھی اگر گور مین پوچھے گا تو واللہ
اوسوقت کی محبت کا مین اقرار کرون گا

جو بات ترا اب اوسنے کہی راز مین مجھسے
مرجاؤنگا پر اوسکا نہ اظہار کرون گا

بھلا

دل جسکی محبت مین گرفتار ہے میرا
وہ دشمن جانی و دل آزار ہے میرا

کہتا ہی خبردار چھپانا مری الفت
عاشق سے پھرے قول اور اقرار ہے میرا

کسطرح بھلا مجھسے چھپے درد و غم اوسکا
غماز تو یہ دیدۂ خونبار ہے میرا

کیونکر نہ کھون یار کے ملنے کی تمنا
دل آرزوِ وصل سے نا چار ہے میرا

کل دیکھ کے مجھکو وہ لگا کہنے کسی سے
پہچانیو اسکو یہ خریدار ہے میرا

صورت نہ دکھاؤنگا اسی اپنی کسی دن
کہدو یہ عبث تشنۂ دیدار ہے میرا

کسطرح بیان حال اوسے یار مین جانون
نادانی سے یہ وہم اوپندار ہے میرا

مجکو جو ترآب اوسنے کیا شہر مین رسوا
مین کیا نہ اوسے شہرۂ بازار کرون کا

۱۵۷

جیتا رہے وہ جسنے مجھے مار کے چھوڑا — مین آپ ہی ٹوٹا نہین خود یار نے توڑا
روتا ہی رہا مین نہ ہوا اوسکا شرمسار — چھٹی نہ پڑی اوسپہ جو دامن کو نچوڑا
کسطرح رکاب اوسکی مرے ہاتھ مین رہتی — اوس شوخ ستمگار کا چالاک تھا گھوڑا
کرتا مین رہ عشق مین کچھ اور بھی تگ و دو — گر تا نہ مری پاؤن مین گر پھر کا روڑا

مجھپہ پرتو ترآب اوسنے کافر کیا زور
قبضہ مری بچ گئی مضبوط تھا دوڑا

۱۵۸

ابرو یار نے ہمین مارا — تیغ قسم دار نے ہمین مارا
ہم تو گھایل ہین اوسکی ابرو کے — اسی تلوار نے ہمین مارا
سنگ مرمر سے کردے گورے رخسار نے ہمین مارا — گورے رخسار نے ہمین مارا
کیا کل اذام سے گلے لگ کے — پھول کے مار نے ہمین مارا
جی اوشمین مردے جسکی ٹھوکر سے — اوسکی رفتار نے ہمین مارا
زلف کافر پہ کوئی فسون نہ چلا — اوس سیہ مار نے ہمین مارا
غش ہوئے ہم تو دیکھکر اوسکی سج — اوس طرح دار نے ہمین مارا
دام مین پھنس کے کہتی ہے بلبل — عشق گلزار نے ہمین مارا
جل گئے اختلاط غیر کے دیکھ — رشک اغیار نے ہمین مارا
وعدۂ وصل تھا کہ شادی مرگ — کہہ کے عیار نے ہمین مارا

چڑھ گئی زلف کی دماغ پہ بو — مشک تاتار نے ہمین مارا
سیف قاتل ہے قامتِ بالا — لنبے ہتھیار نے ہمین مارا
چڑھ کے سولی پہ کہہ گیا منصور — اپنے اظہار نے ہمین مارا
دم نخود ہون کہے نہین بنتا — ضبط اسرار نے ہمین مارا
نام لیتے سے جسکے غم مٹ جاے — ایسے غمخوار نے ہمین مارا
پھر لیے جاے ہے دل اوسکی طرف — جنس جفا کار نے ہمین مارا
تن یہ تقدیر دیکھیے کیا ہو — دل کے کردار نے ہمین مارا

ہجر کا ہے شراب بوجھ پڑا
اسس گران بار نے ہمین مارا

۱۲۲
نہایت ہو فنا کل اسقدر سے دل مرا ٹوٹا — نہین اب اوس سے کچھ امید بالکل آسرا ٹوٹا
لگاوٹ سے پھر اوسکے یہ شکن دل کی بجا ئیکی — نہین جڑ ہی سے ملتا ہی جہان شیشہ ذرا ٹوٹا
تو کیا کہتا ہی او دلبر شکستہ دل ہی سر اگھر — پسند آتا ہو دلدار و تو کیا محل سرا ٹوٹا
ہمارے شیشہ سے لگو سنبھل کے ہاتھ مین لیجو — نزاکت اسمین ہے اتنی نظر سے جب گرا ٹوٹا
بہت پیری مین دلجائی کا تھا تجھکو کھمنڈ لیکن — جنون مین ہاتھ سے گر گون کے دیکھا سر ترا ٹوٹا
کیا تھا عشق نے کوم نے مجھے طال اللسان ایسا — ہوا ہون گنگ اجب سے دم تغمہ سرا ٹوٹا

تراب اوسکو غنیمت جان مجرسوا ہو جگ مین
محبت مین ہوا فانی تیرا چون و چرا ٹوٹا

۱۲۳
بیدم ہے تڑپتا ہے جو بسمل تہ بچے گا — کوئی دم کا ہے مہمان یہ گھائل نہ بچے گا

ہوگیا دم مین اوسکا کام تمام — جسکو بانکی ادا سے کام پڑا
تر چھی چتون سے جو ہوا گھایل — اوسکو تیر قضا سے کام پڑا
بیطرح دلپہ درد ہے لاحق — مرض لادوا سے کام پڑا
ایک ہو تو کسی سے کہیے ہائے — عشق مین سو بلا سے کام پڑا
دیکھکر مجھکو یار کہتا ہے — مجھکو اس مبتلا سے کام پڑا
ہائے کون اوس سے یہ کہے جاکر — مجھکو جس دلربا سے کام پڑا

کیون رکھے ہے تراب کو ناکام
نہین تجھکو گدا سے کام پڑا

۱۶۵

مری تسبیح کا اک تار ٹوٹا — وہ کافر کا تو سب زنار ٹوٹا
مرا دل عشق نے کیا توڑ ڈالا — دل اوسکا بھی تو آخر کار ٹوٹا
شکست اب عشق نے دو تو طرف دی — ادھر میرا دل اودھر دلدار ٹوٹا
بھلا ای عشق تیرے دم قدم سے — حیا و شرم و ننگ و عار ٹوٹا
کہان کی شیخی و کیسی بزرگی — مرا سب دعوی و پندار ٹوٹا
پلا ساقی مجھے اب بھر کے پیالے — کہ ہر ہر جرعہ مین اک انکار ٹوٹا
خبر پہونچے نہ کیونکر محتسب کو — مرا تو خم سر بازار ٹوٹا
صراحی مے کی جب سے ہو نہ لگی ہے — در گنجینۂ اسرار ٹوٹا

مین ٹوٹا ہاتھ سے اوس بت کی ایسا
تراب ایسا نہ کوئی دیندار ٹوٹا

ردیف الف

۱۶۶

صبر کی رات گئی شکر کے دن آئے شراب
یعنی بے منت غیر آج وہ یار آ ہی گیا

۱۴۰

گو وہ کہتا رہا برا اور بھلا
سامنے سے پر اوسکے مین نہ ٹلا

پھر نہ کوئی نام اوس پری کا لے
ہاتھ سے اوسکے مین ہمت ہون چلا

ہجر مین دل ہوا سراپا درد
نخل غم ایکی بار خوب پھلا

اشتیاق انتظار نومیدی
عشق مین ہین غضب یہ تین بلا

جادو گر ہے وہ برہمن والا
اوسپہ افسون کسی کا کچھ نہ چلا

رشک سے غیر ہاتھ ملنے لگے
مونہہ پر اوسکے جو مینے عطر ملا

اوسنے میرے گلے مین ڈالی ہاتھ
کیون نہ کاٹے رقیب اپنا گلا

اب تو کچھ غیریت ہم نرہی
رہ گیا یار ہے خلا اور ملا

دم بخود ہو تراب عشق مین بس
دلمین جو ہے سو ہے زبان پہ نہ لا

۱۴۱

عیش وصل و غم فراق گیا
دل سے اوسکا جب اشتیاق گیا

یار کے مونہہ پہ خط نکل آیا
سادہ روئی کا طمطراق گیا

روپ کچھ اور ہی بدن کا ہوا
حسن کا ساز اور بیراق گیا

کیون نہ عاشق سے اب کرے اخلاق
مایۂ کینہ و نفاق گیا

ہنس کے کل طفل شوخ کہنے لگا
مین جو واں حسب اتفاق گیا

دل سے تیرے ابھی تلک اے پیر
عاشقی کا نہین مذاق گیا

ہمسے کیون چھوٹ گیا ملکا ہوئی کیا تقصیر
لے کہی ہمسے تو اے جان ہمارا نہوا

کیا ہوا ہمنے جو اوس بت کو کیا رام شراب
نفس کافر تو مسلمان ہمارا نہوا

دوستو ناحق مری جیکا وہ دشمن ہو گیا
نگہبان یاری مین جسکے مجھسے بیگانہ ہو گیا

باغبان اب مین چمن مین جا کر کیا دیکھون بہار
جو گل و ستار تھا سو خار دامن ہو گیا

نام سن باد خزان کا اور گیا بلبل کا ہوش
ایک ہوا مین اور ہی کچھ رنگ گلشن ہو گیا

قیس بیکل سے کہو چل دور ہو یا نسی نکل
در پہ لیلی کے نجا ناکل سے قدغن ہو گیا

اوس بت کافر کے حق مین شیخ جی کیونکر کہون
رشتہ زنار جسکا تار سمرن ہو گیا

دلمین ہے غم کی طپش آنکھون مین آنسو کی جھڑی
ہجر مین بیسا کھہ ہمپر جیٹھہ و ساون ہو گیا

راہ سے ہٹ کے کہان بیٹھا ہی وہ گمراہ ہو
رہنما کی طرف ہی کون اوسکا رہزن ہو گیا

ہمسے بیدل ہو کے اب جاؤ گے کہان یاد ہے وہ
دل ہمارا لیکے جو ہشیار پر فن ہو گیا

پھر تراب اوس سے لگے کرنے مخالف رام رام
ناموافق تجھسے کیا طفل برہمن ہو گیا

لے گسکو ایسا کہین آشنا
کہ ہو تا دم واپسین آشنا

مصاحب بہت دیکھے اسوقت مین
نپایا کوئی ہمنشین آشنا

برہمن بچے سے بچاوے خدا
وہ کافر کسی کا نہین آشنا

نظر آتی ہے ہر طرف چاندنی
ہوا جب سے وہ مہ جبین آشنا

عیان ہے تراکت پسندی مری
کہ رکھتا ہون اک نازنین آشنا

مٹ گئی ہستی مری عشق مین اوسکے تراب
جبتلک عاشق رہا مین آپ کو کھوتا رہا

کیا کہون قیس کو وحشی ہو کہان سے نکلا
بندۂ عشق ہوا قید جہان سے نکلا

کہتے مجنون اوسے زندان مین بٹھایا ناحق
نام لیلی کا جو مین اوسکی زبان سے نکلا

اسطرح گھر سے مرے یار کیا جلد روانہ
تیر جاتا ہو کہین جیسے کمان سے نکلا

مجھ پہ کرتا ہی ستم جان کے وہ پر ضعیف
یہ نیا ظلم اوسی شوخ جوان سے نکلا

تن مین جی آیا مرے دل کی ہوس بر آئی
باہر اسوقت جو وہ اپنے مکان سے نکلا

وہ تو ہی حور لقا اوسکی گلی ہی جنت
گھر مین اوسکے جو گیا پھر نہ وہان سے نکلا

عقل نے مجھکو بھی سیدھا یا تھا پر شومئی بخت
مدد عشق ہوئی صاف یہان سے نکلا

پھر تو سب کام سوا عشق نا شاد گیا
کر کے شادی جو گھر اپنے وہ پریزاد گیا

ہائے پھر دیکھیے اس بت سے ملاقات کہو کب
ہجر مین جسکے مین یون خاک ہو بر باد گیا

صید وحشی ہو اسی غم سے تڑپتا ہون پڑا
کیون مجھے چھوڑ کے جنجال مین صیاد گیا

سخت ظالم ہی کبھی دل کی مرے داد نہ دی
ابکی بار اور ستم کر کے وہ بیداد گیا

حیف دہشت سے وہان مار سے موا کیا کہیے
جو مین نزدیک گنہگار کے جلاد گیا

اوڑ گئے ہوش کری یا تھہ سے دونو کی قلم
روبرو یار کے جب مانی و بہزاد گیا

بت پریرخ کی ادا لون سے بچے کون عزیز
ہار اس دانو مین شاگرد سے اوستاد گیا

پھر کبھی اسطرف کی یاد نہ کی
کیا ہم اک دلسے اوسکو بھول گئے
طالب اوسکا ثواب صبر کا سن
خوش ہو از حمت بلا بھولا

عشق کی گفتگو میں اوسکے مزاب
دین و دنیا کا ماجرا بھولا

۱۹۱
دل تجھے ہاتھ لگا ہا نہ کیا مشغولا
تجھکو ہر گز یہ خوش آتی نہیں بھولی باس
دل تو لگتا نہیں لے یار مرا کیا کیجے
ہجر سے میں نہ و بالا ہو کھڑا روتا ہوں

زرد رو نرگس سہتلا کو لڑی کہوں نہ زاب
زرد پوشاک جو پہنے وہ پریرو دولا

۱۹۲
اوسنے مونہہ دکھلا کے اپنا مجھکو حیران کر دیا
یار سے میری لگی تھی آنکھ کوئی واقف تھا
مینو انتھا عاشقی میں ساز و سامان کچھ تھا
گھل گیا پر وہ مرا ای عشق صد حمت تجھے
ناتوانی سے نہ تھی جس پیر کو تاب و مجال
عشق کے میدان میں اڑتی پھرتی ہے عاشق کی گرد
اک ادا پر بیچتا ہوں دل کو جو تو لے ہاتھ

آخدا کے واسطے پھر جلد اپنے گھر سدھار جان
کیون دل آباد کو عاشق کی ویران کر دیا

ہوگئی تاریک بزم عیش تیری نور بن
تو نے کیا اندھیرا سے شمع شبستان کر دیا

عشق مین اوسکے مین ناشکری نہین تاب تراب
مجھکو حسن خلق سے مرہون احسان کر دیا

۱۹۵

خزان سے نہ اک نخل گلشن بچا
نہ لالہ بچا اور نہ سوسن بچا

نہ شب تا سحر شمع ٹھنڈی ہوئی
مگر جل بجھنگے نہ اک تن بچا

نہ فرہاد کے ہاتھ شیرین لگی
نہ از نخی کوہ کندن بچا

گئی ڈوب میری تو سب آستین
تو کہتا ہے میرا تو دامن بچا

مین دیوانہ ہون پیرہن چاک ہون
مرے ہاتھ سے اپنی چکن بچا

تو یون ہر طرف آنکھ بھر کے نہ دیکھ
نظر سے ذرا اپنی جیتون بچا

پھر اب آہ کا شعلہ اوٹھنے لگا
کہو اہل خرمن سے خرمن بچا

سنہرے کڑے ہاتھ مین جسکے تھے
سبھلا ہاتھ سے اوسکے کندن بچا

لئے لوٹ اوسنے ہزارون غریب
نہ اوس سے امیر و مہاجن بچا

گیا عشق مین اوسکا زنار ٹوٹ
ٹٹوٹا مرا تار سمرن بچا

بچا وے خدا دلکو میرے تراب
کہ ہے مدعی اک برہمن بچا

۱۹۶

دل لگی شیخ کو ہی کاکل مشکین سے خطا
ہی یہ دیوانہ پنا صاحب تمکین سی خطا

کو کہن جی سی گیا ہائے بامید وصال
تلخکامی ہوئی فرہاد کی شیرین سی خطا

چوکڑی بھول گئے جو ہین پری اوسپہ نظر
آنکھہ چنچل نے تری آہو کا رم بند کیا

در لیلی کے سوا اور کہین جا ئیو مت
لیکے مجنون سے یہی قول و قسم بند کیا

دل مین رہتا ہی سدا جسکا تصور قائم
اوسکی تصویر سے کیا آنکھہ کو ہم بند کیا

گور مین کود پڑا آپ سے وہ جنسے تراب
دل کو ارمان سے سرتابہ قدم بند کیا

۱۹۹

ابرو خم سے جو کھینچے ہوئے تم شمشیر رہا
دل دیا مینے اوسے تو بھی وہ دلگیر رہا

اوسکے سودائی سے یکمو نہ ہوئی وحشت کم
مین دکھاتا ہی اوسے زلف کی زنجیر رہا

تہمت عشق سے دل آج گرفتار ہوا
یہ گنہگار سدا قابل تعزیر رہا

جسکو خاک قدم یار نہ ہاتھہ آئی کبھی
وہ مہوس کیطرح طالب اکسیر رہا

جب تلک تو نہ ملا دل کا دھڑکنا نہ گیا
گو مین چھاتی سے لگائی تری تصویر رہا

دیکھنا تھا جسے بیداری مین یوسف کا جمال
یوچھتا اوس سے وہی خواب کی تعبیر رہا

اوسکی بیدردی سے مجھکو یہی حیرت ہے تراب
پیر سے ملکے وہ کسطرح سے بے پیر رہا

۱۹۰

کوئی صحرا مین نہ باقی پر نخچیر رہا
جب تلک ایک بھی ترکش مین تری تیر رہا

عشق نے تیرے مجھے جب سے دیا ہے آزار
اک جہان میری لیئے در پے تدبیر رہا

پھر ہوا جوش جنون فصل بہار آیہو نچی
کچھہ نہ واعظ سے چلا قائل تقدیر رہا

اسطرف چاک مین کرتا ہون گریبان کبھی
اوسطرف دست صبا دامن گل چیر رہا

کسطرح اوس بت دلجو کو ندیتا مین دل
جب تلک دل ندیا مجھسے وہ دلگیر رہا

گر عشق کی پھبتی مین ترابؔ اوسکی نہ پڑتا
مطلع ہی مفید مین یہ عرفان نہوتا

۱۹۳

گر زہر بھرا تیر کا پیکان نہوتا — دلمین ترے زخمی کے یہ خلجان نہوتا
اے لعل ترے لب کو مین گر نزیر نہ کہتا — شوخ اوسپہ جو رنگ مسی و پان نہوتا
کرتا نہ کوئی گردش دوران کی شکایت — فتنہ جو ترا دورۂ دامان نہوتا
پروانہ وہان کا ہیکو جلتا سر مجلس — در پردہ اگر شمع شبستان نہوتا
گر بند قبا کھولے نہ جاتا وہ چمن مین — بلبل کا کبھی چاک گریبان نہوتا
وہ ملکے جو کہتا نہ کہ ہو عید مبارک — مین عید کے دن یارپہ قربان نہوتا
اوسسرو گل اندام کی آگے مرے یارو — سرسبز کوئی سرو گلستان نہوتا
اب تک نہ پھرا قول و قسم کرکے گیا تھا — وعدے پہ جو آتا کبھی نقصان نہوتا

یارب جو ترابؔ ایک برہمن سے نہ کرتا
عاشق کوئی ہندو یہ مسلمان نہوتا

۱۹۴

متوجہ ادھر اوسکو کسی طرح نہ پایا — بیمار بنے تو بھی عیادت کو نہ آیا
مجنون سے بھی ایسا نہ تجمل کبھی ہوتا — مین اوسکی جدائی مین جو کچھ رنج اوٹھایا
اک بات مین عاشق سی گزرتی ہے تعجب مین وے — خوبونکو تو اللہ نے بد خلق بنایا
لڑکون سی لگادیوے ہی پتھر اے مارو — ہم اوسکی طرف جب گئے دیوانہ بنایا
اکدن وہ موافق نہوا عشق مین ہمسی — کیا جانیے کیا اوسکو مخالف نے سکھایا
آئینہ ہو سو بار گیا سامنے اوسکے — حیران کیا مجھکو اور مکھڑا نہ دکھایا

۱۹۴

حسن سے میری عشق کا اظہار ہوگیا
حسن اوسکا شور کر یہ بازار ہوگیا

کس طرح کوئی جال سے صیاد کے بچے
زلف اوسکی دیکھکر دل تو گرفتار ہوگیا

ملتا ہی نا نبض مری دیکھکر طبیب
افسوس اسکو عشق کا آزار ہوگیا

ناصح تو اوسکے سامنے ہرگز نجائیو
چتون کا تیر جسپہ لگا یار ہوگیا

یارو جو میرے کام نہ آیا ابھی تلک
ناحق وہ اپنے کام سے بیزار ہوگیا

مرنے کے بعد گور پر اوسکی گیا تو کیا
آسودہ مرکے تشنۂ دیدار ہوگیا

سمرن ہوا تراب کو اک بت کا نام کیا
ہر تار سبحہ رشتۂ زنار ہوگیا

۱۹۵

محبوب کے کا نمین کیا لیلی نے ڈھونکا
جو سر لگا ٹھکانے غلبہ ہوا جنوں کا

ظاہر نہ عشق ہوتا عاشق اگر نہ روتا
اے اشک تو نی کھولا احوال اندرون کا

در پر ترے وہ مضطر غصے نہ کیوں ہو لاغر
درشن کا ہی پیاسا دیدار کا ہے بھوکا

لالے کا ہو جگر داغ اوڑھا ہی رنگ بلغ
چمکے جو رنگ تیرے رخسار لالہ گوں کا

مسی دھری لگا کی ہنس دے تو پان کھا کے
سامان ہی ہے اچھا عاشق کے کشتہ خوں کا

وہ طفل خانہ آباد ہی اپنے فن کا استاد
دم دیکے لے گیا دل اک پیر دو فنوں کا

تسخیر سے تو اوسکے بازار آتراب بازار
ہرگز اثر نہ ہوگا اوس پر تری فسوں کا

۱۹۶

میرے رشتے کو نہ وہ طفل پسر سمجھا
جسکے زنار کو میں رشتۂ سمرن سمجھا

دیکھنے کے لیئے زلف و مژہ کام نہ آئے
نار ریشم اوسے جانا اوسے سوزن سمجھا

ناصحا عشق مین دل تھا سبب رنج والم
دل دیا ہمنے اگر اوسکو تو بیجا نہ کیا

ہمنے دل اوسکو دیا اوسنے ہمین رنج دیا
مفت کچھہ ہمنے خریدار سے سودا نہ کیا

عشق نے ہمکو جلایا اور ولایا اوسکو
یار کو شمع بنایا ہمین پروانہ کیا

سخت جانی مری یہ سنگدلی اوسکی وہ
دل پہ درد اوسکی اوٹھائی اومداوا نہ کیا

ہمنے جس روز سے دیکھا قد بالا اوسکا
رخ اوسی دن سے سو عالم بالا نہ کیا

کیا کہون اوسکو شراب اپنا کیا پاوے گا
یار کے ساتھہ کسی یار نے ایسا نہ کیا

۲۰۲

دوش پر ڈال کے زنار و گلے مین مالا
لیے جاتا ہے مرا دل یہ برہمن والا

پھر کوئی پیر مسلمان کو بیدل نہ کرے
پڑے اللہ یہ کافر کو کسی سے پالا

دل پر آبلہ قیس کو پامال کیا
سنتے ہین پانو مین لیلی کی پڑا ہے چھالا

زلف کا حلقہ ہی اسطرح سے گورے مکھہ پر
گرد مہتاب کی جیسے نظر آوے ہالا

کٹ گیا چاند اوسے دیکھکے بدلی مین چھپا
بیحیائی نے کیا یار کا مونہہ اوجیالا

حشر برپا ہو چمن پر تو قیامت آوے
جلوہ گر ہو جو ادھر یار کا قد بالا

تیرے قدمون کے تلے ہوگا شراب اوسکا سر
پیر کی آہ نہین جانے کی بالا بالا

۲۰۳

حسن دل پر کام اپنا کر چکا
دل نہ اوسکے عشق نے جی بھر چکا

سرمہ گین ہوکے کرین گی کیا وہ شوخ
جب حجاب آنکھون پہ اوسکی پڑ چکا

کون اوس سے ملکے پھر محظوظ ہو
اہل دولت کا جو سیم و زر چکا

ایک جلوہ دکھا کے کہنے لگا — لے ترے درد کی دوا لایا
پھر دکھائی نہ ایک دن صورت — ہائے مجھسے وہ شوخ شرمایا

ترس آیا نہ کچھ ترا ب اوسے
مجھکو عاشق سمجھکے ترسایا

۲۰۵

نہین مجنون یہ سایا ہے کسیکا — یہ دیوانہ ستایا ہے کسیکا
ہزارے کا چمن اوسکو نہ کھلا — وہ دل پر داغ کھایا ہے کسیکا
نہ آوے لین مرے اے خطرۂ غیر — تصور یان سمایا ہے کسیکا
وہ میرا خانۂ دل کرکے ویران — سنا پھر گھر لسایا ہے کسیکا
نہ نکلے آہ کا مونہہ سے دھوان کیون — مرا سینہ جلایا ہے کسیکا
نکہت قاصد وہ تیری یاد مین ہے — یہ دھوکا اور بھلایا ہے کسیکا
ہوا کس رو سے یہ آیینہ حیران — اوسے کیا جلوہ بھایا ہے کسیکا
وہ کتنا ہی ادھر کیا ہے اودھر دیکھہ — یہ عالم سب بنایا ہے کسیکا

تراب اوس بت کا ہی کیا نازبردار
کسینے بار اوسکا اٹھایا ہے کسیکا

۲۰۶

اوسنے دل کو مرے تہ تنگ کیا — عشقبازی مین خوب چنگ کیا
خط کو میرے بنا کے کاغذ باد — پیٹیا پھاڑ انہ کچھہ درنگ کیا
کسکے بل سے وہ ہوگیا تہ خیل — کسنے شہ دیکے گولہ دنگ کیا
اوڑکے پہونچا کہان سے گولا کنج — دم مین پیک صبا کو دنگ کیا

ردیف الف

تراب

جو گھائل ہی حسلہ یا تیغ جراحت پر جراحت کا
وہ مرہم کیا نہ جانے بجز سنگ جراحت کا

کبھی جسکو نہ خوش آیا ہو بستر عیش و عشرت کا
شب غم مین نہ پوچھو حال اوسکی استراحت کا

غرہ ہو اوسکا منہ چومے یہ کیونکر ہو کہ آوے
وہ گوری پر ترا ہی عکس یوسف کی صباحت کا

تری دوری مین پھیکی ہوگئی بازار شیرین کی
مچا ہی شور کیا جگ مین ترے حسن ملاحت کا

لب و لہجہ کوئی دیکھے سنے باتین کوئی اوسکی
بیان مین کیا کرون تقریر اوسکی فصاحت کا

وہ بدظن کیون نہو مجھسے کہ ہی جو قیسون سے
نہین ہے دلمین اوسکے کچھ خیال اوسکی قباحت کا

تراب انکا رہیگا تا سماع وہ وجد ہی جو شخص
وہ کیون دیتا ہی فتوی رقص پر اوسکے اباحت کا

عشق نے دلکو نوجوان کیا
ہجر نے تن کو ناتوان کیا

تیری الفت نے ہمسے اے پیارے
ایک عالم کو بدگمان کیا

پھر گئے ہمسے آشنائے قدیم
عشق مین سب کا امتحان کیا

قصۂ عشق سب گئے تھے بھول
تازہ مینے یہ داستان کیا

اوڑ گیا سن کے ہوش ناصح کا
حال دل مینے جب بیان کیا

پھیر لیتا مین اوس صنم سے مونہہ
کیا کرون حق کو درمیان کیا

کیہے اوس طفل کو جوان طالع
پیر کو جسنے مہربان کیا

کور چشمون کو کیا خبر اوسکی
جسکو ہم شمع دودمان کیا

نامور جسکو ہم بصد خوبی
از زمین تا بآسمان کیا

کیا عجب ہے وہ طالب اوسکا ہو
جسنے مطلوب اک جہان کیا

۲۱۱

ہجر مین ہمکو غم یار نے سونے نہ دیا
وصل مین لذت دیدار نے سونے نہ دیا

رات گلشن مین وہ گلفام خوشی باش رہا
نالۂ بلبل طرار نے سونے نہ دیا

بعد مدت مری کل وصل مین قسمت جاگی
یار کے نازِ بجرے پیار نے سونے نہ دیا

درد دل سے نہ لگی آنکھ مری ہائے کبھی
عمر بھر مجھکو یہ بیمار نے سونے نہ دیا

سوتے جاری ہوئی طوفان کیا آنکھون نے
ایک پل دیدۂ خونبار نے سونے نہ دیا

جاگتے جاگتے آنکھین ہوئین بیمار کی لال
طپش مرغ گرفتار نے سونے نہ دیا

قیس سے کہیو کہ بیچین رہی لیلیٰ رات
تیری زنجیر کی جھنکار نے سونے نہ دیا

تھان کنجاب سے عاشق کو عبث کفنایا
گور مین بھی وہ ستمگار نے سونے نہ دیا

ڈر گیا خواب مین کیا دیکھکے تلوار تراب
رو دیا ابرو خمدار نے سونے نہ دیا

۲۱۲

کل یہان ناصح بہت بک جھک گیا
حال میرا دیکھکے بھک گیا

سہتے سہتے غم تو دل دکھنے لگا
آہ کرتے کرتے سینہ پک گیا

اک سخن کی میرے شنوائی نکی
کہتے کہتے حال اپنا تھک گیا

ساقی اپنی آنکھ دکھلا کے نکہہ
دو ہی ساغر مین تو ایسا چھک گیا

کھینچ کے دل لیگیا مجھکو زور
آپ سے اک دن نہ مین وان تک گیا

پھر گیا آنکھو نمین کیا اوس خط کا بال
ٹوٹ میرا شیشۂ عینک گیا

مل گیا وہ غیر سے لب مجھسے کیا
اتحاد لمی و لحمک گیا

بدگمان مجھسے ہوا کیون اسقدر
یار و کچھ دل مین تو ہو سکے شک گیا

سودائی کیون نہ ایسے بنے بچے کہ جنے
سودائی کو جو اپنے دیوے اودھا سودا

ہمدم تراب کاہی الفت مین زر و بیدل
ہجران مین سود و حسرت و وحشت مین یار سودا

۲۱۵
سخن آرائی کا کل ہمنے تماشا دیکھا
اوسکی گویائی کا کل ہمنے تماشا دیکھا

مرے جی اوسمے تھے جسوقت وہ کہتا تھا کہ قسم
کیا مسیحائی کا کل ہمنے تماشا دیکھا

ناصحا سامنے اوسکے نہ ہوش و حواس
تری دانائی کا کل ہمنے تماشا دیکھا

خوش ہوا دیکھکے مہتاب کو دھوکے سے تری
دلکی مینائی کا کل ہمنے تماشا دیکھا

جیمین تھا کر مجھے اکاذبے پہ زنار پڑا
سنوج تر سائی کا کل ہمنے تماشا دیکھا

دلکی وحشت سے تھا ایک جگہ اوسکو قرار
قیس صحرائی کا کل ہمنے تماشا دیکھا

کی نہ دنیا کے لیے بندگی مولا بخش
تیری مولائی کا کل ہمنے تماشا دیکھا

آج اودھر نہ نہین کرتا ہی کوئی شخص تراب
جسکی امرائی کا کل ہمنے تماشا دیکھا

۲۱۶
جب سے غیرون کو اوسنے ساتھہ رکھا
کچھہ نہ یارو نسے التفات رکھا

آپ ہنستا رہا رقیبو نسے
ہمکو رو تا تمام رات رکھا

خوب آغاز خط تلک ہم پر
سد باب مکاتبات رکھا

دل گیا ہاتھہ سے مرے ہیہات
ہاتھہ پر اوسکے جب مین ہات رکھا

عشق مین کیا تراب کو حق نے
عقل سے حیلۂ نجات رکھا

نہ کہی اوسنے میری چشم تر پر آستین اک دن
مین اوسکے سامنے رقت سے دریا بار ہا ہوگا

نہوگی وان قدر گنگا کی اسکا فربچے ہر گز
جہان آنسو کسی پیر مسلمان کا بہا ہوگا

جب آئیگا بر آسیر گل وہ گلبدن میرا
دعاے بلبلو نسے باغ مین کیا چھا ہوگا

یہ نیت ہو مری اوسدن ہزارون حال اور ہونگے
مراد اول بار و جس دن اوسکے پھندے سے نا ہوگا

ادھر تدبیر کرتا ہون ادھر تقدیر کہتی ہے
خدا چاہیگا سو ہوگا نہین تیرا چھا ہوگا

نکر عاشق کو تیغ ہجر سے کھیل خدا سے ڈر
بدن سے گر نہ نکلے خون دنیا خون بہا ہوگا

نہ مجنون سے ہوا ہوگا تحمل ہجر مین اتنا
ترا ب اوسکی جدائی مین جو غم مینے سہا ہوگا

۲۲۶

پھر کچھہ اندیشۂ خزان نرہا
دل سے جب شوق لوستان نرہا

باغ مین تیرے ڈر سے اے صیاد
ایک بلبل کا آشیان نرہا

کیا خزان مین چمن گیا برباد
غنچہ و گل سے کچھہ نشان نرہا

وہ تلون مزاج ہے ایسا
ایک دن ہمسے مہربان نرہا

جب تلک رہے ہاتھہ کھینچے رکھا
پا بوس اپنا اک زمان نرہا

پانون چومے اسیر کے کس نے
جب تلک دست زر فشان نرہا

گھر سے آیا کئی مہینے کے بعد
چار دن بھی مرے یہان نرہا

کسطرح کہیے ایسے گھر کو بسا
یار اک دن بھی ہو جہان نرہا

مسجد و دیر و صومعہ و کعبہ
یار نے مجھکو اب سے یاد کیا

پاس جب اور قصہ خوان نرہا

ہی کسب و ہنر جسکا باتو نہین لیجا رکھنا — مشکل ہی جو کوئی چاہے دل اوس سے بچا رکھنا

خوبونسے خدا حافظ یہ سحر نہین کیا ہی — دانا کو کسی جب سے ویرانہ بنا رکھنا

کون اوس سے کہے ہنسکے چوٹی نہ گندھا کیسی — منظور ہی کیا دلکو بالون مین پھنسا رکھنا

خود بیٹھہ رہا گھر مین اور بیدستم یہ ہی — عاشق کو سدا در پر مشتاق کھڑا رکھنا

کچھہ لاؤ نغم اوس سے کہتا نہین کیا کہیے — ہی فن و کاندازی گاہک کو لگا رکھنا

گالی بھی مذکی جسنے عاشق کو کبھی اپنے — ہی اوس سے عبث یارو امید وفا رکھنا

تنہا وہ یہان آوے ساتھہ اور کو مت لاوے — پہلے سے یہ بات اوسکو قاصد تو سنا رکھنا

ہی ابتو یہی تدبیر ہر چند جو کوئی چاہے — برسے نہ کبھی اپنے دلبر کو جدا رکھنا

جب برمین ترا آپ بیٹھے وہ بت دل جو
کیا دل کو مناسب ہی پہلو مین چھپا رکھنا

۲۲۴ گل نے جب بلبلون کا شوق کیا — گلبدمون نے قفس سے ذوق کیا

خوب آزادین کے سرو چمن — قمریون کے گلے مین طوق کیا

تو نے اب دل کی گشت و خون جمع — کیا اداؤن سے جوق جوق کیا

گو فلک پر چڑھا ہے بدر منیر — حق نے خوبی مین تجھکو فوق کیا

عشق مین کسکو ہے ترا اب اتنا
تو نے پیدا جو ذوق و شوق کیا

۲۲۵ مجھے اوستاد سے اپنے جو کچھہ علم و ہنر ہیونچا — سکھاؤن جو کوئی سیکھے تا وون جیتا مدد ہیونچا

نہین خالی اثر سے صحبت مرشد بلا شبہہ — جو گل سیکے بیٹھا اوسمین خوشبو کا اثر ہیونچا

ساقیا مے میرے تراب اوس کی کہتے ہین سب
بیدل ایسا نہ کوئی ہووے نہ دلجو ایسا

۲۲۶

نہ پروانہ ہون شمع انجمن کا
نہ دیوانہ ہون بلبل سا چمن کا

مسلمانو مین سچ کہتا ہون مانو
مین آشفتہ ہون طفل برہمن کا

وہ گورے مونہہ کے آگے ہو گیا خار
جو گل پھولا چمن مین یا سمن کا

کرے ہے یاد میری عشقبازی
سنے ہے جب وہ قصہ نل دمن کا

مرا دل جانے یا دل اوسکا جانے
کہون کس سے مین اپنا بھید من کا

مرا دامن ہے تر آنسو سے مت کہہ
بڑھا ہے پاٹ کیا گنگ و جمن کا

کہا بس کر لگی دل پر مرے چوٹ
جو ہین ٹھنکا مری سمرن کا منکا

انا رب ایک بولا ایک انا الحق
پڑا دونو مین قصہ ماؤمن کا

تراب اوس سے انا سر زد کہان ہو
جو افسر ہو شریعت کے تمن کا

۲۲۸

کچھ نہین اعتبار دنیا کا
ہیچ ہے کار و بار دنیا کا

مت کھاوے خدا کسیکو مونہہ
روسیہ نابکار دنیا کا

حق تعالی نے اوسپہ لعن کہی
ہو نہ کوئی دوستدار دنیا کا

مرد دیندار کو کب آئے خوش
دار نا پایدار دنیا کا

وہ سیک ہے نظر مین فقر لکے
سر پہ ہو جسکے بار دنیا کا

خار لگتا ہی اونکی آنکھون مین
سب یہ باغ و بہار دنیا کا

دل زخمی کے پھر ٹانکے گئے ٹوٹ — یہ سُنکر یار گھر آیا تو ہوتا
کڑھاتا ہے مجھے وہ شوخ ناحق — ترے کہنے سے سُتھرایا تو ہوتا
وہ رشکِ حوریان آتا کیسطرح — قصور اپنا مین بخشایا تو ہوتا
جو اس سرمامین وہ گرمی سے آتا — مری راحت کا سرمایا تو ہوتا
جو میرے درد سے غافل ہے یا پیر — وہ بیدردی کو سمجھایا تو ہوتا
دل اوسکا خونجو دنیا سے اوٹھتا — ذرا پاس اسنے بھلایا تو ہوتا

تراب اوسکا بھلا مت چاہتا ہے
کچھ اوسکے حق مین فرمایا تو ہوتا

۲۳۱

مجھے نزدیک بلوایا تو ہوتا — مری دوری کا غم کھایا تو ہوتا
الگ ہو مجھسے کیا دل پاسکے ہی — جو آنکھتا تو کچھ پایا تو ہوتا
بہت کرتا ہے شانہ موشگافی — ذرا زلفون مین اوجھایا تو ہوتا
نہوتا آئینہ ہرگز مقابل — تو اپنا حسن چمکایا تو ہوتا
وہ ظالم مارتا ہے گھاؤ پر گھاؤ — بھلا اک زخم سلوایا تو ہوتا
جب آیا ترس اوسے بولا مخالف — کوئی دن اور ترسایا تو ہوتا

تراب اوس بن نہین دل کو تری چین
کسی صورت سے بہلایا تو ہوتا

۲۳۲

چمن مین کھل کے گل موسم بہار آیا — پہن کے جامہ بسنتی جو وہ نگار آیا
مین کسطرح کہون بیخود نہین ہوئی ہرگز — نظر جو اوسکو تری آنکھ کا خمار آیا

ہمین چاہیے سایۂ سرو قد
تمنا کا ہو اسپر سایا تو کیا

بسایا نہ لیلی نے مجنون کا گھر
کسی اور کا گھر بسایا تو کیا

جو باطن سے میرے خبردار ہے
مین راز اپنا اوس سے چھپایا تو کیا

گئے یاد مین اوسکی ہم سب کو بھول
نہ اپنے تئین کچھ بھلایا تو کیا

جو دلمین کسی کے سماتا نہین
سوا اوسکے دلمین سمایا تو کیا

ترا ب اوس سے مل جو مجھوسے کبھی
دل اک بیوفا سے لگایا تو کیا

۲۳۵
دم دی کے میرے برسے وہ جسدم نکل گیا
بیدم ہوا مین جان گیا دم نکل گیا

کیا جانون کیا رقیب نے اوسکو دیا فریب
میری گلی سے چھپکے وہ ہمدم نکل گیا

کچھ مینے مونہہ سے اف نہ کیا رو کے رہ گیا
آنسو بہے تو دل کا ذرا غم نکل گیا

اتنی بھی موشگافی نہ شانے کو چاہیئے
کاکل کا بل گیا وہ خم و چم نکل گیا

ساقی شراب لا نہ بہت غمسے دل جلا
مطرب تو دف بجا کہ محرم نکل گیا

اب یار گلعذار کا مشتاق کون ہو
خط آگیا بہار کا موسم نکل گیا

دلبستگی ترا ب کی اچھی ہوئی کہین
عالم کے قید سے جو مسلم نکل گیا

۲۳۶
خالق کے ہاتھ سے جو تری زخ کا تل بنا
نقطہ وہی ہمارا سویدائے دل بنا

محل ساز کون تیرے بنائے کو پہنچے
خوش آئے جسطرح تجھے تصویر گل بنا

شاہد مرا وہی ہے مین جسکا شہید ہون
داغ جگر کی مہر و نسے میرا سجل بنا

دکھاتا ہے تو اپنی آستین کیا — مین خود شاکی ہون اپنی چشم تر کا
کلیجا پھول کی لالے کا پھٹ جاوے — جو دکھلاؤن مین داغ اپنے جگر کا
نجانون اوسکے دل مین کیا سمائی — کہ قصد آتا نہین ہرگز ادھر کا
ہماری خاک دل اکسیر جانے — وہ طالب ہے اگر کچھ سیم و زر کا
مرے آنسو سے دامن آکے بھر لے — اگر شوق اوسکو ہی لعل و گہر کا
نصیبہ ہو تو بن آوے سبھی بات — کوئی پرسان نہین جگمین ہنر کا
خبر جسکو نہین اپنے بھلے کی — گلہ مین کیا کرون اوس بیخبر کا
نکل جاوے گا جی عاشق کی تن سے — نہ کرنا تذکرہ اوس سے سفر کا
کہان تک ہجر مین ہو صبر دن رات — سہے یہ رنج کون آٹھون پہر کا

تراب اوس سنگدل کو خوف کیا ہو
تیری فریاد و آہ بے اثر کا

مجھے گر وہ بت سرکش جمال اپنا دکھا دیتا — تو بندہ اوسکا ہو جاتا قدم پر سر جھکا دیتا
نہ دیکھا اوسکو زاہد نے بھلا جی خیرت گذری — نچلتی کچھ بھی اوسکی زلف کافر تو پھنسا دیتا
تو ناصح ہار کی جی بیٹھ جاناوان پھر آیا کیون — گلی سے اوسکی تجھکو کون جیتے جی اٹھا دیتا
محبت پڑ گئی آپسمین جنگ و صلح کیا عشت — نہ وہ گالی مجھے دیتا نہ مین اوسکو دعا دیتا
اگر مین جانتا رنگ حنا سے خون دل ہوگا — تو پھر کاہیکو مہندی ہاتھ مین اوسکے لگا دیتا
جو اوسکا ہاتھ خونین دیکھتا ہے جھم لیتا ہے — نکرتا ایسی خونریزی نہ ایسا خون بہا دیتا
ترے نالے دشمنون پر نہ مجھکو رحم اگر آتا — چمن سے تجھکو اے بلبل مین اکدم اڑا دیتا

بن گیا تپلا ملامت کا شراب
عشق کے بھندے مین جب ہی پڑ گیا

۲۴۲

خوش یہ مژدہ سن کے میر اول ہوا — چین سنگھ سے اپنے گھر داخل ہوا
کیا ہوا ہم پڑ گئے اوس سے جدا — وہ تو اپنے یار سے واصل ہوا
وہ تو دل لیکر بنا محبوب خلق — مجھکو بیدل بنکے کیا حاصل ہوا
لوگ کہتے تھے مسیحا دم جسے — اپنے عاشق کا وہی قاتل ہوا
اے تحاہل پر ترے قربان مین — مجھسے کہتا ہے تو کب گھائل ہوا
کسطرح کہیے نہین تو جانتا — دل تو تیرے ہاتھ ہی بسمل ہوا

چین دل سے اوڑ گئی کوسون شراب
دور وہ یان سے جو اک منزل ہوا

۲۴۳

جسطرح دیوانہ اے دل تو ہوا — مجنون ایسا کم کوئی عاقل ہوا
عشق مین جسکے گیا مین سب کو بھول — یاد سے میری وہ کیون غافل ہوا
چھیڑتے ہین سب دوانہ جان کے — راہ چلنا مجھپہ اب مشکل ہوا
جس سے مین رو رو کے یہ کہتا ہون حیف — فقر مین ایسا مین نا قابل ہوا
پھنس گیا دل زلف مین اک شوخ کی — پی کے جام عشق لایعقل ہوا
دیکھ پڑتا ہی وہی اب سب کہین — باوجود علم یون جاہل ہوا
ہنس کے وہ مجھسے یہی کہتا ہے واہ — تو تو اپنے فن مین اب کامل ہوا

عشق مین جیسا تو بیدل ہی شراب — جگ مین ایسا کون صاحبدل ہوا

دیوان ترتیب ردیف الف

توڑون مین ایک جہان سے الفت ابھی تراب
توڑے سے ٹوٹ جاے اگر دام عشق کا

۲۴۶

یارہ وہین اگر عشق کا بیمار نہوتا — ہر گزوہ مرے درپے آزار نہوتا
عاشق سے اگر وصل کا اقرار نہوتا — تو حشر تلک وعدۂ دیدار نہوتا
گر زلف کا رخ جانب رخسار نہوتا — کافر سے مسلمان کو سروکار نہوتا
ہوتی نہ جو عارض سے سیہ زلف کو سازش — حبشی کوئی گورے کا طرفدار نہوتا
الٹ زلف کی ہوتی نہ اگر سحر کا لٹکا — دل اوسکے لٹکنے پہ گرفتار نہوتا
رکھتے نہ برہمن سے اگر شیخ حی رشتا — تسبیح سلیمانی مین زنار نہوتا
ہوتا نہ مقید مین اگر جاؤہ مطلق — ہر رنگ مین بیرنگ نمودار نہوتا
جاتا مین خدا جانی کدھر راہ بھٹک کے — رستے پہ اگر خانۂ خمار نہوتا

واللہ ترآب اوس بت رہزن سے نہ بچتا
اللہ اگر اوس کا مددگار نہوتا

۲۴۷

جینگا تو کبھی زخم دل زار نہوتا — گر سبزۂ خط مرہم زنگار نہوتا
اسطرح تو مین شیفتۂ یار نہوتا — خوبون مین جو ایسا وہ طرحدار نہوتا
مولی تری غفاری کا اظہار نہوتا — جگ مین کوئی بندہ جو گنہگار نہوتا
شبنم کی طرح آنکھو نسے یہ جلتے نہ آنسو — سینہ مرا داغون سے جو گلزار نہوتا
مین رشک رقیبون سے نہوتا کبھی ناخوش — وہ راحت جان مجھسے جو بیزار نہوتا
رات اوسکو سناتا مین نئی اپنی کہانی — سنتا جو مخالف پس دیوار نہوتا

مے مجنوں سے نہ کر دل لگی بازآ تو شراب
تم تو اب پیر ہوئے تم پہ بڑھاپا آیا

تو نے اپنی یاد دلا کے مجھے ماورا سے سنبھلا دیا — مری دل لگی سب چھڑا کے تو نے فقط اپنی طرف لگا دیا
کبھی عارض اپنا چھپا لیا کبھی مونہہ سے پردہ اٹھا دیا — کبھی چھیڑ کے مجھکو رلا دیا کبھی کھلکھلا کے تو نے ہنسا دیا
مری عاشقی کا مچا ہی شور کوئی دیکھے میری خون کا زور — جو اجاڑ گھنڈ تھا فیس کا اوسی مینہ جا کے لسا دیا
تری چشم مست سے ساقیا بہت آنکھ کوئی ملائی کیا — تو نے ایک تیچھی نگاہ سے مجھے غش کیا اور جھکا دیا
اوسی کیا کہ غمزہ غمزہ سی وہ کرشمہ کب مری دلبری — کہ خوشی ہوئی اوسکو ستمگری یہ ادا نے اوسکو مزا دیا
مین تجھکو کہ کے بھیجتا کیا خبر یہ سیاہ دام سی الحذر — وہ دکھا کے زلف کا کرّ و فر مجھے بال بال پھنسا دیا
کوئی اوسکا یار سنو کہین وہ کسیکا یار ہوا نہین — وہ تو دلفریبے بالیقین سبکے دل کو اوسنے غلا دیا
عجب اوسکے لطف کا حال ہی غضب اوسکی شان جلال ہی — جسے آسمان پہ چڑھا دیا اوسی پھر زمین مین گرا دیا
مین عجب کسیکی ہوا فدا یہ قلق رہیگا مجھے سدا — کوئی پوچھے یار سی دکھ سوا تری عشق نے مجھے کیا دیا
مین تجھ سے اچھا اور قریب کل مجھے دیکھ کر وہ گیا بچل — کہا دور ہو کہین نٹے ٹل مجھے سامنے سی ہٹا دیا
کرم اے پیر کیا کیا کہون مین ترا لب و لہجہ پہ نثار ہون — کہ لباس فقر عطا کیا اوگدا کو شاہ بنا دیا

ردیف بائے موحدہ

جسے حق نے کی استقامت نصیب — اوسیکو ہوئی سب کرامت نصیب
الٰہی فقیرون کو تیرے نہ ہو — غم سیم و زر تا قیامت نصیب
ترے دوستون کا جو ہو مدعی — اوسے ایک دن ہو ندامت نصیب

ہین کسطرح نکرون تجھسے جی کا دکھہ ظاہر
کہ دل کی درد چھپانا بھی کچھہ نہین ہے خوب

ہوا جو عشق مین بیدل اوسی کو جان پڑا
کہ دل کسی سے لگانا بھی کچھہ نہین ہے خوب

ہمارے سامنے غیرون کو پیار کیجے مت
یہ دل لگی یہ چڑھانا بھی کچھہ نہین ہے خوب

کہے تھی رات پتنگے سے شمع محفل مین
ہمین جلا کے بجھانا بھی کچھہ نہین ہے خوب

جہان نمود سے قدر الفت و محبت کی
وہان تراب کا جانا بھی کچھہ نہین ہے خوب

ہے ستم کا شعار تم کو خوب
ظلم ہے سازوار تم کو خوب

مجھکو جو چاہیے سو بد کہیے
مین سمجھتا ہون یار تمکو خوب

آینہ دیکھہ باغ باغ ہوئے
نظر آئی بہار تمکو خوب

پیارے ہم شیفتہ تمھارے ہین
چاہیے ہمسے پیار تمکو خوب

رہ گئی جی مین میرے یہ ارمان
دیکھتے ایک بار تمکو خوب

تم سا بد عہد پر نہین کوئی
کہے کوئی ہزار تمکو خوب

ایک وعدہ کبھی وفا نکیا
کیجیے استہار تمکو خوب

ہو تلون مزاج جان گئے
عاشق بیقرار تمکو خوب

وہ تو جا اور سے تراب ملا
جسکی تھی انتظار تمکو خوب

ہجر کی بات مت سناوین آپ
ناحق اب جی کو مت جلاوین آپ

مجھکو اتنا کڑھاتے ہو ایکاش
اسقدر غیر کو کڑھاوین آپ

کیفیت اوسکی کیا تراب کہے
ہے جو سرشار و تشنہ کام تراب

ہے جامۂ سبز خوشنما خوب — زیبا ہے وہ سرو قد پہ کیا خوب
دل کیون نہ فدا کرون کہ آیا — بن ٹھن کے وہ شوخ دلربا خوب
بروقت وہ خوب آن پہونچا — وعدے کو مرے کیا وفا خوب
پھر کیون نہ دل اوسپہ بدگمان ہو — حاصل ہو نہ جس سے مدعا خوب
دی ہے مجھے درد عشق جسنے — جانے ہی وہی مری دوا خوب
پوچھے ہے صنم فراق کا غم — ہے دکھ سے مری خبر حد لوب
عاشق کو وہ قتل کر کے بولا — اسکا تو مین دونگا خونبہا خوب
جو اہل غرض کی بات مانے — کرنا ہے اوسی سے التجا خوب
حسرت سے مین ہاتھ مل رہا ہون — ہاتھون مین ترے لگی حنا خوب
اوس آنکھ سے کیون نہ آنکھ لگ جا — ہو جسمین خمار اور حیا خوب
لے آئینہ اپنی آنکھ سے دیکھ — ہے آنکھ تری تو سرمہ سا خوب
جو رنج و دکھ مین کام آوے — کہتے ہین اوسیکو آشنا خوب
گھر مین نہ مرے کبھی وہ آیا — دل مین تو مرے وہ بسگیا خوب

خوبون مین ہوا وہ خوب نامی
دی جسکو تراب نے دعا خوب

جسنے دل کو مرے لبھایا خوب — مینے سب سے اوسیکو پایا خوب

شک پڑی ہی دلمین تیری ہمسے کیا — ہمتو عاشق ہین تیری لو شک و ریب
گر پڑا دل چاہ مین قد کے تری — کچھ نسوجھا او سکو بالا و نشیب

باوجود شیخی و پیری تراب
کھاگئے کیا ایک لڑکے سی فریب

۱۲

پھرے جو چاہ سے خوبون کی ہو کر بیکسب — پڑا جو راہ مین اونکی ہوا بہشت نصیب
کھو نہ بیٹھے کے مسجد مین یار و بہر خدا — کہ بت پرستو کو ہی کفر سے کنشت نصیب
نظر پڑے نہ جسے ہر کہین خدا موجود — طواف کعبہ سے ہی او سکو سنگ و خشت نصیب
وہ شور بخت ہے معشوق جسکا ظالم ہو — ہنوز کیکو نگار جفا سرشت نصیب

کرو نہ وجد و سماع تراب پر انکار
قلندری مین اگر ہو طریق چشت نصیب

۱۳

جو نہ لکھتا تھا مرے خط کا جواب — مونہہ پر اوسکے خط نکل آیا شتاب
غم نے اوسکے پیر مجھکو کر دیا — زور پر ہے اندنون اوسکا شباب
ہم سے بد خلقی لگا کرنے وہی — جسکو خوبون مین کیا تھا انتخاب
واہ کیا عارض کو گھیرا زلف نے — پڑ گیا ہالے مین کیسا ماہتاب
جب رقیبونکی ضیافت اوسنے کی — ہوگیا عاشق کا دل جلکے کباب
کیون نہ رندون کو خراباتی کہین — دختر رز نے کیا اونکو خراب
کسطرح پکڑون نہ دامن شیخ کا — ہر مین شیشہ ہاتھ مین جام شراب
دیکھکے مجھکو نہو چین بر جبین — بیقصور اتنا نکر پیارے عتاب

ردیف ت

پھر نہ سُنا وہ کچھ رقیب کی بات
ہوتی مسموع اگر حبیب کی بات

تیرے بیمار کا عجب ہے مزاج
مانتا ہے نہیں طبیب کی بات

یار کی رمز یار ہی سمجھے
گل سمجھتا ہے عندلیب کی بات

کس سے کہیے مصیبت اپنی ہائے
کوئی سنتا نہیں غریب کی بات

بے سبب یار سے ناخوش ہے
ہے ترابؔ اپنے یہ نصیب کی بات

جب سے نظر آئی ہے وہ شمشاد کی صورت
پکڑی ہے اوسی دن سے مین آزاد کی صورت

اے بلبلو یہ چھیڑے آفت ہین تمھارے
دکھلاوینگے اک دن کسی صیاد کی صورت

او سوفت کوئی دیکھے گنہگار کی حالت
جسوقت نظر پڑتی ہو جلاد کی صورت

مجذوب کے مشتاق عبث ہوتے ہو یارو
جا دیکھو کسی صاحب دل شاد کی صورت

کسطرح ترابؔ اور کی بھاوے مجھے تصویر
دلمین تو مرے بس گئی اُستاد کی صورت

لڑکے جو صندلی ہین جو چلبلے بہت
کرتے ہین عاشقون سے وہی چلبلے بہت

مشتاق رہتے ہین جو تری یار لطف کی
اونسے رکھائیان نکرا ہی لاڈلی بہت

ابد عیر بے غضب قیامت کا ہے ظہور
عارض کو تا رزلف سے مت چھاپ لے بہت

کیونکر نہ تجھکو دیکھیے کہ مدّ ظلکم
آرام پائے جو تری سایے تلے بہت

پوچھے کوئی نہ قیمتوں سے کیون ہو گئے کباب
مجھسے تو نیم پیالہ ہوا سے جلے بہت

شامت سے باغیون کی وہی خشک ہو گئے
جو نخل عیش باغ مین ہمولے پھلے بہت

کوئی کیا سمجھ کر کچھ اوس سے کہے
تمانے جو اپنے بگانے کی بات

تکیہ بیٹھے رہنا مین آتا ہون جلد
کہ ہے یہ ہمارے اوٹھانے کی بات

چھپائی نہ مجھسے گئی کیا کہون
محبت مین تھی جو چھپانے کی بات

تراب اور کیا اوس سے زیادہ کہے
سنا دی جو کچھ تھی سنانے کی بات

کسطرح کوئی عشق کے رستے چلا ہے
لوٹے گئے ہین دل کی وہان تا فلا ہے

وحشت سی قیس بن مین پھیری ہی پر سنہ پا
پانو نہین اوسکے کہون پڑین آبلے ہے

سکرات موت و ضغطۂ قبر و عذاب گور
پڑتے ہین بعد مرگ یہ مرحلے ہے

سر حلقہ ایک ہند مین گیسو دراز تھے
زلف دراز یار کے ہین سلسلے ہے

ہنس ہنس کے بولتا ہی چمن مین وہ غنچہ لب
بلبل نکہہ بہار ہی غنچے کھلے ہے

کہتی ہی دخت رز سی کہ رند و نسے بات کر
خالی نہین صراحی کے یہ قلقلے ہے

اے مطربو جو یاد کرے اک غزل میری
مقبول ہو امیر کا پائے صلے ہے

تب جانون میری عشق کا قصہ وہ طی کرین
دار القضا مین کرتی ہین جو فیصلے ہے

نیکی کرو یہان تو ملے واں جزا تراب
پیسا گرہ مین ایک نہین جو صلے ہے

حاصل ہوئی مجھکو تری جسدم سی ملاقات
کی قطع مین یکبارگی عالم سی ملاقات

یارو مرے نزدیک وہی دم ہی غنیمت
جسدم ہو کسی مونس و ہمدم سے ملاقات

عشاق سی ملتے ہین عجب اوسکے اسی طرح
جسطرح سے شیطان کو تھی آدم سی ملاقات

کب ہو تراب اوسسے خودی دانائیت
اوسلے کی طرح پانی مین ہیں جسکی گھلے بہت

۱۰

شریعت پہ ہو جسکو خوب استقامت — وہ کیونکر نہو اہل کشف و کرامت
ضرورت ہے علم اہل ارشاد کو — کہ جاہل کی نا معتبر ہے امامت
قیامت کے عرصے کا عرصہ نہین کچھ — مولی جس گھڑی وہی دن ہے قیامت
سلامت روی کا ہو جسکا طریقہ — ہی اس وقت مین وہی اہل سلامت
یہی دو تو کام آتے ہین عاقبت مین — رہین دین و ایمان اپنی سلامت
نشان پر لگے اوسکا تیر دعا کب — نہ حیلہ کشی سے چھلے جسکا قامت

تراب انتقام عمل سے ہے مسلم
جہان مین بلا سے گناہون کی شامت

۱۱

نظر آئی ہی جب سے قاتل کی صورت — تڑپتا ہی دل مرغ بسمل کی صورت
ترے دیکھنے کی کری ہی وہ ارمان — جو دیکھے ہی اسیر گھائل کی صورت
کسے تاب ہے جو مقابل ہو دیکھے — قیامت ہی اوس شمع محفل کی صورت
کبھی زد او ٹھے ہی کبھی بیٹھ ہے ہی — عجب اندنون ہی مری دلکی صورت

نہ پاؤ نمین طاقت نہ دل مین ارادہ
تراب اب کہان قطع منزل کی صورت

۱۲

لب پیر اوسکے رکھا ہی آب حیات — جان ہی اوسکے ہونٹھ کی کیا بات
جاتے ہین بزم سے تمھاری تو — بندہ پرور ہماری تسلیمات

جسکو حق نے کیا ہی سیف زبان
ہاتھ مین کیون رکھے وہ کرچ اور بیت

جاتے ہین اہل حق شراب جہان
بھاگتے ہین وہانسے بھوت و پریت

۱۵

وہی دیتے ہین تم یہ جان بہت
جس سے ہین آپ بدگمان بہت

چشم تر ہو نہ خشک ٹھنڈی سانس
عشق کے ہین ترے نشان بہت

کس سے کہیے یہ کون سنتا ہے
ہی مرے دلکی داستان بہت

ہمسے نامہربان رہتے ہین
کیا ہوا گر وہ مہربان بہت

جسکو پاتے ہین عاشق صادق
اوس کے لیتے ہین امتحان بہت

یار وہ شوخ طفل آفت ہے
جسنے مارے ہین نوجوان بہت

اوسکے کوچے مین لوٹتے ہین پڑے
ہمسے بڈھے اونا تو ان بہت

کچھ نہین ہے فقیر کو کمتی
ہے فقیری مین غرقشان بہت

رہتے ہم چاہتے شراب جہان
حق نے ہمکو دیے یہ کان بہت

۱۷

بلبلون کو بہار ہے نعمت
ہمکو دیدار یار ہے نعمت

جسنے پائی نہ زلف یار کی بو
اوسکو مشک تتار ہے نعمت

قدر صحت مریض سے پوچھو
تندرستی ہزار ہے نعمت

دکھ مین سکھ ہو جو یار ہو وی ساتھ
صحبت یار غار ہے نعمت

کس سے کہیے مزہ فقیری کا
فقر بے اضطرار ہے نعمت

چاہیئے رخ پہ تری طرۂ گیسو کی شکست
ہی خوشا بیند مسلمان پہ ہندو کی شکست

یار نے پھیرے جو مین آنکھ لڑائی اوس سے
رم ہوا کچھ نہ چلا ہو گئی آہو کی شکست

ایک ہی وار مین بل کھا گئی تلوار تری
نہ چڑھا تیوری نہ کھلا خم ابرو کی شکست

بیطرح غم نے تری توڑ دیا دل کو مرے
کسطرح ہو گی درست آہ یہ پہلو کی شکست

ایک لاحول مین شیطان ہو سو کوس فرار
پڑھے سو بار نہو نفس ہلاکو کی شکست

جسکے دروازے پہ ہم بیٹھ رہے توڑ کے پانون
ہے یہ سند اوسکو ترابؔ اپنے دوراتو کی شکست

۱۹

دم تری عشق کا بھرتا تھا جو دن رات بہت
ہجر مین اوسکو نہ مرتے ہوئی سکرات بہت

مجھکو اک بات بھی کہنے نہین دیتا ہی وہ شوخ
کون کہتا ہی وہ سنتا ہی مری بات بہت

اب تلک شام سے مین دیکھ رہا اوسکی راہ
یار آئے کا نہین ہا گئی رات بہت

یار کے دلمین تصرف کرو تب جان پڑے
شیخ جی ہمکو نہ دکھلاؤ کرامات بہت

صاحب حال نہ ہمکو نظر آیا کوئی
دیکھہ پھرتے ہین جہان مین تو خوش اوقات بہت

مہندی ہاتھون مین لگا کر نہ کرو خونریزی
دل تو پامال ہو جان کے ترا تھہ بہت

آہ کی کرم ہوا سے مری بچتا نہ کوئی
مدد اشک سی ہوتی نہ جو برسات بہت

بچ گئے جیتے رہے دانون سے تیر ی اک ہم
ہاری سب عشق کی بازی مین ہوئے مات بہت

اک نظر دیکھنے کو حسکے ترستے ہین رقیب
ہم تو رکھتے ہین ترابؔ اوس سے ملاقات بہت

۲۰

نہین کچھہ ہمکو حرص خوان نعمت
ہے اپنی خشک روٹی نان نعمت

ایکدن جسسے ملکے ہوش گئے | اوسکا وصل مدام ہے آفت

کیون نہ سب سے الگ ہو رہیے شراب
صحبت خاص و عام ہے آفت

خیال ۲۲ میر کا جسکے ہو ای دلمین نشست | وہ طفل خوب جوان بخت ہی اوپیر پرست
مین اوسکو ہاتھ پکڑی حوالہ کیون کرون | ملی ہی پیرون سے نعمت مجھے جو دست بدست
نہ آنکھ اوٹھاکے دیکھو تم اوسکی آنکھ کی طرف | کہ ہی وہ ترک بڑا شوخ دیدہ و بدمست
وہی جو چاہی تو ہو انتظام ہندوستان | کری جو زلف پریشان کا انہی بند و بست
تجھے پسند ہی جیسی مری شکستہ دلی | مجھے بھی بھاتی ہی اوس زلف پر شکن کی شکست
نہ سرمہ کینون تو ای ترک چشم میرے حضور | لگا نہ تیر نگہ دل مے میرے پہن کے شست

کوئی شراب کی چھیڑی نہ از برائے خدا
وہ ایک رند خرابات ہی اومست الست

کیونکر اب ننگ نہون یار و مین جینے سے محبت ۲۳ | بڑھ گئی ہجر کے دن چار مہینے سے محبت
اوسکو چھاتی سے لگانا کبھی یاد آتا ہے | اوٹھتے مین شعلۂ حسرت مری سینے سے محبت
کیا کہون آج بدن تری پسینے سے محبت | خیر ہی آج بدن تری پسینے سے محبت
کوئی بھلا آدمی کسطرح ملی اوس سے جای | اختلاط اوسکو ہوئی ایک کمینے سے محبت
دلمین اوسکے مین جگہہ پاکہین بیٹھ گیا | غیر بیٹھے تھے وہان اٹھنے قرینے سے محبت
غیر کے ہاتھ سے مجھکو نہ پلا جام شراب | نشہ آتا ہی تری ہاتھ کے پینے سے محبت
بیٹھ کے آنکھ مین میری تو لب دریا دیکھہ | ہی اگر ذوق تجھے سیر سفینے سے محبت

پیے شراب لگائے گلال مونہہ پر واہ — وہ لال مجھکو دکھاتا ہی کیا سنگا لبسنت
بہار آئی قبا زر دیار نے پہنی — یہ رنگ دیکھ ہوا مجھکو اعتبار لبسنت

وہ زرد مٹی سے پہنے ہی خرقہ رنگین
لگا تراب یہ کیا گرد اور غبار لبسنت

۲۷

پھر گئی آنکھہ مین کس لال بنی کی صورت — بس گئی دلمین جو ہر حال بنی کی صورت
کسلرح پگڑیون مین اوسنے جو بٹھن آ دیا — بعد از مدت یکسال بنے کی صورت
کٹ چٹی پگ پٹی کھلے بال بندھا ہی سہرا — بن گئی دل کی لیئے جال بنے کی صورت
کیون وہ نوشے کیطرف رخ نہ کرے اک عالم — ہی زیبا قد و اقبال بنے کی صورت
کیون نہ عاشق ہو بنی کیا ہی بنی ہی پیارو — بارخ و زلف و خط و خال بنے کی صورت
کیا سراپا وہ نزاکت کے ہی سانچے مین ڈھلا — حسن و خوبی مین ہی یکسال بنے کی صورت
اے بنی شرم نکر جھانک نے گھونگھٹ سے ذرا — کھول کی پردہ سگھیال بنے کی صورت
تاج مین دیکھے کوئی اوسکی شہانی رفتار — وہ تو چلتا ہی عجب چال بنے کی صورت
ہاتھ مین چھوریئے باندھے کمر مین جمدھر — کیا قر لباشی ہی تمثال بنے کی صورت
ہاتھ مانی کا قلم ہو جو لکھے اوسکی شبیہہ — ہی غضب پیکر قتال بنے کی صورت

رنگ و روپ اے سکا قیامت ہی نہ کچھ پوچھہ ترا حال
کرتی ہی مجھکو تو پامال بنے کی صورت

۲۸

وہ تو کرتا ہے چھپکے صید یہ چوٹ — کھیلتا ہی شکار پر دے کی اوٹ
ناصحا کیون اودھر نہ پھیرے نگھون — ہو گیا دل تو اوسکو دیکھ کے لوٹ

کرجنا اور چمکنا اور ہر سنا | دکھاساون مین بھسامان رحمت
نہ کر امساک سے باران کے دل تنگ | کشادہ رکھہ سدا میدان رحمت
مین بندہ ہون ترا تو ہے خداوند | مرا ماتھہ اور ترا دامان رحمت

تو کہہ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ
ترا اب تجھسے ہی خواہان رحمت

ہاتھہ سے جسکے پائے رائف شکست | کرسکے ہند کا وہ بند و بست
دلمین اک عشق کیا ہوا پیوست | آرزوئین تمام ہوگئین پست
ہستی حق کے سامنے ہین نیست | دیکھہ پڑتے ہین جو بصورت ہست
بحر وحدت مین جو یہان ڈوبا | وہ کرے گا وہان مرا سی جست
کسکو طاقت ہی جو پھیرے اوس سے | ہوگیا جو قرار روز الست
محتسب اونکو زور مت دکھلا | نہین ڈر نیکے رند بادہ پرست
کیون نہ ساقی کا پاؤن لغزش کھاے | دختر رز نے کردیا بدمست
جی اوٹھاوے کوئی نہ اوس سے خدا | جسنے کی ہو ہمارے برمین نشست

ماتھہ مین لے جو اک ترا ب کا دل
جگ مین سب سے رہے وہ بالادست

دعا جو چاہے تو انعام دے کسی سے بہت | نہ بدزبان ہو نہ دشنام دے کسی کو بہت
جو ایک جرعہ مے ہمکو دی نہین سکتا | وہ اپنے ہاتھہ سے کب جام دے کسی کو بہت
مین انتظار مین مارا پڑا کھوا اوس سے | نہ اپنے آنے کا پیغام دے کسی کو بہت

تراب اپنی گلی مین دیکھکر مجھکو روکتا ہی
بہت تم آج کل میری طرف آتی ہو کیا باعث

یار و دنیا کے لئے اتنی مشقت ہی عبث
طلب سیم و زر و خواہش دولت ہی عبث

چند گز توب کفن قبر مین لے جانا ہی
توشے خانی مین پوشاک کی کثرت عبث ہی

قبر کے واسطے کافی ہی گئی ہاتھ زمین
یہ زمینداری و تعمیر عمارت ہی عبث

کسقدر کھاؤگے خوشخوری مین کیا پاؤگے
نان و حلوی کی طمع بہر حلاوت ہی عبث

گنج قارون کا بکام آیا گیا تحت ثری
مال و اسباب بہت حشمت و شوکت عبث ہی

جو مقدر ہی ملیگا وہی بی سعی و تلاش
روز و شب غدغدہ و فکر معیشت ہی عبث

زندگی تھوڑی ہی کیا جانیے کب آئی موت
اسقدر طول امل موت سے غفلت عبث ہی

جسکی صحبت مین نہو کچھ اثر و کچھ حاصل
دور رہنا ہی بھلا اوس سے کہ صحبت عبث ہی

عاقبت کام نہ آئے گا کوئی حق کی سوا
خلق سے مجھکو تراب اتنی محبت ہی عبث

ردیف جیم

خفا ہے بیطرح وہ تند خو آج
نجانے کوئی اوسکے روبرو آج

وہ بیٹھا ہی غضب تیوری چڑھائے
خدا عاشق کی رکھے آبرو آج

عبث نخچہ دہن کہتے ہین اوسکو
سنی ہی مینے اوسکی گفتگو آج

بہار آئی کہ یار آیا چمن مین
گلون کا ہی کچھ اوری رنگ و بو آج

صباحت کر پریشان زلف کو یار
پھنسا ہی دل مرا یان مو بمو آج

یار باتھی یار نے راجہ سے کی — کسطرح اوسکا نہو عالی مزاج
اوسکو تونے کر دیا اے عشق لال — ہمسے اب اوسکو رہی کیا احتیاج
کوئی نہوتا اوسکا پیروانہ کہین — گر نہ ہم اوسکو بناوتے سراج
عشق نے جب سے یہان ٹھانا کیا — اوٹھہ گئی دل سے حیا و شرم و لاج
یار بہنہ در بدر اوسکو کیا — سر پہ چور کہتا ہے سرداری کا تاج

بیکلی مجھکو ہوئی کل سے شراب
دیکھہ کیا بے چین ہون بے چین آج

ردیف حاے مہملہ

ترک مشکین شام ہی اور عارض گلفام صبح — دھیان ہی میرا یہی لیل و نہار و شام صبح
لیلۃ القدر اوسکو جانون یا شب وصلت کہون — دم مین آخر ہو گئی جھٹ آگئی ناکام صبح
صبح ہو یا شام حسین بھولتا ہو اوسکا نام — کیسے اوسکو نا مبارک شام و نا فرجام صبح
غمزے پر ادے کے کیا کہیے جو گذرا شبہ پر — رات بھر جلتی رہی پائی ذرا آرام صبح
شام تک بیخود رہون دن بھر کئے آرام سے — یار تو مجھکو دیا کر بھر کے مے اک جام صبح
رات پاس اوسکے گیا مین ایک مطلب کے لئے — ہنسکے بولا اب تو گھر جا پھر ہو الغام صبح
صبح جا پہونچا تو ناخوش ہو کے یون کہنے لگا — کیون کر دم یان تو آیا کیا تھا ایسا کام صبح
ہے چمن کی سیر خوش وقت طلوع آفتاب — جلوہ گر ہوتا ہی گلشن مین وہ گل اندام صبح

دو پہر تک وہ نہین گھر سے نکلتا ہی شراب
مجرئی جاتے ہین وان ناحق برے نام صبح

کرتا ہی مجھپہ وار مری بات سے وہ شوخ
عاشق کو مارتا ہی عجب گھات سے وہ شوخ

کل اک ادا عجیب ہوئی یار سے ادا
آنکھو نہین بس گیا ہی مری رات سے وہ شوخ

کیا بات اوسکی یار و نہ بھولا کہو اسے
ماہر ہی اپنے فن مین تو ہر بات سے وہ شوخ

بستر تمکر اوسکا کہے کسطرح کوئی
لیتا ہی دل تو لطف و مدارات سے وہ شوخ

کسطرح خوش نہو گا کوئی ملکی یار سے
خوش ہو وی جیسے میری ملاقات سے وہ شوخ

کیونکر قسم نہ کھاوے اوسکا نصیب کی
ہم ہو جسکے حق کی عنایات سے وہ شوخ

معشوق ہو ہی بس مین کسیکے کہین تراب
بس مین ترے ہوا ہے کرامات سے وہ شوخ

ردیف خامی معجمہ و دال مہملہ

اوس بت کی انگوٹھی ہی کیا خوب نگین سرخ
ہاتھ آیا بھلا لخت دل اوسکا کہین سرخ

آنکھو نہین مری عکس پڑی ہی تری لب کی
آشوب ہے ای لعل مری آنکھ نہین سرخ

خود داو ٹھہ تری سرخ ہین جن لعل بدخشان
کرتا ہی تو کیون ان سی لعل شکرین سرخ

تھم جا نہ بہت رو نہ ڈبا دامن صحرا
اے دیدہ خونبار نہ کر روی زمین سرخ

موتی سی نہین کم ہی سفید آنسو کے نظری
یاقوت سے بہتر ہین نکلتے ہین جو نین سرخ

خورشید اوسی دیکھکے چھپتا ہی شفق مین
محبوب ہمنے ہی جو ڑا وہ مہ پردہ نشین سرخ

جلتا ہی تراب آپی ترے شعلۂ غم سے
گرمی سے نکر نکھرتے کوای زہرہ جبین سرخ

پھرا دھر آج نہین ابرو خمدار کا رخ
پھر گیا ہاے کدھر یار کی تلوار کا رخ

ہاصحا موتہ نہ اودھر سے مین کبھی پھیرونگا
رخ مرا ہوگا اوسیطرف جدھر یار کا رخ

زبسکہ جال ترا چار و طرف پھیلا ہے
چمن مین ہی ترے ہاتھو سے الامان صیاد

فریب بلبل مسکین نہ کسطرح کھاوے
جو باغ سبز نہ دکھاتا ہو باغبان صیاد

بھلا نہ کسطرح بلبل اسیر ہو اوڑکے
جو لیکے پھولونکی بدھی ہمیشہ دوکان صیاد

خدا سے ڈر نہ بہت عرصہ زمین کر تنگ
پڑے نہ ٹوٹ کہین تجھپہ آسمان صیاد

بہت سے مرغ چمن کے گلے مین پھانسی ڈال
پڑینگی پاؤ نہین تیری بھی یہ زبان صیاد

یقین ہی ہے قفس بھول جا بلبل سے
اگر بہار مین ہو اور سید بہار صیاد

چمن کا لطف تو ہی پھیچے سے بلبل کے
وہ باغ کیون نہو سونا ہے جہان صیاد

نہ زور اوڑنے کا رکھتا ہون نہ پھڑکنے کا
نہوگا مجھ سا کوئی صید ناتوان صیاد

طمع ہی دانے کے پھنسے ہین صید جہان سے
جو اہل حرص ہین اونکو ہی ایک جہان صیاد

تراب کیون نہ گرفتار جو بردیان ہو
کہ زلف دام ہی اور روے دلبران صیاد

کہیے بے پیر اوسے جو ہو بیدرد
سر خرد ہے وہی جو ہو برخ زرد

مرد بے عشق کا سخن کیا ہے
عشق رکھتا ہو سوز ہو یا درد

ہجر مین اور کیا ہو عاشق سے
نالہ گرم ہووے یا دم سرد

جیتین یا ہارین ہو نی ہو سو ہو
اب تو ہم کھیلتے ہین عشق کی نرد

سب سے چھوٹا جو آپ کو جانے
میرے نزدیک ہی بڑا وہی مرد

کسطرح بے عمل رہے درویش
چاہیے مرد کے تئین اک کرد

انرنا ہو جسے دوئی کا علم
کہیے اوسکو تراب فرد الفرد

ہمکو بیدل کبھو نکرتا یار — اوسکو ہوتی جو بیدلی کی درد
شوخ بیدرد جسکو کہتے ہین — خوش لگے ہی مجھے اوسی کی درد
کھل گیا دیکھکے رقیب کو وہ — نجمہ یہ ہے کل بیکلی کی درد
دوست اپنا ہین کب اوسے جانون — وہ تو رکھتا ہے مدعی کی درد
دل سے یارون کے اوٹھ گئی بالکل — آشنائی اور دوستی کی درد

کون ہمدرد ہو ترآب ایسا
کہیے اوس سے جو اپنے جی کی مدد

وہ مرین جو کرے خدا کو یاد — رام پور اوسکو ہو الہ آباد
دوسرا کوئی منظر نہین پڑتا — کیجے کس سے یار کی فریاد
وہ مری داد چاہے دے یا نہ دے — مین تو دیتا ہون اوسکے عشق کی داد
آلی معشوق آلی عاشق ہے — کون شیرین ہی کون ہی فرہاد
ہمسے کیا تیس آگے بڑھ کے چلے — کہان شاگرد اور کہان اوستاد
باغبان بند کرلے دروازہ — جانے پائے نہ باغ مین صیاد
لائی پھر مژدہ بہار صبا — بلبلون سے کہو مبارک باد
اوسکی تصویر دیکھ اوڑ گئے ہوش — گئے حیرت مین مانی و بہزاد

جو تصور مین اوسکے خوش ہی ترآب
وہ ہمیشہ رہے گا شاداں شاد

یار تو ہے مری نظر سے بعید — کس سے ملکے بھلا کرون اب عید

وہ اک جان دو قالب ہوا اور سے
نہین یار کو مجھسے کچھ اتحاد

کہو اوس سے بیداد کرتا رہے
کسی دن تو دے گا خدا میری داد

مین افتان و خیزان بڑے زور سے
گلی مین گیا اوسکی جون گرد باد

فقط ظاہری دوستی اوسکی ہے
وہ باطن مین رکھتا ہی مجھسے عناد

شراب اوس سے میرا دل اوٹھ گیا
مری طرف سے کہیو اب خیر باد

پھر اوس سے کیا ہو کسی کو توقع بہبود
جو راہ و رسم مدارات بھی کرے مسدود

دکھائی یار نے کیا ایک شان بیمہری
جہان سے نام محبت کا ہو گیا مفقود

نہ رخ ادھر وہ کرے ہی نہ پوچھتا ہی بات
بھلا ارے ہوس بیہودہ کیونکر بحال گردد و شنود

یہ میری طرف سے پیغام کون دے اوسکو
رہے ایاز جو بندہ بنا تو ہے محمود

بہ قتل کرکے اوسے کلمۂ شہادت پڑھ
جو تجھکو دیکھکے ٹیڑھا تھا بار بار درود

جو شور اوسکو نہ کرنا تھا چاہ شیرین کا
تو جوے شیر سے کیا کوہکن کو تھا مقصود

تو اپنے عشق کی دولت تراب دل مین چھپا
کہ جگ مین سب ہین اہل دول کے لوگ حسود

قامت بالا مین ہی کچھ اور ہی مضمون بلند
کرتے ہین اللہ والے عالم بالا پسند

پاے تا سر یار کی خوبی ہی سر گرم عروج
ہی طناب زلف مشکین حسن عارض کا کمند

عشق مین دل ذرہ بو یا پند نامہ عقل کا
ناحق اب عشاق سے کرتی ہین ناصح وعظ و پند

عاشقون کے درد کا احوال اوس سے پوچھیے
ہاتھ سے خوبون کے جسنے کچھ بھی پایا ہو گزند

مفت دیتا ہون تجھے نسخہ نرس ہوتا ہی | لوگ لے جاتے ہین دے دے کی مٹھائی تعویذ

نخش مجھکو بھی ترا لک فراغت کا عمل
نقش باسط کا مجھے لکھہ دے دوپائی تعویذ

پڑھ کے خط یار کا کل سینے بنایا تعویذ | اس سے بہتر کوئی الحب کا نیا یا تعویذ
گرم جوشی سے کسی دن نہ لگا مجھسے وہ | آگ مین جسکے لئے مینے جلایا تعویذ
شاید اوس بت کا دل سنگ کہین پانی ہو | اسلئے بحر مین لکھہ لکھہ کے بہایا تعویذ
اک عمل بھی نہ چلا اوسپہ مرا کیا کہئے | گرچہ سو طرح محبت کا لکھایا تعویذ
تلخ کلامی سے جو موا شیرین نے | اوسکی تربت پہ بھی مرمر کا لگایا تعویذ
چشم بد دور نظر میری تو ہی اوسپہ لگی | مار مقنیس سے کیون تو نے گنوایا تعویذ
ہاتھ سے دل کے گئے زیر دستون کی | بند دست اپنے کا تو نے جو دکھایا تعویذ
بیگانون مجھسے زیادہ وہ ہوا کچھہ نہ بنا | یا تو ہی کہین اوسکو نظر آیا تعویذ
سانولا یا تو مرے بازو سے جھٹ پٹ اوسکو | پھر دکھایا نہ مجھے ایسا چرایا تعویذ
نیلا پیرا کہا اوسنے مین کہتا ہی رہا | جان میری کوئی لیتا ہے یہ لایا تعویذ

یار میرا نہ کبھی مجھسے خفا ہووے تراب
مجھکو بتلا دے کوئی ایسی دعا یا تعویذ

وہ ظالم گر نہ ڈالے چیر کا غذ | کہو دیکھے مری تصویر کا غذ
مرا خط پڑھکے اوسنے کیونکر پانک | گیا جل بھن بلا تقصیر کا غذ
مین اوسکے ہاتھ دون بیدل کا رقعہ | جو مانگے وہ بت دلگیر کا غذ

ہجر سے اسکے سفر مین کیا بلا ناران ہوئی
انتظار وصل مین گذرا محرم تا صفر

مین فغان کرتا ہون لیکن وہ افغان کہیہ سنتا نہین
آہ میری آہ کا کچھہ بھی نہین اوسپر اثر

حسن مین کیا شہرہ بازاری ہی وہ بھی تراب
عشق سے جسکے مجھے رسوا کیا سے استدہ

بیمار محبت کی دوا وصل ہی یا صبر
گر وصل نہ ہاتھہ لے تو کر دیکھیے ناچار صبر

روئے نہ اگر ہجر مین عاشق تو کرے کیا
کتنے ہین نہ روصبر کر آسان ہی کیا صبر

کچھہ پوچھو نہ احوال وہ مدت سے سدھارا
آرام گئی جان سے اور دل ہی گیا صبر

دل کیون نہو لے آمن لا رام پیارے پاس
ہے مرتبہ پاس کرے کیسے بھلا صبر

سنتا ہون کہ مین سنے بھی اب آنکھہ لگائی
صد شکر کہ معشوق پہ عاشق کا پڑا صبر

چاہون تجھے سو دن مین تو چاہون تو عوض مین
کرتا ہون نہ تامل کوئی دیکھے تو مرا صبر

تنگی مین جو صابر ہو تو حاصل ہو کشایش
بندے پہ بلا بھیجے تو دے اوسکو خدا صبر

ہر آن کٹے چین سے جسکی وہ کرے شکر
ایمن جو بلا سے ہی کرے اوسکی بلا صبر

کیونکر نہ تراب اوسکی محبت مین ہو مضطر
انصاف کرو یارو کہان عشق وکہا صبر

ہے شہیدون کی گور مین تاثیر
تربت کشتے کی خاک ہے اکسیر

منہہ نہ پھیر آئینے سے دیکھ کر مرے
دیکھہ لے اوسمین کسکی ہے تصویر

مین دوانہ ہون حسن عارض کا
مجھکو دکھلا نہ زلف کی زنجیر

مجھے بخشاتے ہو قصور فراق
گھر مین رہنے کی کرتے ہو تدبیر

موسنہ ہی جو مری نکلے ابھی راز حقیقت | کافر ہو مسلمان مسلمان ہو کافر

کسطرح ترآب اوسکو صاحب کہے اپنا
جو آفت دین فتنۂ ایمان ہو کافر

جسنے دیکھی ہو مہتابی سیماب کی سیر | عشق مین دیکھے وہ میرے دل بیتاب کی سیر
رو رو آنکھین مری کیون آنسو بہین خونابہ | دیکھنے جاتا ہی وہ کشتی غرقاب کی سیر
سب گل و بوٹے جمین کے اوسے لگتے ہین خار | جسنے دیکھی ہی تری چیکن کمخواب کی سیر
خود فراموش تھی ہر چند زلیخا غم مین | یاد یوسف نے کی اوسکو ہی خواب کی سیر
آبنہ دیکھکے کل اوسنے کہا آہستہ | بارک اللہ عجب ہوتی ہی مہتاب کی سیر
سترخ پگڑی کا عجب رنگ تھا گوری کے مکھ پر | تھی غضب سیمیہ کا کل پیچ و تاب کی سیر
دور باطل نہین کہتے چرخ فلک کو کہیے | دیکھ لو ہوتی ہی کیا گردش دولاب کی سیر
اہل قبلہ کہو چاہو اوسے چاہو کافر | دلکو بھاتی ہی بہت ابرو محراب کی سیر

عشق مین اک بت پنجابی کی رکھتا ہی ترآب
دیکھ لے آنکھ سے اوسکی کوئی پنجاب کی سیر

گتھی دولت کی کھلی جسنے بڑی ہی سر پر | کچھ خبر اوسکو نہین موت کھڑی ہی سر پر
کل تھا چیرے پہ جو سہرے مرصع باندھے | آج دیکھا اوسے اک پگڑی سڑی ہی سر پر
حشر مین ہوگا وہی عرش کے سایے کے تلے | جسکو سایہ نہین یان کوئی گھڑی ہی سر پر
دل کا دیوانہ بنا دیکھکے کہتے ہین سبھی | کیا بلا کون پری اسکے چڑھی ہی سر پر
کچھ بھی ہی عشق ہی یان جسکو سروکار ترآب | اوسپہ سو طرح بلا ٹوٹ پڑی ہی سر پر

جو کسی بندی مین لونگی تو کیفیت ہی یہ — کہتے ہین مالک سے تو ہیو مراد شتگذار
نام لیوا اپنی حرکت سے نہوں ہین نام کیون — نام سے بگڑتے ہین جسکے اوس سے رکھتے ہین بیگار
چوری یا روپے اوپر روپے دغا کرتے ہین لوگ — کیا کسی سے ہو کوئی اسوقت مین امید وار
دن قیامت کے قریب آئے زمانہ یہ لگا — دیکھئے کیا نفسی کی شامت مین لاتا ہین یار

گنج عزلت مین ترآب اب بیٹھ رہو سب سے الگ
ہی ترا مرشد گمبسان ہی ترا الگند یار

۱۱
کہین تو خار ہی ہم کہین ہوے گلزار — کسیکی دار ہوے ہم کسیکے تیئین آزار
کوئی تو رند ہین بوجھتا ہی کوئی زاہد — کوئی تو مست کہے ہی کوئی نیست ہشیار
کوئی تو دیکھ کے ہمکو نظر چراتا ہے — کوئی تو سن کے ہمین ہوہی طالب دیدار
کہین تو پیر مغان ہون کہین ہون شیخ حرم — کوئی ہی معتقد اپنا کسیکو ہے انکار
کوئی ہی ہم سے مخالف کوئی موافق ہے — کوئی ہی یار ہمارا کسیکے ہم ہین یار
حقیقت اپنی کہون کس سے کون سمجھے ہی — بھلا ہوا سنہوا ہم سے کوئی واقف کار

ترآب کے گنجھ کہہ جو چھپ کہا سو کہا
زیادہ کہنے کے لائق نہین ہی یہ اسرار

۱۲
گرہ بنوتی ہی اوجھتی اوسمین کنگھی بار بار — کیون نکلتی زلف کے مونہہ سے صدہا مار مار
اوسکی چشم مست نے کیا مجھکو حیران کر دیا — نرگس اودھر دیکھتی ہی کیون تو نہ انکھین پھاڑ پھاڑ
اے جنون کیون تو ہی دامنگیر عبث تیرا کبھی — ہاتھ سے تیرے ہوا جسکا گریبان تار تار
کسطرح ہو چار چشم اوسکی کٹیلی آنکھ سے — چبھتے ہین جسکی مژہ سے دل مین بیشمار خار

سرے منصور کو ظالم نے سولی پر چڑھایا ہے
نہین ہے یار و لیکن دل اوسکی لوک پر گان پر

تراب ان روزون بیڈھب ہے پریشان خاطری تیری
تو دیوانہ ہوا ہے کیا کسی زلف پریشان پر

۱۵

نجا دیدار یارو نجھور دو آستان پیر
نظر کھو غیر سے امید یک در گیر و محکم گیر

عقیدت گر نہو راسخ محبت گر نہو صادق
اثر صحبت سے کیا ہووے کرے ارشاد کیا تاثیر

نجانے اور کو پر گز زیادہ اپنے مرشد سے
کہی راہ ارادت مین بڑی سب سے یہی تقصیر

رکھو مرشد کو راضی تم اطاعت مین بیوا اوسکی
رضای حق اگر چاہو تو ہے اوسکی یہی تدبیر

جو بن دیکھے رہے غمگین تصور سے نہو تسکین
تراب اوسکو وہی پاس رکھے پیر کی تصویر

۱۶

ہوے کتنے جان سے باہر
وہ نہ نکلا مکان سے باہر

حسن مین اوسکو کوئی نہین لگتا
ہے وہ ساری جہان سے باہر

وصف اوسکا مین کیا کہون ناصح
وہ تو ہی کچھ بیان سے باہر

باز آیا مین تجھسے اے ظالم
تیغ مت کر میان سے باہر

دور سے دیکھ صورت صیاد
آئے مرغ آشیان سے باہر

عشق کی بات یار و جیمین رکھو
مت نکالو زبان سے باہر

پھر اولٹ کردہ گھر نہ آویگا
تیر ہو جب کمان سے باہر

کیا مین اوسکا نشان بتلاؤن
بے نشان ہے نشان سے باہر

بالیقین ہے تراب مین وہ
ہی جو وہم و گمان سے باہر

گرچہ آغاز نوجوانی ہے
اوسپہ اتنک ہی لڑکپن کی بہار

حور و غلمان سے ہو گیا دل سیر
دیکھہ اک طفل ہر بمن کی بہار

کیسے خوش آئے مجھکو اوس گل بن
نرگس و لالہ و سمن کی بہار

روح کی سیر جسنے کی ہے تراب
دیکھنا ہے وہ کب بدن کی بہار

۲۰

درد دل کی تو دوا کامل ہے صبر
درد اگر دل ہی تو لاحاصل ہے صبر

صبر کرنا عشق مین دشوار ہے
صبر کس سے ہو سکے مشکل ہے صبر

صبر کیا چنگا کرے گا زخم عشق
عشق کی باتون سے خود لبمل ہے صبر

ہی دوا مجنون کی لیلی کا جمال
خلط سودا کا کہان مہمل ہے صبر

کیا کرون کچھہ بجر مین چلتا نہین
بیطرح دل سے مرے زائل ہے صبر

زور بے صبری ہی یار و عشق مین
صبر کی طاقت گئی کاہل ہے صبر

یار کا مونہہ دیکھتے ہی کیا کہون
ہوش میری اڑ گئے زائل ہے صبر

ہے قدم رکھنا کٹھن اس راہ مین
تھک گیا جی کیا کڑی منزل ہے صبر

صبر کر جو ہو سکے مجھسے تراب
باعث آرام جان و دل ہی صبر

۲۱

نقاش نہ لکھہ بلبل و گلزار کی تصویر
تصویر مری کھینچ مع یار کی تصویر

دل لیکے مرا مونہہ نہ دکھایا کبھی جسنے
خوش لگتی ہی مجھکو اوسی دلدار کی تصویر

ہر گز نہ کرے لیلی و شیرین کی حکایت
دیکھے جو مرے یار طرح دار کی تصویر

صید کرکے نہ کہہ خدا جانے — یہ دل مبتلا ہے ہی یا نچیر
بولتا ہی نہین کسی سے صنم — یہ بت غنچہ لب ہے یا تصویر
چاہ خوبون کی کچھ گناہ نہین — عشق کہتے ہین اوسکو یا تقصیر
ایک چتون نے اوسکی کام کیا — سحر کہیے پھر اوسکو یا تاثیر
عہد سے اپنی گر وہ پھر آئے — اوسکو تدبیر کہیے یا تقدیر
شمع رو سے جو گرم صحبت ہے — ہے وہ زلف سیاہ یا گلگیر
تونے رسوا کیا مجھے ایسا — ہے یہ انعام عشق یا تعزیر
گرد ہے جسکے آگے دولت سب — یار کی خاک پا ہے یا اکسیر

دل مین پھر درد عشق اوٹھتا ہے
لے خبر جلد اے تراب کے پیر

۲۴

نہ عاشق پر بہت جور و ستم کر — لگالے اپنی چھاتی سے کرم کر
بہت رسوا ہوا یاری مین تیری — تو خاطر اوسکی مت غیرون سے کم کر
تو اپنے بیدلون پر اے مسیحا — دعائے قم باذن اللہ دم کر
نہ اونکو دیکھکے محجوب ہو جا — نہ اپنی عاشقی مین متہم کر
ہری شاخ اوسنے گل کی کاٹ ڈالی — تو بلبل ہاتھ مالی کے قلم کر
پھرا اتنک نہ گھر سے یار رہے ہے — گیا تھا مجھسے کیا قول و قسم کر
ترے صدقے مین اے اخبار والے — یہ غفلت اوسکی پرچے مین رقم کر
کہان تک ہجر مین غمگین رہے دل — الٰہی دل سے میرے دور غم کر

کسکا مونہہ ہی جو قیل و قال کرے — زلف کے دور اور تسلسل پر
ہوے پیچان سنے اوسکو نسبت گیا — ہے یہ بہتان محض سنبل پر
بچھو مشابہ سانپ کالے سے — ہاتھہ رکھیو سنبھل کے کاکل پر
وہ تجھے جان کے بھلاتا ہے — کیا کہون یار کے تجاہل پر
داغ کھایا او مونہہ سے اف کیا — آفرین دل ترے تحمل پر

اوس سے کیا ہو ترا ب فکر معاش
جسکی گذران ہو تو کل پر

۲۹

جسکا اقبال ہو تنزل پر — وہ چڑھے فوج لیکے کابل پر
اوس سے کیا بند و لبست ملک کا ہو — ہے جو مسند نشین تغافل پر
ہو گئے کتنے تیرے دست نگر — ساقیا ایک ساغر مل پر
مختسب سنکے لوٹ پوٹ ہوا — وجد آیا صدائے قل قل پر
واہ کیا کیا سنگار کرتا ہے — غش ہون مین یار کے تجمل پر
دیکھے دریا پہ چاندنی کی سیر — یار آئے حور رات کو پل پر

مین تو صدقے ہون جان و دل ترا ب
حیدر شہسوار و دلدل پر

۳۰

تم آئے گھر کی طرف سدھارے جنون کا رستے مجھے دکھا کر — دوانہ کیسا ہو اپنا ری مرا تماشا تو دیکھو آکر
جیونگا کیونکر مین ہاے تجھہ بن مرا تو جینا ہی غیر ممکن — ترس تو کچھہ کیجو مجھہ پہ ظالم گذرتی ہے جن سے جن خدا خدا کر
کبھی تو روتا ہون جا بجا مین کبھی تو پھکتا ہون خیر مین — چھلک لگی ہے دوا نین مین آئی عدہ مرا فعا کر

۳۱

گھمنڈ وہ نکرے پالکی وہاتی پر
نگاہ جسکی ہو دنیا کی بے ثباتی پر

عبث ہو فوج پہ مغرور اپنی شان و زمان
غرور دولہ کو ہوتا کہین برائی پر

اوسیکو ناز ہی اپنے جمال عارض پر
خیال جسکو نہین کچھ کمال ذاتی پر

عجب جواب لکھا مجھکو یار نے بارہ
گلہ لکھا تھا مین اوسکی تم التفاتی پر

تراب پھر نہ کبھی مجھکو نامہ لکھنا اور
جواب نامہ یہ دھر رکھیو اپنی چھاتی پر

۳۲

لوک مژہ یار ہے نشتر کے برابر
خونریزی مین ابرو بھی ہی خنجر کے برابر

ہر چند گلستان مین گل اندام بہت ہین
خوش قد نہین کوئی سرو صنوبر کے برابر

کیا آب ہی کیا تاب ہے اوسی جوہری آنکھہ
آنسو ہین مرے لعل اوکو ہر کے برابر

مر مر گئے عشاق کسی سے نہ وا نرم
خوبون کا دل سخت ہی پتھر کے برابر

دل اوسمین جو پھنس جاوی تو جیتے نہ چھٹے پھر
کوئی جال نہین زلف معنبر کے برابر

عشاق گلی مین تری کیون خاک نہ چھانین
ہی خاک تری در کی او نہین زر کے برابر

کیا شور قیامت ہو عجب فتنہ ہو برپا
جب یار کھڑا ہو مرے بستر کے برابر

وہ صاحب لولاک ہی اور ختم رسالت
ہرگز نہین کوئی بھی اوسکے پیمبر کے برابر

آزاد مشائخ مین تراب ایک نہ دیکھا
کوئی اہل ملامت ہو قلندر کے برابر

۳۳

مین تجھسے مانگتا ہون خدا خاتمہ بخیر
کردے کرم سے اپنے مرا خاتمہ بخیر

ایمان کی سلامتی ہے خیر و عافیت
میری تو ہے ہمیشہ دعا خاتمہ بخیر

مت کہے ہمسے کوئی یار کے جانی کی خبر
اور چاہے سو کہے ساری زمانے کی خبر

صبر و آرام گیا دل سے نکل عشق مین آہ
عقل سے کہدو کرے اپنے خزانے کی خبر

حال مجنون سے خبردار نہ کھو لیلی نے
کون پہونچا ہے دوانے اور دوانے کی خبر

دلکو بار انہری چتون نے نہ رکھہ کان پہ ہاتھہ
لے ہے چٹکی سے کماندار نشانے کی خبر

کھول دے آنکھہ ابھی ہوش گئے ہین جسکے
کان مین اوسکے جو کہدون تری آنے کی خبر

ہے وہ آلان کہ کان نہ آیا نہ گیا
یہ تو ہی مخبر صادق ہی سکانے کی خبر

ہم سے خوب اوسنے بدی یاد فراموش ترآب
ہے فقط اوسکو مری یاد بھلانے کی خبر

۳۷

کوئی شہر نہین شہر مدینے کے برابر
ہر ذرہ وہانکا ہے نگینے کے برابر

جسدن سے اوسکی آئی ہے محمد نے سکونت
شہر ہوا تابوت سکینے کے برابر

جس ماہ مبارک مین ہوئی اوسکی ولادت
ہو کون مہینا وہ مہینے کے برابر

کو نوح کی کشتی تھی بڑی لیکن دجو ڑی
لیکن نہ محمد کے سفینے کے برابر

مجھسے نہ کہ طور کی کوئی عظمت و رفعت
کیا مسجد نبوی ہے زینے کے برابر

معراج مین یہ فرق ہے جو رک گئے حضرت
جبریل تھا سائیس کمینے کے برابر

ہات آئے جسے خاک محمد کے قدم کی
رکھے وہ کفن مین اوسے سینے کی برابر

اے صل علیٰ اوسکی عمل اندامی کی کیا بات
پہونچے نہ گلاب اوسکے پسینے کے برابر

پھر عمر ترآب اوسکی اطاعت مین جو گذرے
پھر تو کوئی نعمت نہین جینے کے برابر

مجھکو نہ کہتا وہ اگر نیک سمجھتا
منکر کا بھلا ہو کہ جہالت سے ہی لاچار

مین غلبۂ احوال سے ہون صورت منصور
مغلوب تو اظہار حقیقت سے ہی لاچار

ناحق نہین منصور پہ سولی کا ہوا حکم
مفتی تو یہان امر شریعت سے ہی لاچار

با الطبع مجھے بھاتی ہی اک شکل کروں کیا
ہر نفس بشر اپنی طبیعت سے ہی لاچار

مجنون کو نہ کہہ لیلی سے بدنام ہوا کیون
رسوائی عذر تھی وہ قسمت سے ہی لاچار

ہان حسن بت کافر سے ہی نفرت مجھے زاہد
واللہ ستراب اوسکی محبت سے ہی لاچار

اوٹھاتے ہین سب غنچہ و گل کا بار
کسینے اوٹھایا نہ بلبل کا بار

سیہ زلف نے کر دیا مونہہ کو لال
لطافت سے ہی گل پہ سنبل کا بار

بناوٹ کرے کیا وہ نازک بدن
بدن پر ہو جسکے تجمل کا بار

نہ مشاطہ کھول اوسکی چوٹی کی بال
نہ ڈال اوسکی گردن پہ کاکل کا بار

وہ نرگس تو خود شرم سے چور ہے
اوٹھے اوہ سے کب نشۂ مل کا بار

ہوئے فارغ البال مجنون کے ہم
دیا جھونک بھٹی مین فرغل کا بار

جھکے کیون نہ سو پیچ و خم کھاکے زلف
پڑا اوسپہ دور تسلسل کا بار

نہ کی یاد میری نہ گھبرا اوٹھا
سہا دل نے اوسکے تغافل کا بار

وہی ہے ستراب اپنا نعم الوکیل
دھرا جسنے ہم پر توکل کا بار

لگا آنکھہ مین جیسے رونے کا تار
قطرہ سے ہی موتی پرونے کا تار

انہد کی سدا بھر گئی ہی کان مین جسکے
خوش آئے تراب اوسکو کہان صوت مزامیر

اودھر اودسکے نوجوانی کا زور — ادھر مجھسے ناتوانی کا زور
مجھے عشق کرتا نہ اتنا ضعیف — نہوتا اگر طرف ثانی کا زور
مری بیدلی پر نہین کچھ نگاہ — دکھاتا ہی وہ دلستانی کا زور
گھٹا عشق مین دل سے صبر و قرار — بڑھا حسن سے یار جانی کا زور
تو کب عذر میرا کرے گا قبول — ترے دلپہ ہے بدگمانی کا زور
رقیبون کو نازور کر دون ابھی — جو پاؤن تری مہربانی کا زور
نچا چھوڑ کے مجھکو رو تا کہین — کرے اشک جاری ہی پانی کا زور

تراب ارنی ارنی کہے جاؤن گا
اودمسے ہے گو لن ترانی کا زور

آہبت عاشقون سے ناز نکر — وعدہ دور اور دراز نکر
اسقدر مجھکو منتظر اپنا — نہ کر اے یار دل نوار نکر
شمع کی طرح مت جلا اورون کو — غم سے دل کو ہبت گداز نکر
جسکی خدمت سے عاقبت ہو بخیر — اوسکی صحبت سے احتراز نکر
پیر کی بات مان اے لڑکے — ہبت دنیا کی حرص و آز نکر
سر تو محمود کے قدم پہ جھکا — سرکشی اوس سے اے ایاز نکر
پاس یارون کے آکہین مت جا — ملکے غیرون کو سرفراز نکر

جب سے آنکھ اوس سے لگی پھر نہ کسیکو دیکھا
غم یگانے کا رہا کچھ نہ بگانے کی فکر

ڈھونڈتے پھرتے ہین گلیون مین ہم کیا کیا
بطرح لڑکون کو ہوتی ہے دوانے کی فکر

فارغ البال ہو رہے ہے ایک مٹھ تراب
اوسکے آنے کا نہ کرذکر بخارا کی فکر

۴۸

میرے قاصد کو خدا کرے ایسے غماک نکر
دیکھے لے خط کو مرے گرم نہو چاک نکر

اہلی سے نہین ہوتا ہی کوئی آزردہ
باخوشی اوس سے تو ای ظالم سفاک نکر

ہے تنگی عشاق قیامت مین ہو دنگیر
دور دامن سے بہت گردش افلاک نکر

گر دہو کوچے سے مین لیٹا ہون مرے دامن مین
جھاڑ دامن کو نہ بر باد مرے خاک نکر

جی تو عاشق کے چلے جاتے ہین ہر کا
دیکھ گلگون کو بہت تند و جالاک نکر

ہے گئی ہوگی کہین رند کے گھر جشن
محتسب اوسکی بہت جستجو و ناک نکر

اسقدر اوسسے ہے جان کہان تراب
میرے لگا بہت نہ اوس شوخ کو بیباک نکر

۴۹

کیا ہی کسکو نشانہ تمنے خدنگ جفا کر
چڑھائی کسیر کمان ہی برو کہان چڑھا کر

نہ جاؤ ہماری تو مجھسے نہ کدورت آنکھ ہین ہوگی
لگائی تو نے ہی آنکھ شاید کسیکی ہی کہین جا کر

جو کل وہ آئے یہان تو تمام شکل جہانمائے
چھپا کسی سے بھی چھپا کے لیگئے دل کو موہ کر

نہین ہین طالب ہون سیم و زر کا اے ہمدمو تم
مین خاص بندہ ہون تیرے در کا کبھی تو حاجت مری روا کر

قیامت ہے ہو کے مضطر تیری ہمین جاے اوسکے دن
کرے ہاتھون سے دہی اکثر وہ سینہ گل مجھے ہنا کر

پھر خوبی و صرع لب کی ہے کچھ اور ہی مسی سے
جھلکتی ہی جلی ہو جیسے شب کی کرنی کلم جو مسکرا کر

توڑ کے پیمانِ جوڑنا دشوار ہی ممکن نہیں
شیشۂ دل کو مرے اے سنگدل اظالم نہ توڑ

دل کا ہر زخم جہاں کہ سینے پر اپکے ہاتھ کا
تار جامے میں نہیں چھپتا نظر باز دل ہے چور

توڑ دے رشتۂ محبت کا مری اے برہمن
گر ترا زنار ہے ہر تار تار الفت کی ڈور

دل تو عاشق ہے ترابؔ اوس مہ جبیں پر اسطرح
چاند کی صورت پہ صدقے ہو کہیں جیسے چکور

۵۲

چھیڑ مت بلبل کو ای صیاد ہنگام بہار
صبر کر چند ہے گذرجانے دے ایام بہار

کیوں مرے میں بلبل و گل کی خلل ڈالے ہی تو
دور کر ظالم چمن سے دام با دام بہار

دیکھ تو کیا جی اوٹھے ہے مردہ باد خزاں
باغ میں لائی صبا جسدن سے پیغام بہار

گل کھلیں میں کیوں نہ موج مرغ چمن کو پیکلی
پھول جاتی تھی خوشی سے سنکے جو نام بہار

آ چمن میں ساز مے کر آج ہی روز نشست
لے کٹوری زر و نرگس کی بنا جام بہار

کر کبھی تا کہ جوانی یوں رہا اوسکا جمال
جسطرح گل ہو دم آغاز و انجام بہار

جسطرح وہ رنگ و بو پر گل کے مائل ہو ترابؔ
جو کبھی صبح خزاں دیکھے کبھی شام بہار

۵۳

حسن عارض کو ہے زوال آخر
خط کے آتے ہوا جمال آخر

کیوں نہ شیریں سے دل پھر کے پھیکا
عشق کا ہو گیا کمال آخر

جسنے چاہا نہ دوستی کا نباہ
چاہ او سیر ہوئی و بال آخر

جسکو دعوی تھا بی نیازی کا
وہی کرنے لگا سوال آخر

باز آیا نہ عاشقی سے ترابؔ
ہو گیا غم سے پایمال آخر

رقیبون پر کرم مجھ پر ستم ہے — لگادے سب پہ اک ٹکس برابر
تو بالا نکر عاشق کے دل کو — ذرا چوٹی تو اپنی کس برابر
دو شالے کو کم از کملی وہ جانے — جسے ہو صوف اور اطلس برابر
تفاوت کچھ نہین ذات الشجر مین — درخت کہنہ و نورس برابر
ترا دل اوش سے کیا کم ہو نفرما — کوئی تھر نہین پارس برابر
وہی اول وہی آخر ہے ہو ہو — نہ کوئے کسطرح سارس برابر
ہو افر ہاد کوہے فیس دشتی — تھا اون دونون مین گو انکھیں برابر
تراب اپنا وہان بستر لگے گا — جہان ہو گی زمین چوبین برابر

ردیف ز کے منقوطہ

کرے عشق محمود پر کب وہ ناز — کہ اپنی قدر جانتا ہے ایاز
وہ کہتا ہی مین تو ہون اور تو ہی مین — کہے کس سے بندہ یہ مولی کا راز
کرم سے جو مولی کے ہو سرفرو — وہ عالم مین کیونکر نہو سرفراز
عبودیت انسان کا ہے کمال — کہ حق بندگی کا ہے عجز و نیاز
ہے وہ مرد و یوانہ یا بے شعور — نہو نیک و بد کا جسے امتیاز
تو اوس ناخدا کو نکہہ باخدا — گناہون سے جسکا لدا ہو جہاز
ترے کام سب بن پڑینگے تراب — کہ درویش کا ہے خدا کارساز

بے نیازی تو نکر ہم سے کہا مان عزیز — دلنوازی ہے ترے ہم تو ہین قربان عزیز

بوسۂ خط کے لئے جان دی کیون تو دل
ارغمر کے آپ کوئی بھی نہین مرہم سی عزیز

دن کو مرجھاتا ہین گل تا بش خورشید سے
رات گلزار مین ہی ریزش شبنم سی عزیز

ہین دو دنیا سے غرض کچھ نہین عاشق کو تراب
ایک معشوق وہ رکھتا ہے دو عالم سے عزیز

۵

اسیرون کو ہے گر اسیری پہ ناز
فقیرون کو بھی ہے فقیری پہ ناز

جو زلف سیہ مین ہوا ہے اسیر
وہ کرتا ہے اپنی اسیری پہ ناز

حکومت پہ نازان تھے جو اسقدر
گیا اور سب اونکا تغیری پہ ناز

خدا نے جسے پیر و مرشد کیا
نہین اوسکو کچھ اپنی پیری پہ ناز

مجھے دست بیع اپنا کر لے تراب
کرون مین تری دستگیری پہ ناز

۶

حسن پر کے گھمنڈ اے یار جانی چند روز
ہے یہ شوخی و اسنگ و نوجوانی چند روز

موتہ دکھاتا ہی نہین اللہ رے تیرا غرور
بندۂ مسکین سے کر لے لن ترانی چند روز

چند روزہ ہے بہار حسن کا باغ و بہار
ہے یہ گل رخساری و غنچہ دہانی چند روز

اوڑ گیا یاد خزان سے رنگ و بو گلشن کا چھٹ
لالہ و گل پر رہی بلبل فغانی چند روز

عشق نے تجھ سے نازان کیا ہے حسن پر
کر لے کچھ سے مزلتی و بدگمانی چند روز

مبتلا ہم ہو گئے تیرے قد بالا کو دیکھ
پر گئی ہم پر بلائے ناگہانی چند روز

دل اپنے لے لے پھیر حسقدر منظور ہو
کچھ تو تیرے پاس ہو تیری نشانی چند روز

یار تجھسا ناقدر دان ہمنے کوئی پایا نہین
کبھی تو تونے کی نہ میری قدر دانی چند روز

سرگذشت اپنا کہان تک میں کہوں تجھسے اے قصۂ عاشقیِ طفلِ برہمن ہی دراز

ردیف سین مہملہ

حرص سے بہتر ہے گاہ تک مثل مگس ہوکے قانع بیٹھ رہ اللہ بس باقی ہوس

بندگی میں اور اس سے زیادہ کیا ہو سود و نفع ایک حسنہ بان کہی کوئی تو واں لے ہوں دس

غیر کے خطرے کی بھی جیمیں ہیں جاگہہ ہی اسقدر یار و کیا ہی یار میرے والیں بس

چاہو در یا چلو چاہو ہوا پر جوں طیور کچھہ نہیں مشکل ریاضت سے کرو دم کو حبس

اختیار اوسکو پر اسکی رحمت ہی بلکہ فی الحقیقت ایک ذرہ بھی نہیں تدبیر کا بس

دم غنیمت ہے غریبو کل دم غافل نہو یاد ہی میں اوسکی لگدے کاش ہر دم ہر نفس

غم اگر ہی تو یہی پیرانہ سالی میں تراب
حیف غفلت میں ہماری کٹ گئی اتنی برس

ہوئے تھے کہ جہان سے اودا س ہم تو اب ہوگئے وہان سے اودا س

پھر اودا سا دلب لگائے وہان ہوئے آزاد حبس مکان سے اودا س

گل سے کچھہ ای رنگ ہی گل کا آج بلبل ہی بوستان سے اودا س

جھانک نا کاس طرف نکر صیاد ہوتے ہیں مرغ آشیان سے اودا س

دلمیں سب کے داسی پڑ جائے شاہ بولے جو کچھہ زبان سے اودا س

یارو مجھسے کچھہ نہ پوچھو تم دل مراب ہوا کہان سے اودا س

جسکا تو ہے کچھہ نہیں دنیا وہ تو رہتا ہی اس جہان سے اودا س

دیوان شاہ تراب

ردیف سین مہملہ

کیا نام خدا درد بھری اوسکی صدا ہی
کوئی فکر کرے بوجھے تو کیا کہتی ہی سارس

جو اہل ارادت ہین سو مرشد کی طلب مین
کوئی بسند کو آتی ہین کوئی جاتی ہین فارس

پایا ہی تراب اوسکو تو ہم گھر ہی مین اپنے
کہتے ہین جسے مرشد اللہ خدا رس

جمع یون ہوتے ہین اہل وجد کو بیدرد کی پاس
جسطرح رقاص کل بیٹھے ہین سازندہ کی پاس

خادم و مخدوم مین کچھ تفرقہ تو چاہیے
بیٹھ سکتے ہین کہین نوکر بھی خاوند کی پاس

شیخ جی جس شان سی تم چاہو آؤ اسطرف
جائیو لیکن سنبھل کے بوجھ کے رندونکے پاس

مونہہ چھپاتی ہین جو ہمکو دیکھتے ہی دور سے
جایئے یہ وجہ کیون پھر ایسے سرمندونکے پاس

گور پر فقرا کے جاکے لین مؤدب ہو تراب
دست بستہ جسطرح جائے کوئی زندونکے پاس

بیطرح مری آنکھ لگی یار سے افسوس
آسودگی آتی نہین دیدار سے افسوس

جی بھر کے جمال اپنا دکھایا نہ کسی روز
ارمان ہی رہگئی دلدار سے افسوس

یہ درد کسی شخص کو اللہ نہ دیوے
کہتے ہین یہی شب بیمار سے افسوس

عاشق پہ اثر کچھ نہ دعا ہی نہ دوا ہے
بچتا نہین کوئی عشق کے آزار سے افسوس

کہتا تھا دم نزع کل اک یار کے در پر
کرتے تھے سب اوسپر در و دیوار سے افسوس

درجہ نہ شہادت کا ملا جان گئی مفت
قاتل نے نہ مارا مجھے تلوار سے افسوس

بس کر ستم اے بندہ خدا سے تو ذرا ڈر
یہ حرف کہے کون ستمگار سے افسوس

اب اوسنے یہ آئین نکالی ہی نرالی
غم کہنے بناوے کوئی غمخوار سے افسوس

رحم کر جا کسی ملیل پہ نسب یا غ کو نہ پھونک
جلد اتنا نہ چل اے بادِ خزاں سو سو کوس

یوم ظالم کا پڑے جب قدم شوم کہیں
کیوں نہ ویران ہو وہ آہا دمکاں سو سو کوس

جو یہاں ہاتھ پہ کل کھاتی ہیں اوباش مجھے
اوس سے وہ آن بھاگتی ہیں حورِ جناں سو سو کوس

شرق تا غرب تو مشہور ہوا کاظم شاہ
ہو گئی اوسکی کرامات عیاں سو سو کوس

اسقدر فقر میں نامی وہی ہوتا ہی ترآب
جسکی ہستی سے نہو نام و نشاں سو سو کوس

ردیف شین منقوطہ

غم سے ہم کرتے رہی نالہ و زاری افسوس
اوسنے اک دن بھی نہ خبر لی ہماری افسوس

اوسنے اک بار بھی وعدہ نہ کیا مجھسے وفا
بیوفا سے ہوئی ناحق مجھے یاری افسوس

مر گئے عاشقِ مہجور گلا کاٹ کے ہائے
یار نے ہاتھ سے تلوار نہ ماری افسوس

کہیو قاصد اگر احوال مرا پوچھے یار
غم سے کرتا ہی وہ اوقات گزاری افسوس

دیکھکر شکل تری لوٹ گئے حور و پری
جلتے ہین مجھسے سبھی نوری و ناری افسوس

یار کا توسن چپالاک تھا یا بجلی تھی
دیکھنے پائے نہ ہم اوسکی سواری افسوس

آشیان ملیل بستان اجڑ جاے نہ کیون
پھر بسا باغ مین پھر باد بہاری افسوس

باغبان دیکھہ تو کیون غنچہ و گل مرجھائے
ٹوٹ گئی باغ سے پھر باد بہاری افسوس

نہین کرنے کا کسیطرح وہ اب مجھسے بناؤ
مدعیون نے مری بات بگاڑی افسوس

دیکھین کسطرح لگے پار خدا خیر کرے
ہو گئی ناؤ گنہگار و نکی بھاری افسوس

جو کسی کو نہ کبھی آنکھہ دکھائی تھا ترآب
اب دکھاتا ہی وہ تلوار کٹاری افسوس

ردیف شین منقوطہ

درویش کو اللہ نے دی ہے طاقت درویشی مین
ارزائے نہ وا اللہ کوئی طاقت درویش

کامل کہے گر آپ کو ناقص تو ہے کامل
درویشی کا دعوی ہے پہ غفلت درویش

درویش کو کچھ کہنہ اگر سوئے تو کچھ دے
ہمسے تو یہی کہہ گئے اک حضرت درویش

ہو شاہ گدائی کرے بندونسے ہو سائل
یہ شامت درویش ہے اور ذلت درویش

ہر لائے ترا آپ اوسکی خدا حاجتین ساری
ہر لائے جو کوئی صدق سے اک حاجت درویش

مطلع ثانی

اس زمانے مین ہے ہر شخص کو دنیا کی تلاش
بس غنیمت ہے جسے کچھ بھی ہو عقبی کی تلاش

مالداروں کو زیادہ ہے طمع دنیا کی
مرد محتاج کو ہی روزی فردا کی تلاش

گدری و گارمعاغر یونکو ہے مطلوب لباس
نازک اندامون کو ہی جامہ زیبا کی تلاش

خلعت فاخرہ لیلی پہ سزاوار رہے
اوسکے مجنون کو تو ہی دامن صحرا کی تلاش

محتسب کو ہی ادھر جستجو بادہ کشان
مے پرستون کو ادھر سافر مینا کی تلاش

مارتا ہی وہی عاشق کو جلاتا ہے وہی
یار کے ہوتے کرے کون مسیحا کی تلاش

خورش و کوشش عمدہ نہین اونکو زیبا
فقرمین رکھتے ہین جو درجہ اعلی کی تلاش

گدری پوش اوسکو نہ کہہ ہی وہ لباس دلکش
جو گدا ہو کے کرے اطلس دنیا کی تلاش

اس جہان مین نہ کوئی ہوگا طلب سے خالی
کہین اعلی کی طلب ہے کہین ادنی کی تلاش

زاہد اللہ سے ڈر دعوت اسمار نہ کر
چاہیے شام و سحر تجھکو مسمی کی تلاش

فی الحقیقت مین یہ سب نفس کے بندے ہین ترآب
بندہ حق ہے وہی جسکو ہے مولی کی تلاش

اگر دن نہ رقیبوں سے اکیلا اوسے پایا
ساتھہ اوسکے لگی رہتے ہیں دو چار تخصیص

زندان و خرابات و اوباش جدھر ہوں
زاہد نہ اودھر جائیو زنہار تخصیص

آئے گا عیادت کو کسی روز تو عاشق
عاشق تو ہوا اس لئے بیمار تخصیص

حکمت سے نہیں خالی ہے فعل اوسکا کہو تم
ازار مجھے دے ہے دل آزار تخصیص

کسطرح کہوں آئے ادھر یا نہ دمِ بار
جائے جو کوئی اوسطرف اکنار تخصیص

دیکھا نہ گیا غیر سے مجلس سے گیا اوٹھہ
بیٹھا جو مرے برمیں کبھی یار تخصیص

محروم نرکھہ اوسکو ترآب اپنے کرم سے
آوے جو ترے در پہ گنہگار تخصیص

تیرے مشتاق کو یوں ہتھی ہے دیدار کی حرص
جسطرح ہو کسی محتاج کو دینار کی حرص

آئے ہے جانے کے لیے آئے پھنسا جال میں ہے
دشمن جاں ہوئی مرغ گرفتار کی حرص

دیکھکر اشک مسلسل سے لڑی موتی کی
بہ گئی دل ہی ہماری در شہوار کی حرص

اپنے مشتاق کی خواہش ہو معشوق کو یوں
ہر دکاندار کو ہوتی ہے خریدار کی حرص

اسطرح یار کا مونہہ تاکے رہا ہے زاہد
طعمۂ خوش پہ ہو جسطرح سے بیمار کی حرص

دل لیا جان لیا تو بھی نہیں قانع ہے
بیطرح ہے مرے معشوق ستمگار کی حرص

واقعی آدمی ہوتا ہے برا لالچ میں حریص
ہمکو پیری میں ہوئی ہمدمی یار کی حرص

غم سے ہجراں کے جو مرتا ہو نہو کوئی پریشان
کس طرح اوسکو نہو شفق غمخوار کی حرص

گدڑی اور گفنی پہن کے جو بنا ہے آزاد
کیوں ترآب اوسکو رہے جبہ و دستار کی حرص

چمک ہے آئینہ مین سادگی سے — صفائی ہی مدار حسن عارض
خدا نے دی ہی جسکو حسن خلقی — وہی ہے شان دار حسن عارض
رخ خوبون پہ بل کھاتا کیون رہے — یہ کافر تو ہے مار حسن عارض
رخ او مسکا کھول کر جب قع جو دیکھا — ہوا عاشق شکار حسن عارض

نقاب اٹھا کے جو دیکھے جلوہ حق
منھ کیون نہ کرے نثار حسن عارض

اتنا تو کچھ کہتا نہین وہ بیوفا میری غرض — آشنا اوسکے سبب مین اوسکو کیا میری غرض
ایک دل تھا سو لیا اور کر دیا مجھکو فقیر — کہین رہے بیفائدہ اب لے رہا میری غرض
جب ملک اوسپر نہ مینے دل دیا تھا خوب سا — تب تلک رکھتا تھا البتہ ذرا میری غرض
وہ تو ہی خود غرض اوسکو کچھ نہین پروا میری — عشق مین کسطرح ہو اوس سے روا میری غرض
مجھکو کہتا ہی دیوانہ جانکے صاحب غرض — پھر خدا لے ایسے بندے سے خدا میری غرض
بیغرض جب سے ملا مین اوسکو یارا آشنا — ہو گئے نا آشنا سن آشنا میری غرض
ہاے اتنو بات بھی میری نہین کوئی سنتا — ایکدن رکھتے تھے سب شاہ و گدا میری غرض
عشق نے محتاج مجھکو کر دیا معشوق کا — اور سے ہرگز نہین اوسکے سوا میری غرض
مجھکو لادے اوس گل خوشرنگ نا فرمان کی بو — اسقدر ہی تجھسے اے باد صبا میری غرض
دل دھڑکتا ہی کہ ور کھدے ذرا چھاتی پہ ہاتھ — کچھ تو نکلے ہاتھ سے اوسکے بھلا میری غرض

ہجر مین مشکل میری آسان کر یا بو تراب
ہی یہی تجھسے علی مشکل کشا میری غرض

اور مین کسکو تراب اپنا بناون شاہد
عشق کا میرے تو شاہد ہی وہی یار فقط

۳
کارخانہ اس جہان کا ہمنے سب بالا غلط
ایک غلطی ہو تو کہیے جزو ہی سارا غلط
آج مستی سے پڑے ہی پانون ساقی کا غلط
کیون نہ اس شامت سی ہو جھولو لکھا دفتر گاہ خورد
اسطرف جسکا خیال آنا بعید از عقل ہے
غیر سمجھا تا ہی اوسکو حال اپنا واقعی

دل لگانا یان تو سیکھا ہی ہو سرتاپا غلط
خط غلط مضمون غلط انشا غلط املا غلط
خود غلط مجلس غلط ساغر غلط صہبا غلط
قول و فعل اوسکا غلط لکھنا غلط پڑھنا غلط
قاصد اوسکی آمد آمد کی خبر لایا غلط
یار کے نزدیک ہی میرا تو سب کہنا غلط

واقعی جز حق نہین کوئی ادھر اودھر تراب
ہاو تو باطل ہی سب تیرا غلط میرا غلط

۴
جو عاشق سے کرتا ہو اختلاط
رقیبون سے ہے یار کی دل لگی
مین پھرتا ہون اوسکے لیے دربدر
جو راہ شریعت سے باہر ہو
ومان حور و غلمان ملینگے تراب
یہان خوبرویون سے کر احتیاط

مین کسطرح اوس سے رکھون ارتباط
مرے دل کو ہو کسطرح انبساط
وہ کھر اپنے کرتا ہے عیش و نشاط
اوسے کچھ نہین خطرہ پل صراط

۵
ہمنے اوس لدار سے دل دی کی یاری کی شرط
راہ و رسم مہربانی دلبرون سے ہو کہان

اوسنے دل لیکر ہمارا کی دل آزاری کی شرط
بیدلون کے ساتھ ہی اونکو جفاکاری کی شرط

نہیں چھوڑو نکا یار کا گھر مین — جائیے آپ اپنے گھر واعظ
لو سکھاتا ہے عقل کی تدبیر — عشق سے تجھکو کیا خبر واعظ
ہوش اوڑ جاسے گم ہو عقل تری — تو بھی دیکھے اوسے اگر واعظ
تو نے مجھہ پر بہت پڑھے افسون — نہوا ایک بھی اثر واعظ
دین و ایمان جسے مین دے بیٹھا — وہ تو ہے برہمن پسر واعظ
حیف تیری بھی آنکھہ لگ جاتی — نہ پڑا وہ تری نظر واعظ
تو نے شیو راج کو نہین دیکھا — ہے وہ حوبون مین نامور واعظ

بہت پیر و جوان تراب ایسے
عشق مین اوسکے جمال پر واعظ

رہون کیونکر مین تیری جور و جفا سے محفوظ — عشق مین کون ہوا رنج و بلا سے محفوظ
کیا عجب دل جو ہوا نوک مژہ سے زخمی — کون جاندار بچا تیر قضا سے محفوظ
نہین بچتا ہے کسیطرح ادا کا مارا — رکھے عاشق کو خدا بانکی ادا سے محفوظ
حال عاشق پہ نظر کرکے سخن شیرین کہہ — اپنے بیمار کو رکھہ تلخ دوا سے محفوظ
شمع چھپتی نہ اگر پردۂ فانوس مین رات — رہتے کب بال پتنگون کے ہوا سے محفوظ
جتنے موجود ہین یان اونکو عدم ہے لازم — آکے دنیا مین رہا کون فنا سے محفوظ

کسطرح کہیے دعا مین نہین کچھہ اثر تراب
اب تلک ہم تو رہے تیری دعا سے محفوظ

لالۂ گل سے ہو وہ کیسا محفوظ — جو اوسے دیکھہ کے ہوا محظوظ

بیکار جل مواد یکھو نہ آیا رحم کچھہ اوسکو
بظاہر اسقدر نرم و بدل ایسی کڑی ہی شمع

جوان و طفل محبوبی جنکی سان مین نہین کچھہ فرق
برابر روشنی مین جسطرح چھوٹی بڑی ہی شمع

شراب آئے ہے جلوت مین چھپ کر خلوت مین
ہوا سے خائف و لرزان ہمیشہ گھڑی ہی شمع

عشق مین تیرہی گدا اونکو نہین زر کی طمع
قطرۂ اشک ہی کیا کم نہین گوہر کی طمع

پاکبازون کو نہین کچھہ ہوس بوس و کنار
ہی فقط دور سے نظارۂ دلبر کی طمع

جسنے اوس لف کی خوشبو سی کیا تازہ دماغ
فی غرض مشک سی ہی اوسکو نہ عنبر کی طمع

قدر رعنا کے سوا جسکو نہین کچھہ پروا
باغبان اوسکو ندی سرو صنوبر کی طمع

ہم فقیرون کو یہ گدڑی ہی لباس شاہی
کیون کرین اطلس و کمخاب و مشجر کی طمع

طالب اوسکے تو دو عالم سی کنارہ کشی مین
فی ادھر کی ہی طمع اونکو نہ اودھر کی طمع

مین تو فرزند ہون اوس ساقی کوثر کا شراب
جس سے ہر شخص کو ہی جرعۂ کوثر کی طمع

وہ مرے گھر نہین آئی کا حیا ہی مانع
پانون مین مہندی لگی اوسکے حنا ہی مانع

بیحجاب اوس سے بغلگیر ہو کیونکر عاشق
ہووے کس وجہ سے ہم آغوش قبا ہے مانع

مجھسے کیا کیا نہ کیے اوسنے ستم کیا کہیے
کہتے بنتا نہین کچھہ صبر و رضا ہے مانع

گو خفا مجھسے وہ رہتا ہی ہمیشہ دن رات
چھوڑ دون کسطرح ملاقات وفا ہے مانع

باز آ مہر خدا خلق کے ملنے سی شراب
کام سے اوسکے اگر خلق خدا ہی مانع

اے جنوں تو نے کیا تھا قیس کا گھر بیچراغ
عشق تیری یا تمہی سے تھا کوئی کہ لیہ داغ

کیا بتاؤں دیکھکر اوسکو ہوا کیا دل کا حال
کم ہوا ایسا کہ پھر ملتا نہیں لیکر سراغ

کیفیت جنت کی کیا ہی کر نہو دیدار حق
یار بن خوش آئے کب عاشق کو سیر عیش باغ

کیوں تن بلبل چھپاوے کیوں نہ مٹھے پھول کے
سینہ ہوا ہی غنچہ و گل سی ترو تازہ دماغ

ہی چمن جسطرح بلبل کے لیئے آرامگاہ
ویسے ہی ویرانہ بہر بوم و جنگل بہر زاغ

اوسطرف ہے ہو ہدایت اسطرف ہے ترہیت
چاہیئے مرشد کی صحبت ما علیہ لا الا البلاغ

اوسکو ذکر و فکر مولی کی کہان فرصت تراب
کاروبار نفس سے جسکو نہو اک دم فراغ

ردیف غین معجمہ و قاف

حسن یہ ہے وہ سیمبر کا فروغ
اوسکے آگے ہو کیا قمر کا فروغ

زلف سے رخ پہ چھا گئی ظلمت
رات جائے تو ہو سحر کا فروغ

دیکھکے یار کا تنہا رو پ
اوٹھ گیا دل سے سیم و زر کا فروغ

لب و دندان کے سامنے اوسکے
کچھ نہیں لعل اور گہر کا فروغ

کوئی موسی کلیم سے پوچھے
کیسا ایمن مین تھا شجر کا فروغ

پانی پانی ہوا خجالت سے
سنکے جسیجون یہ چشم تر کا فروغ

کیا عجب ہے جو کلمۃ الحق سے
ہو تراب ایسے بے بصر کا فروغ

ردیف فا

نت نو نہ رکھے ہی یہ دل بیکل اوسیطرف
قبلہ نما سی اسکی بھی ہی کل اوسیطرف

ہاتھ آئے گر مجھے خاک نجف
پھر نہ ہاتھ آکسیر پر ڈالون تراب

۴

چمکے ہی اوسکے کھڑی پہ ادیسا نقاب صاف
روشن ہو جسطرح سی شب ماہتاب صاف
پر دیمین جسکو دیکھہ مری ہوش اڑ گئے
کیا مہ ہے جو اوسکو دیکھہ سکون بیحجاب صاف
سبزی نے خوب صفحہ عارض پہ دی بہار
منظور خوشخطی سے ہوئی کیا کتاب صاف
ساقی مین درد نوش ہون کب تلک بھلا
بھر دی کبھی تو جام مین کیسٹر اصاف
ہر گز ثبات ہستی موہوم نہین
اک دم مین کالعدم ہی وجود حباب صاف
روز حساب سی نہ ڈرائے مجھے کوئی
کیا ڈر مجھا سے ہی ہو جسکا حساب صاف
کچھہ تو غبار یار کے دلمین ادھر سے ہی
دی ہی جو ہر سوال نکا ہے جواب صاف
کھتا ہی مجھسے تو ہی بڑا یار ہے مرا
بندے سے یہ خطاب ہی اوسکا عتاب صاف

۵

خاطر اوسیکی جنگ مین مکدر نہو کبھی
رکھے جو خواہشون سے دل اپنا تراب صاف

۶

پڑتی ہی جب نگاہ مری یار کی طرف
جھپٹ دیکھنے لگے ہی وہ تلوار کی طرف
اوسطرف جو گیا نہ پھر آیا ادھر کبھی
ایدل سمجھہ کے جائیو دلدار کی طرف
بزم مشرب خوار مین جاتے ہو شیخ جی
رکھیو خیال جبہ و دستار کی طرف
اک بار مونہہ دکھای کی لیتا ہی دل بزور
پھر دیکھتا نہین وہ خریدار کی طرف
چنگا اوسے خدا کرے مایوس کیون نہو
جب رخ نہو طبیب کا بیمار کی طرف
رستے مین لگیا وہ پیر نزاد گلبدن
جاتا تھا ایک روز مین گلزار کی طرف

کسے طاقت ہے آنکھ اوس سے لڑائے — غمزہ سے مارے خنجر بے تکلف
جب اوسکے قامتِ بالا کو دیکھے — جھکے سروِ صنوبر بے تکلف
خدا اوس سے بچائے دامِ دل ہے — خمِ زلفِ معنبر بے تکلف
چمن مین جب مین اوس گلفام کے ساتھ — گیا جیون بادِ صرصر بے تکلف
کہا بارے تجھے میری بدولت — ہوئی جنت میسر بے تکلف
بنا ہے محتسب پیرِ خرابات — لیے پھرتا ہے ساغر بے تکلف
چھکا دے مجھکو اس دورِ چمن ساقی — پلا دے جام بھر بھر بے تکلف
تکلف برطرف مجنون کو جسنے — دکھایا جنگل و بر بے تکلف

تراب اوسکی تجلی دیکھتا ہے
ہمیشہ دل کے اندر بے تکلف

جو دل سے ہے تونگر بے تکلف — لٹاتا ہے وہی زر بے تکلف
کرے گا جو یہان ترکِ خمر و ان — پیے گا آبِ کوثر بے تکلف
شفاعت اپنی امت کی محمدؐ — کرینگے روزِ محشر بے تکلف
قدم مضبوط رکھ اے شیخ چلی — نہو حجرے سے باہر بے تکلف
کھڑا ہے راہ مین شیطان خبردار — لگا بیٹھے نہ ٹھوکر بے تکلف
ریا سے نفس کو فربہ نکر تو — ریاضت سے ہو لاغر بے تکلف
خلافِ نفس کرنا جیتے مرنا — یہی ہے موتِ آخر بے تکلف
کرے صیقل گری دل کی جو چاہے — نکالے اوسکے جوہر بے تکلف

یارو آخر جہان کو جانا ہے — دل لگاؤ اوسی جہان کیطرف
اپنے نام و نشان سی جب گذرو — راہ تب پاؤ بے نشان کیطرف

نچلا دلپر کچھہ تراب کا زور
لیگیا پھر وہ دستان کیطرف

اوسنے مونہہ کھول کی کاکل کو دکھایا کیا صاف — چاندنی رات مین کا لا نظر آیا کیا صاف
آئینہ اوسکی صفائی کو نہین لگتا ہی — عارض یار کو خالق نے بنایا کیا صاف
واہ اک ترک سیہ چشم کمان ابرو نے — تیر جیتون کا مرے دلپہ لگایا کیا صاف
کوئی واقف نہوا حال سی میری اتنک — عشق کا داغ مین سینے مین چھپایا کیا صاف
نہین رکھتے مین کسی سے وہ کدورت ہرگز — صوفیون کی دل صافی کو مین پایا کیا صاف
یاد کرتا نہین بھولے سے بھی عاشق کو کبھی — ہجر مین مجھکو تہ دل سے بھلایا کیا صاف
عشق مین یار کی بیخطرہ ہوا سے تراب — خطرۂ غیر کو خاطر سے مٹایا کیا صاف

ردیف قاف

محبت مین جو کوئی ہوتے ہین صادق — تو نہین پر ہوتے ہین معشوق عاشق
مخالف پھر ہمارا کیا کرے گا — ہوا جب یار ہی ہم سے موافق
نہین کرتے کا اب وعدہ خلافی — کیا ہے اوسنے ہمسے عہد واثق
دکھاؤ یار مرے دلکو لیجاے — طبیبو نہین اگر ہو کوئی حاذق
کرے تشخیص دیکھے نبض اوسکی — غم اوسکو چر گیا ہے تپ دق
وصال اوسکا کشیدن ہوگا سنیو — جدائی کی مرض ہے جسکو لاحق

سراپا مدعی اوس کا وہی ہے
فدا ہی جسپہ سرتاپاے عاشق
کلی سے یار کی باہر کہان جاے
کہ ہی وہ جنت الماوا سے عاشق

تراب اوسکا تو جسپہ کب ادھر ہو
کہان معشوق کو پروا سے عاشق

ع
مین کسطرح نہ سہون عشق مین بلاے فراق
کہ آشناے کیا مجھکو آشناے فراق
وہ شمع بزم سے دیکھکر جدھر گیا ہی ہے
کہ چار و طرف ہی مجلس مین ہاے ہاے فراق
وہ آی مجھسے جدائی کا دکھہ سناتا ہے
مین جس سے جاکے سناتا ہون ماجراے فراق
فقط مجھی کو نہین غم ہی ہجر کا اوسکے
کسیکو خوش نہین آتی ہی یہ ادا ے فراق
کسی سے ملیے نہ پھر بازاے یاری سے
سواے اسکے نہین اور کچھہ دواے فراق
تراب تجھسے خدا جاے کیا سمجھکے کہا
کہے تھا ایک دل افگار مبتلاے فراق

تری زبان مین اثر ہی مین جانتا ہون خوب
نہ دے خدا کے لیے مجھکو بددعاے فراق

ہمکو اوس ظالم سی لطف و کرم کا اشتیاق
وعدہ دیدار پر جھوٹی قسم کا اشتیاق
ملبوس سے وہ جو لطف پیلا کا مشتاق ہو
عاشقون کی ہی ترے جور و ستم کا اشتیاق
ہم ازل سی ہین ترے مشتاق کچھ اب ہی نہین
تجھپہ ظاہر ہوگا اپنا دیرینہ کا اشتیاق
پانون اپنے چومنے دی اور کچھہ نہ پوچھیے
یان تلک لایا ہمین تیرے قدم کا اشتیاق
راہ مسجد چھوڑ کے جاتا ہی تیغا کی طرف
دلبر اوسکے کسی کافر صنم کا اشتیاق
یار کے کوچہ مین ہمنے سیر گل جی بھر کی
اوٹھہ گیا ہی دلسے اب باغ ارم کا اشتیاق

نہ پوچھو حال نفس و خلق و شیطان | یہ تینوں ہین طریقت مین مہالک

سلوک و جذب دو نور راہ حق ہین
تراب ایکاش ہو مقصود سالک

مجھے تو بار احیا تیری کرنیکا نہیں حجاب کب تک | دیکھا دی مکھڑا و ٹھا دی پردہ کسکا منہ پر نقاب تک
بھلا یہ پوچھے کوئی صنم سے ہوئی ہی تو صبر کیون ہمسے | جو بار آتا نہین ہے ظلم و جور و عتاب کب تک
رہے ہے غیرون کے گھر مین ہی پھر نہ شکوہ نہ آمد آمد کی ہے خبر | کبھی آتا نہین ہے گھر رہون مین غسے خراب کب تک
مرے جرمون سے کر کے یاری ہوا شریک غم اغیاری | بھلا مین کیسے کرون نہ زاری جلون نہ شل کباب کب تک
امنگ پر ہے تری جوانی تو کر لی بندسے سی لن ترانی | یہ بات اچھی نہین ہے جانی یہ گا سن شباب کب تک
وہ سورہ یوسف کی پڑھ کے تفسیر لگا یا اسکے تقرب | سیانے یوسف دہو بھلا گے یون مین جرد کتاب کب تک
جہان فانی حباب سا ہی کسی کو ہرگز نہین بقا ہے | وجود دریا کو دیکھو کیا ہی شہود موج و حباب کب تک
دلا سمجھ لے سرور ہو جا نکل کے ظلمت سے نور ہو جا | خدا کرے نشے مین جو ہو جا یگا مست شراب کب تک

مجھے تو آتی ہی دلپہ رقت کہ عشقبازی ہی اوسکی خلقت
وہ دام صورت مین فی الحقیقت پھنسا رہیگا ترا تک تک

ہمارے پاس جاہ سے عاشق ہوا ہی زرد خشک | آنسو اوسکے گرم تر ہین آہ اوسکی سرد خشک
چشم نم تک تک رہے کوئی گریہ غم دے ترے | آستین سے پونچھ کر دی اوسکو اے بیدرد خشک
ہی پسینہ عارض گلرنگ کا تیرے گلاب | شبنمی برقع سے کیون کرتا ہی یار اور د خشک
حرکت شاطر سے ہی رفتار دکھلا دیکھ سب | آپسے کیا چلتی اور پھرتی ہی جو ہے نرد خشک
اٹھ چلا کیون بزم سے میری تو دامن مین کنکی گرد خشک | لگ گئی کیا تیری دامن مین کنکی گرد خشک

گرم ہوا زلف مین جن دل ناتمہ نہ آیا اب تک
وی مین ہر چند مین پڑھ پڑھ کہ ہزارون دستک

نام رخصت کا نہ لے جان مرا جاتا ہی
جا تو گھر اپنے خدا حافظ و اللہ سمک

حشر مین ہونگا مین الشیوخ تراد اسنگیر
خاک بر باد نکر میری نہ دامن کو جھٹک

یار و حبس دن کو مین نہ تھا مذ دیکھو نگا کبھی
ہجر مین آج وہی دن تو دکھاتا ہی فلک

ہجر کی شب ہی مین سوتا نہین دنتا ہون پڑا
نیند آنکھون سے گئی اور نہین لگتی ہی پلک

آنے جانے کا کچھ اوسکے تماشا پوچھو
وہ تو بجلی سا مرے سامنے جاتا ہی چمک

غم کے سودے مین ہم ایشان مین بہتا ہون شراب
دل گیا جب سے مرا یار کی زلفون مین اٹک

نالہ پہونچا نہ کبھی جسکے لب بام تلک
کون پہونچاوے خبر میری وہ گلفام تلک

انتظاری مین گذرتی ہی مجھے آٹھ پہر
شام سی صبح تلک صبح سی لے شام تلک

دل مشتاق کو آرام کہان سے آوے
وہ تو جانی نہین پاتا ہی دلا رام تلک

پھنس گیا زلف مین دل دیکھتی ہی اوسکا سواد
سیدھے پائی نہ مہلت کشش دام تلک

غمسے جل بھن کی ابھی خاک ہو جاتا ہون
منتظر کون رہے ہولی کے ایام تلک

کامیاب اوس سے ہو خود کام سے مین کیونکر ہون
وہ تو آتا نہ مجھے عاشق ناکام تلک

نام لینے سے مین بدنام ہوا ہون جسکے
پھر کوئی لائے شراب اوسکو یہ نام تلک

ردیف گاف فارسی

عشق آیا تو پھر کہان ہے ننگ
عقل کا قافیہ یہان ہے تنگ

جو مے عشق سے ہوا سرشار
ہی کچھ اوری طرح سے اوسکی ترنگ

ترا ب اوسنے تو دھویا ہے دل کی حرص سے ہاتھ
حنائے سرخ نہیں ہے کف نگار کا رنگ

غیر سے ملتے ہو تم اور رہتے ہو ہم سے الگ
ہو دل غمگین مرا کسطرح اس غمسے الگ

ہا صبا اشک رواں کو سر سے جانے دیجیو
آستین رکھنا ذرا العجلہ دامن سے الگ

اوٹ رکھتے ہیں عبث لوگ اوسکو ہم سے آنکھ سے
وہ تو رہتے کا نہیں ایک دم سے دم سے الگ

کوئی دوا نہ جا سکے مجھسے نہیں ملتا لب
عشق نے مجھکو کیا ہے بالکل سے الگ

کل عرق نکلے ہے اپنے دیکھکے کہتا تھا یہ
رکھوں میں کونکر گل رعنا کو شبنم سے الگ

جسکے باعث سے ہوا آدم الگ فردوس سے
یارب اوس دشمن کو رکھیو اولاد آدم سے الگ

حق نے فرمایا ہی میں تو سب کہیں ہوں سب کے پاس
کسطرح دیکھوں ترا ب اوسکو دو عالم سے الگ

اوس بت شوخ کوی عاشق لاچار الگ
ہی غضب یار و مسیحا کو ہی بیمار سے الگ

دیکھیو ہوس سے نہ کہنا کہ میں طالب تن ترا
وہ تو رکھنا ہی نہیں اپنی خریدار سے الگ

توڑ ڈالے ہیں قفس سے کئی وحشت سے
کیونکر صیاد کو ہو مرغ گرفتار سے الگ

تیرے کوچے میں مسلح ہو نہ آؤں کیونکر
عشق میں تیرے ہوئی ہیطرح دو چار سے الگ

یہ تو ملنگے ہی جریمانہ وہ دے ہے گا لی
محتسب کو نہیں بیفائدہ میخوار سے الگ

ہاتھ میں اوسکے ہی دامان تری یاری کی
شیخ جی تجھکو عبث اتنی ہی خمار سے الگ

چین و آرام گئی دل سے ترا ب اپنی تمام
ہائے ہیطرح ملی اوسکو کسی یار سے الگ

اوسنے کی ہی دلکی خونریزی بہت | ہاتھ قاتل کا نہیں سندھی سے لال

یہ کبھی دیکھی نتھی ہمنے تراب
جو ادا اوسنے دکھائی ایکسال

یار و یہ بات کی اک بات ہی اصل الاصول | یاد میں اوسکی رہو ایسے کہ سب کو جاؤ بھول
نفس و شیطان کی اطاعت میں ضلالت ہے حصول | تابع امر خدا ہو پیرو حکم رسول
جو خدا کے لوگ ہیں اونسے ملو خدمت کرو | اس سے بہتر کوئی نہیں بہر خدا رہ وصول
حرف حق کو تلخ لگتا ہی پذیرین ہو جبنا | جو کرے تمکو نصیحت مان اوسنت ہو ملول
دفع ایذا جسقدر ہو آپ سے کرتے رہو | دور کر دو گر پڑا ہو راہ میں خار ببول
بار خاطر ہو کے صحبت میں کسیکے رہیے مت | بلکہ یوں رہیے کہ جیسے پانی پر اوترائی پھول

اول و آخر تراب اوسکا ہمارا اسمہ ہی
جو ہمارا یار ہی جسکو کیا ہمنے قبول

عقل کا حکم ہی ادھر تو نجانا ایدل | عشق کہتا ہی کہ پھر واںسے نہ آنا ایدل
عقل خارج ہوئی جسوقت ہوا عشق کا دخل | آنکھ کھلتے ہی ہوئے ہوش روانا ایدل
گریہ مت کر نہیں ہونیکا غم یار فرو | ہی کٹھن پانی سے یہ آگ بجھانا ایدل
میں نہ کہتا تھا کہ اک روز تو رسوا ہو گا | اسقدر اوسپہ ہوا کیوں تو دوانا ایدل
طعن و تشنیع رقیبوں کے سلامت ہے مجال | عشقبازی ہی ملامت کا نشانا ایدل
باز آ مان کہا اوسکی طرف پھر مت جا | کیا نہیں اور کہیں تیر اٹھکانا ایدل
کیوں تو خوں سا ہوا عشق میں انگشت نما | نام رکھتا ہے ترا ایک زمانا ایدل

۶

واہ کیا داغون سے یان پھولے ہین لالے اے بلبل
آ یہ پھولون کو تو چھاتی سے لگالے اے بلبل

العطش کرتی ہی کیون چلّہ سے آبی ریگ آب
بھرے شبنم سے ہین پھولون کے پیالے اے بلبل

دیکھو یار و کہین گلچین تو نہین آپہونچا
کرتی ہی شور فغان شب نشینون والے اے بلبل

دمدمے دیکھہ ترے گل کو نظر آتی ہے
ہین ترے جو چلے دنیا سے نرالے اے بلبل

شجر گل کی قد بوسی کی تدبیر ہے یہ
نوک سے کھودے ہی پھولون کے جو پالے اے بلبل

شاخ پر گل کی تو کیا پھول کے بیٹھی مغرور
اوسکے ہین تجھسے بہت چاہنے والے بلبل

خواب مین مجھکو وہ گلفام ترے دیکھہ اگر
پھر تو گلشن کی طرف آنکھہ نہ ڈالے اے بلبل

آگ لالے کی دہکتی ہی چمن مین بیدعب
اوڈ کے آج اپنے پر و بال بچالے اے بلبل

باغبان اوسنے تو توڑا ہی نہین تا تجھہ سے گل
کیون تو صیاد کے کرتا ہی حوالے اے بلبل

بلبلین لڑتی ہین آپسمین نہین ٹوٹتے گل کا
کیا لڑائی کے لیے یار نے پالے اے بلبل

کرتے ہین خاک پہ جھڑ جھڑ کے چمن کے بوٹے
نیکھڑی گل کی تو آنکھون سے اوٹھالے اے بلبل

جسطرح چاہے گلستان کو قلمبند کرے
خط گلزار سے لکھتی ہی قبالے اے بلبل

کیا ہوا گل جو ہوئے طرہ دستار تراب
خار نے چومے ترے پانو کے چھالے اے بلبل

عزیز و عشق مین بیدعب پھنسا دل
گیا دل تا تجھسے میرے کیا دل

اگی جون مرا دل مبتلا ہے
نہوے یون کسیکا مبتلا دل

کوئی دشمن نہین عاشق کا ہرگز
اگر ہی تو اوسیکا دیدہ یا دل

وہ دلبر گر جدا مجھسے نہوتا
تو ہوتا کس لیے مجھسے جدا دل

پتلی ہی میری آنکھ کی عارض کا اوسکے تل
سودائی ہون کرون جو اوس خال کا خیال

ہوتا ہی قطرہ قطرہ روان چشم سے سرشک
لاتا ہون جب وہ نا مبھری چال کا خیال

کیا خوشخرام قامت موزون یار کا
رہتا ہی ہر قدم پہ جسے تال کا خیال

اپنا تو ماہ و سال رخ و زلف یار ہے
کب عشق مین ہو اور مہ و سال کا خیال

عمر دراز چاہیے فکر دراز کو
تا چند رکھون زلف کے ارسال کا خیال

آتی ہی خوب دلمین حجالت سے مرتراب
کرتا ہون اپنے جنبہ سے اعمال کا خیال

زہر کھلکے مرگیا اک دردمند ہجر گل
یار و مرتا کیا نہین کرتا ہوئی سچ یہ مثل

مرکے کوئی جیتا نہین ہجر مین جیتے ہین مگر
کیون نہ ہو عاشق پہ غم ہجران کا بدتر از اجل

ہر مین دلبر ہو تو اندیشہ نہین کچھ موت کا
دور ہو آنکھون سے تو جینا کٹھن ہے ایک پل

مونہہ دکھاکر مجھکو چھپ جانا تمھارا چلمن مین وہ
آنکھ کے پردے سے نسو سیر سے چھپ آئے نکل

ایدل آشفتہ گر مشتاق ہے دیدار کا
چار چشم اوسکے گھڑا رہ پڑھکے الحب کا عمل

نوک مژگان سے نہ ڈر اے ابرو خم سی مونہہ نہ پھیر
زخم تیغ و تیر موہ سے اومید آسان نہ مل

کاروان جب کوچ کرتا ہی تو کہتا ہی جرس
دیکھنا پیچھے نہ رہنا اے مسافر آگے چل

دوستی مین تو نے بگڑی ہمسے بدلی ہی تو کیا
دلکو اپنے میرے دل سے گھڑی کرلے بدل

جب تصور اوس گل خندان کا کرتا ہون ترآب
دل مرا کھلتا ہے ایسا جیسے پھولے ہے کول

جو یہان تو بوئے گا تخم اوسکا وہان پاویگا پھل
وہ جہان دار الجزا ہی یہ جہان دار العمل

پھنسے ہین لذت دنیا مین اہل دنیا یون
ہو جیسے طعمۂ مردار پر عراب کا حال

تغیر ہوتی ہی ہر وقت میری کیفیت
جو دیکھتا ہون دنیا کے اضطراب کا حال

خدا شناس نو گل اللسان ہوا آخر
جو گنگ ہو وہ کہے کیا کسی سے خواب کا حال

ہر اک نام وجود و عدم سے عالم کا
جو بحر دیکھہ پڑا کھل گیا حباب کا حال

فنا کے ذکر مین ہی ہستی کی فکر مین ہے
نہو جیسے کوئی اندنون تراب کا حال

۱۵

دیکھہ تو غم سے تری ہی آج کیا ہے رنگ دل
اے بت بیرحم ظالم بیمروت سنگدل

چین و آرام اوس سے اب کیونکر کو سکون جائی
دور ہو دلبر سے اپنے جب کئی فرسنگ دل

نعرہ زن ہی وہ تو کیون چپ ہی نہین دیتا جواب
اے گل غنچہ دہن بلبل کو مت کر تنگدل

گوش دل سے سنکے اک فریاد محزون داودے
نالۂ شبگیر سے ہی کیا ہی خوش آہنگ دل

ہمکو بیدل کرکے دلبر اپنے گھر تنہا گیا
کاش لیجاتا وہ دلجوئی سے اپنے سنگ دل

کیون ملامت کرتے ہو یارو نہین کچھہ فایدہ
چھوڑ بیٹھا عاشقی مین سب حیا و ننگ دل

عقل او سکے ہاتھہ سے کہائل ہوئی ماتمی سی
دشمن جان ہی مرے بر مین آج خانہ جنگ دل

وہ تو ہی محراب ابرو مین کسیکے سر فرو
طاق پر رکھدی نہ کیون کر دانش و فرہنگ دل

حال دل قاصد سے سنکر دلربا کہنے لگا
آپ آیا ہی نہین کرتا ہی عذر لنگ دل

جسکو ہیرا نا توان کی غم سی کچھہ پروا نہین
لگ گیا اوس طفل دلجو سی مرا پیمانہ جنگ دل

جب سے دیکھا ہی تراب اوس شوخ پیچ پیچ کے رنگ
پا گیا اک رنگ مین سو جلوہ بیرنگ دل

وہ تیرے پنجۂ خونریز کو نہ کیون چومے
کہ دست بوسی ہے قاتل کی خونبہا فتیل

وہ کالی زلف کو اندھیری جو کہیے رات
وہ گورے مونہہ کو ہے ماہی کوئی تمثیل

کہان وہ کاکل و عارض کہان یہ رات اور چاند
وہ اپنی خوبی مین ہے یار بے نظیر و عدیل

ہم اوسکے بوسے کے سائل رہے کبھی نہ دیا
نہ ہوگا ایسا کوئی مالدار حسن بخیل

تراب حسن پرستی تو حق پرستی ہے
مین کیون نہ دوست کہون حسن کو خدا جمیل

۱۹

وہ گھر اپنے سدھارا بے تامل
کیا ہم سے کنارا بے تامل

جدائی کی قباحت کچھ نہ سمجھا
مجھے اس غم سے مارا بے تامل

دعائین دون بلائین اوسکی لون مین
جو پھر آئے وہ پیارا بے تامل

کہون کیا دیکھتے ہی زلف اوسکی
گیا پھنس دل بچارا بے تامل

نہ پھیرو زاہدو اوسطرف سے مونہہ
کرو اوسکا نظارا بے تامل

مین جیتا ہون نہ کہہ تجھپر ہوئی مات
جو دل اوسنے مین ہارا بے تامل

کیا اوس شوخ پر قربان جیسے
حیا و ننگ سارا بے تامل

مشیخت مین ملامت کا طریقہ
ہوا اب تو گوارا بے تامل

تراب اوسکو اگر پروانہ تھی کچھہ
لیا کیون دل ہمارا بے تامل

لیگیا یار گنج دولت و مال
دے گیا مجھکو اک چھڑی رومال

سلطنت لیکے ہنوائی دی
یارو کیا کہیے تم سے اسکا حال

لال لب پر پان کی لالی غضب — وصف مین اوسکے زبان ہوتی ہی لال
سبز پوشاک اوسپہ دیتی ہے بہار — چاہیے سرسبز سرو نونہال
مسکراتی پر کرے اوسکے جو دھیان — دور ہو خاطر سے سب رنج و ملال
کان کا بالا بلا ہے دیکھنا — چاند کے ہالے کو دے ہی گوشمال
کیا سنہرا رنگ ہی کیا روپ ہے — کیجیے اوس پر تصدق جان و مال
چاند اوسکے مونہہ کے آگے گھٹ گیا — ابرو خمدار ہین رشک ہلال
آسمان پر لے اوڑے زہرہ اوسے — اک قدم پاوے اگر باہر نکال
دلمین میرے بس گیا کیا جان کے — برق کا اک جا ٹھہرنا تھا محال
آنکھ شرمیلی کہان وحشی کہان — یہ حیا پاوے کہان چشم غزال
پاے تا سر ناز ہے انداز ہے — عالم بالا کا کچھ پوچھو نہ حال
قد بالا کی بلا مین لیجیے — اوسکا بالا پن ہے محبوبی پہ وال
کیا قد بالا ہے اوسکا خوش نما — حسن بالائی پہ کیجے احتمال
سرو کو اوسسے جو کچھ تشبیہ دون — اب ہی بڑھ جائے خوشی سی ہو نہال
کبک اوسکے پانون پر دمر تا ہے سر — اوسے آگے بڑھ چلے کسکی مجال
خوشخرامی پر ہین جسکی سب فدا — مجھکو خوش لگتی ہی اوسکی ٹیڑھی چال
وہ حیا و تمکنت سے ہے بھرا — اوس سے نکلے کسطرح شوخی کی تال
ہر قدم اوسکا سبک پڑتا ہی یون — جسطرح ہو آمد و رفت خیال
کیا نزاکت سے لچک جاتا ہی واہ — جسطرح سے سیف کی دمشقی ہو ڈال

جسنے ڈالا دل مین تجھسے عشق کا — حسن کو اوسکے نہ ہو یارب زوال
جسکی الفت مانگتا ہے مجھسے وہ — وہی وہی اپنی محبت جمین ڈال
حور و غلمان کی رہے سنگت وہان — خوش رہے دنیا مین با اہل و عیال
نامور ہو بہرہ ور ہو مال سے — جسطرف جاوے وہ بانگ و دوال
سرخرو گر پیر سے اپنے رہے — ہوئے مقبول جناب لایزال
ہو مدد پیر اوسکی پیر دستگیر — پاوے اونسے ہی جو کچھ اوسکا سوال
دے یہ گدڑی پوش کیا اوسکو دعا — سر پہ ہے جسکے پڑا شاہی رومال
دم قدم اوسکا ہمارے ساتھ ہو حق — گذرے اچھی طرح اوسکا ماہ و سال
ہین حقیقت مین نہین صورت پرست — دیکھتا ہون سب کہین حق کا جمال

رندہون بگڑا قلندر ہون ترآب
یار و تم سیکھو نہ میری چال ڈھال

۲۳

طفل ناداں کو عبث مینے دیا اپنا دل — اوسکو دل دیکے ہوا مین تو بہت ہی خجل
پیار کیا کیجے اوسکو منہو کچھ جسکو تمیز — سونے لڑکے کا جو موہ منہ چوٹی کیا حاصل
اوسنے ہمکو نہ کبھی خرسند برابر جانا — پیر من جس کی مثل بھی ہوا اونسے سجل
ہی مرے ہاتھہ مین کب اوسکی کروں مین چاہون — لاج اگر یا منہہ کے کی نکروں تو مشکل
آن بان اپنے سے ہی دور کہ بھولون اوسکو — ہی جو ہر آن نگہبانی سے میری غافل
مجلس غیر کا وہ شمع بنا کیا کیجے — ہجر سے جسکی ہی تاریک ہماری محفل
آپسے کون سہے داغ جدائی کا ترآب — عشق کی راہ مین سب سے کڑی ہی منزل

سیکڑون پژمردہ خاطر جی اوٹھے | اک سے تیرے سنکے اک آواز قم
نعل در آتش ہو دوڑے دور سے | دیکھکر عاشق ترے گھوڑے کے سم
چاہیے ہستون کو سجدہ شکر کا | سر فروسے کیون نہون در پائے خم
چہچہے بلبل کے سن کو کو نہ کر | یان سے اوڑا ہی فاختہ الو کی دم

عید ہم شوال مین کرینگے اشراب
گر نہو ناہجر کا ماہ دہم

نہین ہجر مین خلد و دوزخ سے کم | کہ ہے یار بن خار باغ ارم
رہے جسپہ یار و خدا کا کرم | جہان مین وہی شے ہے محترم
توجہ کرے خود بخود جسپہ یار | نصیبے کی اوسکے مین کھاون قسم
مرے سامنے غیر پر اوسکا لطف | غضب ہے بلا ہے جفا ہے ستم
سدا دلمین رہتی ہے فکر بتان | ہوا کعبۃ اللہ بیت الصنم
خدا دین و ایمان قائم رکھے | نہین ہمکو دنیا کے جانے سے غم

ترک اپنا احوال حاجی ہی خوب
نہ تم اوس سے واقف ہو یارو نہ ہم

جو اجو کوئی محو ذات قدم | نہین اوسپہ لگتا وجود و عدم
وہ کب آنکھ اوٹھاتا ہی ادھر اودھر | جو رکھتا ہی ہر دم نظر بر قدم
کل اک بیوفا نے بھلا وصل کا | کیا مجھسے وعدہ دیا مجھکو دم
نہ آیا کٹی انتظاری مین رات | سر شام سے لیکے تا صبحدم

جاتے ہین متوالے کم طرفی سے تجاہی کی طرف
پیر مغ کو دیکھو کیسے جاہی خالی کر کے خم

مرغ یا ہو کر رہا ہی صاف ذکر ہو تراب
کو کتی ہی کو کو اندھی خاختہ الو کی دم

تمہین ہر طرف ہو جدھر جائین ہم
خفا ہو کے تمسے کدھر جائین ہم

نہین کچھہ مزا یار بن زندگی مین
یہی جی مین آتا ہے مر جائین ہم

نہ دیکھے کوئی اوسکے کوچی مین ہمکو
اگر چون نسیم سحر جائین ہم

ہمارے ہی بیٹھے سے اوٹھہ جاتے ہو تم
نہ بیٹھین کہو اپنے گھر جائین ہم

تراب اوس پری کا جہان نت گذر ہی
نہ آوے کبھی وان اگر جائین ہم

وہ شاہباز ہو اپر رکھے دلبر قدم
ہو اسے نفس کو اپنے کرے جو زیر قدم

یہ نفس تازی کہ چالاک اپنی کام مین ہی
خدا کے کام مین ہی سخت سست و دیر قدم

زمین پہ پانون نہ رکھون مین عشق پیر اور مجاون
رکھی جو سر پہ مرے وہ خدا کا شیر قدم

غریب و عاجز کے قدم کی ہی خاک سرمہ چشم
کوئی لے آوے مری طرف اوسکا بھیر قدم

ہوا ہی پیر پرستی سے سرفراز جو شخص
اوسی کو چومتے ہین لوگ گھیر گھیر قدم

اگر گدے کا وہان دخل کیا جہان مین ہی
رکھے ہی شیر کے منہ مین کوئی بھیڑ قدم

جو نفس و خلق سے نکلے سو حق مل جاوے
یہ فضول تو ہی سالکون کو ڈھیر قدم

طریق فقر کی آسان نہین گٹھن ہی بہت
رکھے مڑ ہو نہ کوئی بر سر مند یر قدم

ولی تو ہو ہی قدم پر کسی نبی کے ضرور
تراب کاش ہو اپنے پدر کا زیر قدم

پسینے مین ترے شبنم کی بو ہے — تجھے ہی گلبدن کہنا مسلم
کوئی دیکھے تری پوشاک کی سیر — لباس حسن کا ہی اوری عالم
تجھے اللہ نے دو لعبا بنایا — بنے شادی مین تیری شادمان ہم
پہن کے لال رنگا رنگ جوڑے — نئی جھب اپنی دکھلا ہمکو ہر دم
ترابؔ ایسا نہ بھولا جان مجھکو — مین تیرے روپ سے ہون خوب محرم

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش
کہ من آن جلوۂ قدمی شناسم

۱۳۱

ہر مین تیری بیٹھنے در پہ بیسے بیگانے کو ہم — پاؤن دبن کھانے کو راہی گالیان کھانے کو ہم
زلف و خال اینا دکھا مرغ دلکو مت پھنسا — کیا نہین بچاتے ہین دام اور دانے کو ہم
اے جنون تو نے اوجاڑا نفیس کا گھر جسطرح — عشق مین آباد کر دیتے ہین ویرانے کو ہم
باندھے دلکوے زنجیر کا کل مین کیھ — کیجیے کیونکر مفید ایسے دیوانے کو ہم
محتسب اب ہر قدم رکھنا سنبھلکے اسکڈی — سر پہ تو رکھینگے تری شیشے اور پیمانے کو ہم
بت پرستی ہی ہماری خالی از حکمت نہین — ایک دن مسجد بنا دینگے بتخانے کو ہم
وہ تو اگر کسطرح ڈستی ہی اور کھاتی ہی بل — زلف پیچان آپ لگا دین کسطرح خانے کو ہم
ہم سے پیچھے جو یہان آئے تھے وہ آگے گئے — رہ گئے یان سب سے پیچھے ہاتھ ملنے کو ہم

سوز پروانے پہ دیکھا شمع کو روتے ترابؔ
شمع پر روتا نہ پایا ایک پروانے کو ہم

۱۳۲

جان دینے پر بھی مین عاشق ناچار کرم — سرد مہری سے تری ہی موت کی بازار گرم

ذکر کرتے ہی ترا گھیرتے ہین مجھکو غیب
لیتے یا نہ کبھی مونہہ سے ترا نام تمام

ہاے کل بھی وہ نہ آیا نہ کیا وعدہ وفا
انتظاری ہی رہی صبح سے تا شام تمام

رنگ و بو کو تری کوئی ایک نہین لگتا ہے
چمن دہر کے دیکھے ہین مین گلفام تمام

برہمن پوجتے ہین شیخ تجھے مانتے ہین
زلف و رخ سے ہی ترے کفر اور اسلام تمام

عاشقون کو تری لکنت کی ادا نے مارا
نہ سنا لے کسی نے ترے دشنام تمام

رات کو نہے یہ ذرا چڑھ کے وہ چھایا کہ نشہ
ہو گیا مطلع انوار لب بام تمام

اک سخن سنتے ہی قاصد سے کہا یار نے بس
ہمے تراب اوس سے کہے کون یہ پیغام تمام

غزل

دشمن کفر ہوے مدعی اسلام کے ہم
عاشقی مین نہ رہے ہاے کسی کام کے ہم

کسطرح اوس بت کافر کو رضامند کرین
دل دیا تو نہ بھی بھاوے وہ دلارام کے ہم

موے پھنسکے مشکل ہی ہے ہائی اوس کی
بیطرح قید ہوے زلف سیہ فام کے ہم

سامنے اپنے ہین غیر سے گالی نہ دلا
کس ترے مونہہ نہین لائق دشنام کے ہم

ساقیا خوب چھلکتے ہوے سب مست الست
رہ گئے تشنہ ترے دور مین اک جام کے ہم

ذکر مین تیری حلاوت ہی عجب نام خدا
تو ہی نسبت دروزبان صدقے ترے نام کے ہم

اب بھی گر دھیان لگا اوس کے غمیمت ہے تراب
صبح گر پہونچے بھلا بھولے ہوے شام کے ہم

غزل

گورے مکھ سے ہی غرض لعل سیہ فام سے کام
عاشقی مین ہی رہی صبح و اسی شام سے کام

مین نہ وان جاے سکون و نہ یہان آے کسے
رہ گیا اب تو فقط نامہ و پیغام سے کام

اوسنے آغاز جوانی مین لیا پیر کا دل | دیکھیے یارب اس آغاز کا کیا ہو انجام

کبھی معشوق ترآب آپ نہ تو بن بیٹھا
عشق بازی مین گئی عمر تری ہائے تمام

رہا اشک سے اب دیدۂ نمناک مین دم | کر دیا ہجر نے کسکے یہ مراناک مین دم
ہمدمو عشق نے میرا تو جگر ٹکڑے کیا | کیسے اب غم سے رکھون سینۂ صد چاک مین دم
ریف مین پھنسکے سہنلیون سے گیا ہے دل کا | رہگیا ٹوٹ کے نخچیر کا فتراک مین دم
وہ مری خاک سے کل جھاڑ کے دامن اوٹھا | مل گیا ہای اوسیدم مرا خاک مین دم
شوخ چنچل نے جو ہین ہلمتھین کی اوسکی عنان | ہو گیا اور ہی کچھ تو سن چالاک مین دم
باغبان شاخ ہری کاٹیے انگور کی مت | خون ٹپکے نہ کہین مستون کا تاک مین دم
لگ پڑے اوسکی زبان تجھسے جو یہ بات کہی | بیدلون کا ہی ترے خنجر سفاک مین دم
صبحدم آوی عیادت کے لیئے وہ شاید | لگ رہا عاشق بیدم کا اسی تاک مین دم

کیون نہ ہر دم رہون قدمون مین اوسکے ترآب
بس کیا اب تو اوسی کے قدم پاک مین دم

یہ جب کے حسن کا پھیلا ہے جگ مین نام تمام | کیا ہی عشق نے اوسکے مرا تو کام تمام
خدا کرے نہ کوئی چار چشم اوسکے ہو | کہ اک نظر مین وہ کرتا ہی قتل عام تمام
وہ رات کہہ کے اٹھا تھا کہ صبح آؤنگا | مین انتظار رہا صبح تا بہ شام تمام
گیا جو سامنے اوسکے سو ہو گیا آخر | نہ کہہ سکا کوئی اوس سے مرا پیام تمام
یہ تھوڑی عقل نے ساقی مجھے خراب کیا | تو بھر کے دے مجھے اک ذری سی جام تمام

نام و نشان جسکا کسی سے بیان نہو
آخر تراب کو ہی اوسی بی نشان سے کام

۲۵

دردمند اوسکے ہین جو اوس دوا سے کیا کام
ہین وہ دشنام طلب اونکو دعا سے کیا کام

یار و اوس بت کو دلاؤ نہ خدا کی سوگند
ہی وہ مغرور بخود اوسکو خدا سے کیا کام

کرتے ہو وعدہ خلافی کا عبث اوسکی گلہ
وہ وفادار نہین اوسکو وفا سے کیا کام

کردہ گستاخ ہو عاشق سی برامت مانو
شوخ چشمون کو بھلا شرم و حیا سے کیا کام

جسکو خوش لگتی ہی ظاہر مین فقط صورت خوب
بے حقیقت ہین اونمین ناز و ادا سے کیا کام

وہ تو کہتا ہی بلا سے مری مر جاے کوئی
عشق مین اوسکو مرے رنج و بلا سے کیا کام

بارہا عشق مین مر مر کے جیا ہی جو تراب
اب وہ مرنے کا نہین اوسکو فنا سے کیا کام

۲۶

کرتا ہی مجھپہ جھپٹ وہ پری رو نگاہ گرم
مونہہ سے مری نکلتی ہی جسوقت آہ گرم

جل جاوی بلمپوس نہ کہے اک قدم یہان
ازبسکہ ہی یہ عشق و محبت کی راہ گرم

گرمی سے عشق کی نہ کوئی مونہہ کو لگاے
کرتی ہی سرد دلکو جہان سے یہ چاہ گرم

غم کی لپٹ سے یون ہی مرا جسم و بال بال
جس طرح بیٹھہ مین ہو زمین دگیاہ گرم

مین سر پہ کیے ہاتھہ قسم کے لیے وہ مرا
ہوتا ہی کیا سمجھہ کے تو اے بیگلاہ گرم

روتے ہین اہل درد دم سرد پر مرے
بھاتی نہین مجھے یہ تری واہ واہ گرم

جاگہ کو دل لگی نہ بہت کر تراب سے
کرتا ہے کیون فقیہ کا دل خوانخواہ گرم

حسن مین لیلیٰ ہی گر آپ ہی کوئی بات مین کم — عشق مین ہم نو نہین قیس سے کچھ ذات مین کم
آنکھ ساقی سے لگی مو نہ سہی لگی دختر رز — ہمسا متوالا کوئی ہوگا خرابات مین کم
مجھکو دشنام رقیبون کو عطا کر انعام — نہین ٹیڑی کا مین اور دسے نعمتے عنایات مین کم
ہے آنسو پہ نظر کرکے بچا آنکھ سے دور — گھر سے نکلے ہے کوئی ملکت سیارات مین کم
تیر کا خوف مجھے آنکھ پہر رہتا ہے — نہین ہوتا ہی کسی وقت یہ دن رات مین کم
خوش ہون گر مجھسے ملا وے کوئی اوسکو اک دن — غم جو برسون کا کر ایک ملاقات مین کم
بہت کسوا سطے ہم سامنے اونکے جھکتے — جھکتے ہین ہمسے جو تعظیم و مدارات مین کم
ہے شرف اہل ملامت کی بہت مشکل ہی — مشتہر ہوتے ہین وہ کشف کرامات مین کم
تھا تو کیا غرق ہوا یار کی سمن مین مہتاب — اندنون ہتی ہی تسبیح تر ہے بات مین کم

ردیف نون

یار کو دیکھے جسے دن سے سبھی ہی ہی اچاہ دن — ہجر مین جسکا حال ہو یہ آج سو کال ہو دگر دن
وعدہ جو صبح کا کرکے جاوے وہ مہر گسستہ پھر کبھی آوے — صبر کہان سے عاشق لاوے باقی رہی جیتے ہی جاون
تو اتو ہوا خاکسار چلا اک نظر تجھی دیکھنے کے لیے — دیکھیے کیا ہو آگے چل کر عشق کا یہ پہلا دن
جب سے مین دیکھی اوسکی جھلک گزرا دن فلک — صبح سی لیکر شام تلک پھرتی کٹے ہے سارا دن
دیکھکے اوسکے نونہ کا سنگار لچھے لچھے لٹ کا کار — بھول گیا سب لیل و نہار کہتے ہی کالا کالا دن
چھوٹی ہے تہ بہ اشک بہری خوب مسلسل بکھری — دور رہ شمعی ہوا تو مری رات بڑی ہے چھوٹا دن

مجھکو تراب پھر اوسنے شتابی عیادت کو روز نہ سہی گھر آیا
پیار کیا چھاتی سے لگایا کسکو ملے ہی ایسا دن

دو عالم ہی ترے رخسار کا حلقے مین زلفون کے
ترے جیسے مسلمان ایک دو ہندو بھی گھیرے مین

کسے جرأت ہی جو آنکھین لڑائے یار سے میرے
اونٹ دنیا ہی صف کی صف وہ اک حبشی کے گھیرے مین

چمن مین باغبان ضیا کو آنے نہ دے ہرگز
خلل پڑ جائیگا پھر عندلیبون کے بسیرے مین

ترا اوس لاتعین سے پڑ ہی دالفہ جسکو
وہ کب غفلت سے پڑتا ہی تعیش کے بکھیڑے مین

ادھر ہم ہین ادھر وے ظالم و سرکش لیئے تلوار بیٹھے ہین
ادھر ہم سر جھکائے ناتوان بیمار بیٹھے ہین

پھر اوسنے میرے قتل پر باندھی ہی بسم اللہ
کہ جی دینے پہ ہم بھی مستعد تیار بیٹھے ہین

ہوے آخر کو وے روسوا نہ اوٹھے لیکے کچھ دامن
دکان پر یار کی میری جو کوئی یکبار بیٹھے ہین

کرین کس کس سے جھگڑا ہم لکھین کس کا شکوہ ہم
سبھی مجلس مین اوسکی اپنے برہم کار بیٹھے ہین

رقیب اوسکے حضور اور ہم ہون اتنی دور کیا بجے
جہان اوسنے بٹھایا ہی وہین لا جا بیٹھے ہین

کدھر ہو وے وہ متوجہ کدھر آنکھین ملاوے وہ
کہ یار و طرف اوسکے طالب دیدار بیٹھے ہین

سنا ہی بنے ای بلبل یہان آئیگا کل وہ گل
چمن مین اسلیئے پوشیدہ ہم خونخوار بیٹھے ہین

ترا اوس بت سے کہدیا مجھکے یان قدم رکھے
یہان کتنے برہمن توڑکے زنار بیٹھے ہین

کیا بتاؤن کہان مین جاتا ہون
تو یہان ہو وہان مین جاتا ہون

غیر سے یہ کہا نہین جاتا
یار کے پاس ہان مین جاتا ہون

لوگ دیوانہ جان کے مجھکو
چھیڑتے ہین جہان مین جاتا ہون

باغ پھولا چمن مین آئی بہار
پھر سو بوستان مین جاتا ہون

ہمارے یار سے دشمن کو کیا طاقت برائی کی
کہ خود شامت سے اپنی خانماں ویران ہے دشمن

کرم ہی جسپہ پیرون کا وہ پیارا بے نظیر ٹھکا
حسد سے اوسکے آپی جل مواحیران ہے دشمن

چمن مین دوستی گل کی ہوئی جانکاہ بلبل کی
کہ لالے نے لگائی آگ نا فرمان ہے دشمن

نہین کرتا ہی وہ بیدرد دیسری درد مندی کی
کرون اوس درد کی مین کیا وہ درمان ہے دشمن

بدولت یار کے مینے اٹھایا درد و غم لتنا
جسے مین دوست کہتا تھا وہی ہر آن ہے دشمن

تراب اوسنے مرا دل لیکے کیا آنکھین پھیر لی ہین
حجاب آیا اوسے شرمندۂ احسان ہے دشمن

کیا ملا اوسکی آشنائی مین
عمر آخر ہوئی جدائی مین

راہ و رسم وفا وہ کیا جانے
منتخب ہو جو بیوفائی مین

کج خرامی روش ہے خوبون کی
خوشنمائی ہی کج ادائی مین

خار و خس چوستے ہین اوسکے قدم
خوش ہے مجنون برہنہ پائی مین

جیطرح رخ پہ عکس لف پڑی
تیرگی چھائی روشنائی مین

شاہ ہوتے ہین پائبوس گدا
ہے عجب سلطنت گدائی مین

ناحق اوس بت کی دوستی مین تراب
لگ گیا داغ پارسائی مین

آہستہ ملایم شکرین پیار کی باتین
کس مو نہہ سے بیان کیجے اوس یار کی باتین

کیا چین چین مو کے مجھے آنکھ دکھائی
کی مینے جو اک کس سرشار کی باتین

ہنسنے ہی پہ وہ اور مو نہہ سے نہین کچھ کہتے
یوسف کی طرح سنکے خریدار کی باتین

کہے کون اوس ستمگر سے تنک باہر نکل گھر سے
وگرنہ ہجر میں تیرے ہزاروں جان جاتی ہیں

یہی کہتے ہیں اوس سے سب ترابؔ آتا ہے پھر کب
ہم اوسکے پاس جسدم جس گھڑی جس آن جاتے ہیں

۱۴

چمن میں کسکی خاموشی نے دی ہے آج بیکلیاں
کہ ہر گل سے صدا گویا سنی ہے ان سنی میں نے

بھلا کیونکر بچاؤں کیا کروں میں اوسکی تدبیر اب
دوائے دل مری بھاتی نہیں لڑکوں کی گالی نے

چمن میں یار کل آیا لگائے مہندی تھے نہیں
گلوں نے رنگ حسرت سے ہتیری اپنی ملیں

نہ دم دیکھو کے جھوٹے یہ بوسہ دیکے ہیں پیچ
وگرنہ کیوں لگے سونہہ سے ترے اتنی سے اطمیان

ترابؔ اب کیوں نہ جل بھن کر ہو پروانہ تری غم سے
ہزاروں شمع مجلس میں ترے آگے گھڑی جلیاں

۱۴

کلیجہ اوسکے لڑیاں موتیوں کی ہیں نہیں پیکاں
ہوئی ہیں فرش راہ اوسکی ہماری اشک کی لڑیاں

بجز کافر پرستی اور کچھ بھاتی نہیں دل کو
بتوں کی صورتیں یارب ہی جب سے نظر پڑیاں

دکھائی یار نے جب تیغ ابرو اپنی آنکھوں کو
پلک یاری ہوئی ہے تنگ بھی ہے تن پہ جیں پڑیاں

چھپے جاتے ہیں ہی نازکی کے گلبدن ہردم
نہیں ہیں قد خوباں میں نزاکت کی یہ پھلیاں

ترابؔ آنکھوں پہ دل کی بیٹھیو یہ رخسم بیٹھا
نہیں معلوم کس دشمن خونخوار نے جا ڈالیاں

۱۵

صید ہو بند ہے جا گا اک دن کسی فتراک میں
ایک دل ہی بر میں میرے سو ہیں دلفگار تیر

کیا بلا ہے جوں شیشہ صدیں دل معلق ہے
یار کی شکلیں نظر پڑتی ہیں ہر ہر جا کے تئیں

اوس مژہ کو کوئی مدرک کو کیا جانے
جو نہیں آتا کسی کے فہم اور ادراک میں

داغ دل دیکھکے وہ کہتا ہے — یہ تو میرے چمن کے لالے ہین
وہ نو فتنہ ہے دین و ایمان کا — کسکو اوس بر چمن کے لالے ہین
گرچہ وہ راہزن ہی دلکا تراب — ہمکو اوس راہزن کے لالے ہین

وہی بیدل ہی کہیں وہی دلارام کہین — وہی بیرنگ کہین ہے وہی گلفام کہین
ہم دل و جان سے بندے ہین اوسی کے مولی — جسکو رحمن کہتے ہین اور رام کہین
اول و آخر اوسی کیون نہ سمجھیے یارو — وہی آغاز کہین ہے وہی انجام کہین
نیک و بد اوسکے کہیے ہمین ہین سب کچھ — ہم ہی ہین نیک کہین اور ہمین بدنام کہین

سچ کی بات ہے یہ کون مجھتا ہی تراب
آپی ہم صید ہوئے آپی ہوئے دام کہین

۱۹
یارو کسطرح سی عاشق کا دل آرام کہین — خود ہی ہیچین اگر اوسکا دلارام کہین
گل و شمشاد سے پھر بلبل و قمری لے — باغ مین جاکو وہ سرو گل اندام کہین
بوی گل سی یہ مہکتی نہین آتی ہے صبا — لیے جاتا ہی کوئی یار کا پیغام کہین
مت بہت گرمی سی رندونکی طرف جایا کر — محتسب دیکھہ نہو جاے تجھے سر سام کہین
آج پیمانے مین دیکھا تو ہی کچھہ اور ہی رنگ — ساقی ہی لوٹ کہین بادہ کہین جام کہین
بیقراری سی تراب کیا نہین عاشق کا قرار — دن کہین رات کہین صبح کہین شام کہین

سو دعا دیوین تراب اوسکے عوض یار کو ہم
وہ اگر دیوے ہمین ایک بھی دشنام کہین

کبھی وہ طرق پہنے ہی کبھی پہنے ہی زنجیرین — رسا ہین دل پھنسا ہی مین سب اوسکی حسن تدبیرین

ردیف نون

نکلی تلوارسی بھوون کی وہ دکھاتا ہی مجھے
داغ سی دل کی اگر لیکے سر جاتا ہوں

ہو غضب کردہ کمان کھینچ کی رخ پھیرے اوھر
حسکو مین چین بجبین دیکھکے ڈر جاتا ہوں

شیخ تو بہر خدا جاکے خدا کنج مین بیٹھہ
مین تو اک بت کے لیے رام نکر جاتا ہوں

یا الٰہی نہ مجھے خوبون سے پھر کام پڑے
ملکے خوبون سے مین جنجال مین پڑ جاتا ہوں

عشق نے شہر مین ایسا مجھے بدنام کیا
چھیڑتے ہین مجھے ہر ایک جدھر جاتا ہوں

کہتے ہین لوگ کہ اتنک نہین برسات گئی
حسطرف لیکے مین دیدۂ تر جاتا ہوں

میر انا الحق ہی نکلتا ہی مرے مونہہ سے تراب
جسکھڑی اپنی خودی سے مین گذر جاتا ہوں

۲۳

مین اوسکے ترک عشق کی تدبیر کیا کرون
دیوانہ مجھکو کرتی ہی تقدیر کیا کرون

دن رات آہ کرتے گذرتی ہی عشق مین
اک آہ مین مرے نہین تاثیر کیا کرون

مجھکو شکار کرکے تو کہتا ہی کیون چیف
دلکو تیرے بتا کے مین نخچیر کیا کرون

پیارے تیری باتون نے مجھکو کیا ہی عشق
کاغذ پہ لکھکے مین تری تصویر کیا کرون

مجھکو ہوس ہی یار کے پاؤن کی خاک کی
لیکر مہوسون سے مین اکسیر کیا کرون

یارو جہان مجھے نظر آتا ہی خواب سب
اس خواب کو مین کیا کہون تعبیر کیا کرون

بھاتی ہی مجھکو درد و تراب اک جوان کی
اسکی دوا بتا مجھے اے پیر کیا کرون

۲۴

سوز دروں سے اپنے مین تحریر کیا کرون
طاقت نہین بیان کی تقریر کیا کرون

اوس دلربا کے ناز نے بیدل کیا مجھے
دل لے گیا ہی تب سے دلگیر کیا کرون

کہو قائل سے کب تک تڑپے زیادہ طاقت نہیں یہ بسمل میں
آگے وہ کیا سفر کرے گا تراب
تھک گیا ہے جو پہلی منزل میں

۲۷

عشق تیرے ہاتھ سے جو تشنہ و دل تشنہ ہیں
اونکو چاہیے سو کہی وے سنجر و نوشیروان ہیں
یدوہی ہیں کو جو جانتے ہیں سب سے نیک
آپکو جو سب سے کم جھیں وہی سب سے بیش ہیں
رو ستواب کسطرح اپنا گذارا ہو وہان
اوسکی مجلس میں تو دشمن بھی وہی ہیں سعد ہیں
دشمنوں کی میٹھی باتوں پر نہ کیجے اعتماد
شہد کی مکھی ہیں وے کیونکر کہو کی نیش ہیں
رات دن جو خواب میں رہیں کرتے ہیں وے قلت صرف
آدمی اونکو نہ کہیے وہ تو گاؤ میش ہیں
منکروں کی آنکھ میں کیا بیقدر ہیں صوفیہ
قدر اونکی اوسنے پوچھو جو اراد کیش ہیں

کام درویشی کا ہمسے کچھ نہ بن آیا تراب
اس لیا سی فقر میں کہنے کو ہم درویش ہیں

۲۸

خدا نے جنکو جو لی وی ہر قع موہنہ پہ ڈالے ہیں
کمال اپنا چھپائیں کیوں خود اللہ والے ہیں
نہ کہہ اے منکر فقر از بان سے اپنی یہ کلمہ
کہ درویش اس زمانے کے مرے سے دیکھے بھالے ہیں
تو ار ماب ملامت کی صلاحیت سے کیا واقف
لغا ہیں جنکی شیشے میں اونا تھو پیں نبالے ہیں
کو کیا جانے کسے مجذوب کہتے ہیں کسے مجنون
کہان انمے کو سوجھے ہی گور سے جنکی کالے ہیں
ولی کو جز ولی ہرگز نہیں پہچانتا کوئی
جو بندے خاص ہیں حق کے وہ دنیا سے نرالے ہیں
ہزاروں لیا کہ وصدہا اہل خدمت میں
اونہیں سے خیر و برکت ہے وہی دنیا سجھالے ہیں
چھپے رہتے ہیں سب سے اہل خدمت اونسی برکت
بنے ہیں جو ہدایت کے لیے وے سر نکالے ہیں

او سکی صحبت مین رہو جس سے ہدایت پاؤ
جگ مین اوباش بہت لائق صحبت کم ہین

یک جہان خواہش دنیا سی سراسیمہ ہے
خالی از آزار زر دولت و حشمت کم ہین

جنکو وسعت ہی وہ تنگی سی بسر کرتے ہین
اہل دولت ہین بہت اہل سخاوت کم ہین

سکے سب تھی ہین دکھہ کا تو نہین کوئی شریک
یار راحت ہین بہت یار مصیبت کم ہین

کیا کسی سے کوئی اسوقت مین رکھے امید
بیمروت ہین بہت اہل مروت کم ہین

کوچۂ یار مین عشاق ہین سو اجیسے
خلق مین ایسے بھی رسوا و فضیحت کم ہین

اہل حق اگلے زمانے مین ہزارون تھے تراب
اس زمانے مین خدا والے نہایت کم ہین

ردیف نون

۱۳۱

سوا ترے نہین یہ کھٹکا کسی سے الفت ہون
ہوا مین خلق مین رسوا تری بدولت ہون

مین کسطرح کہون دل پر مرے نہین آسیب
کہ مبتلاے پریزاد سرو قامت ہون

جو وعدہ وصل کا دور و دراز کرتا ہی
مین اوسکی وصل کا مشتاق تا قیامت ہون

تو جسطرح کہی مین خوب جانتا ہون تجھے
نکہہ مین دشمن جان ہون بلا ہون آفت ہون

نہ دل لگی کرو ہندو بچون سے بہر خدا
میں اپنے یار سے کرتا ہی نصیحت ہون

وہ دل کو لوٹ کی کرتے ہین دین کو غارت
مین اوسے ملکے ہوا ایطرح فضیحت ہون

نصیب مجھکو سناتا ہے بار بار یہ کیا
کہ اپنے یار کا مین مورد عنایت ہون

تو اپنے لطف و کرم سے نرکھہ مجھے محروم
کہ اہل شنا ہون نترا واجب الرعایت ہون

نہو گی مجھسے کسی اور کی ہوا خواہی
فقط تراب ہے مین طالب محبت ہون

گورے گھر بسے اوٹھا رلف کے پیاری نہ کہین — دل زخمی کو مرے چاندنی راس نہ کہین
جی سے مت چاہو کسی شخص کو گھائل کرنا — چوٹ لگ جاہی میان آپ تمھارے نہ کہین
کون کہتا ہی تجھے شہر مین بدنام کیا — در سے تیرے گئے عاشق بیچارے نہ کہین
یار شاطر نہ بہت خوبون سے ہو ڈرتا ہون — عشقبازی مین تو دل آپ کو ہارے نہ کہین
یارو دیوانہ بناؤ نہ مرے دل کو تم — بیڑیان پانو مین کوئی ڈالے ہمارے نہ کہین
ڈوب جانے کا مرا خوف و خطر رہتا ہے — گھر بنا دے کوئی در یا کنارے نہ کہین
اس لیے یار سے ملنے نہین دیتا ہون دل سے — مدعی میری نہی بات نکارے نہ کہین
سامنے یار کے اسواسطے رہتا ہون مکھڑا — غیر کا نام نہ لے مونہہ سے پکارے نہ کہین

گھر تو لایا ہون تراب اوسکو یہ در گاہی مجھے
پھر خفا ہو کے گھر اپنے وہ سدھارے نہ کہین

یارو گورے مکھ پہ اوسکے زلف کب گھیری نہین — چاند ہی نکلی ہی دیکھو رات اندھیری نہین
یار کے آگے پلک میری نہین لگتی کبھی — دیدۂ مشتاق کو دیدار سے سیری نہین
دکھ دیا آنکھون نے مجھکو دیکھکے اوسکا جمال — ہی دل شیدا یہان تقصیر کچھ تیری نہین
کیا سمجھ کر نا صحا دل اوسطرف سے پھیرلون — یار نے میری طرف سے آنکھ کچھ پھیری نہین
ایک کو نادان دو دیکھے ہی ہم تو ایک ہی — وہ تو ہی ہی ہمارے آنکھ کچھ ڈھیری نہین
کیون نہین کہتا ہی مرنے گھر پھیر چلو سہر خدا — من نہین مانون گا کیجے آپ بہتیری نہین

ارسی مانجھنی دیوان کی جاہی عرب — دلربا اسا کوئی لسان تقریر نہین
وہان ہی جو یہان سیر و سفر کرنیکو آئے نہین — کوئی دن رہ کے پھر جانیکے سب مرنے کو آئے نہین

دیوان نون ردیف نون تراب

دلکو ایسی مرد لاحق ہی کہین ایک دم نہین — عشق کا وہ زخم ہی جسکا کوئی مرہم نہین
ایک بھی سیدھی نگاہ اوسکی ہمپر نہین کی — کسطرح کہیے وہ ہمسے آج کل برہم نہین
یارسے میری برامد کیون نہ کرتا ہی رقیب — مدعی اک روز یا تو ہی نہین یا ہم نہین
خود بخود یارہی ہے اوسکی ہمکو بیزاری ہوئی — حال دل کس سے کہون اوسکا کوئی محرم نہین
ہجر و وصل اب تو برابر ہو گیا جاتا ہی سو ہو — جب خیال اوسکا اوٹھا دل تو کچھہ بھی غم نہین
پھر نہ کوئی جانی پہچانی ادا ہے ہمکو کاش — فقر کے عالم مین بہتر اس سے کوئی عالم نہین

زیادہ اس سے ہم رکھائی مت کرو اوس سے تراب
جی کڑھانیکو یہی اوسکے بہت ہے کم نہین

سرگروہ عاشقان مشہور دربار و نہین ہون — آتا جاتا جب سے ہمین خون کی سرکار و نہین ہون
کون اوسے کہہ سکے یہ تو غلط کہتے ہین آپ — بیوفا کوئی اور ہوگا مین وفادار و نہین ہون
مجھہ پہ ناحق رکھتے ہین عاشق ستمگاری کا نام — دلبری کرتا ہون سبکی دل آزار و نہین ہون
پی کے جام عشق بیخود ہو گئے فرہاد و قیس — میکدے مین عشق کی مین ایک مے خوار و نہین ہون
شیخ پائی تو نے یہ قید شریعت سے مصلاح — مین تو بند حوا زلف کافر کا سہ کار و نہین ہون
کون اس جنجال سی محکو نکالے جز خدا — پھنس گیا ہون بیچ مین اوس زلف کے تا ہر دو نہین ہون

ناز اپنی حسن و خوبی پر نہین جسکو تراب
مین تو ایسے نازنین کے ناز بردار و نہین ہون

ہنس کے جب اوٹھہ چلا وہ راحت جان — رو کے مینے کہا خدا کی امان
اے کمان ابرو اسطرف پھر دیکھہ — ہون خم و چم پہ تیرے مین قربان

ہجر مین قاصد مری حالت ہے تنگ — بات کہنے کی رہی قدرت کہان
اوسکو یان لے آ قدم رنجہ کرے — مجھکو جانے کی وہان طاقت کہان
عشق نے ہمکو کیا صحرا نورد — دیکھین لیجاتی ہے یہ وحشت کہان
بیقراری مین کٹے ہے رات دن — چین کسکو کہیے ہی راحت کہان
اب تو بھائی لذت سیر و سفر — گوشۂ عزلت کہان خلوت کہان
جو قناعت کرکے بیٹھا اپنے گھر — اوسکو پروائے دربدولت کہان

کیون نہ درویشی مین خوش رہے شراب
اسقدر آرام و یہ عزت کہان

۲۵

گو مین کیا بسکو ہی صورت بری کہلاتے ہین — روح جیسی ہوتی ہی ویسے فرشتے آتے ہین
کہتے ہین من تنگ سے وہان منکر نکیر — خوشخدا والے ہین جنکے نام خدا بتلاتے ہین
حشر مین غفار کہہ کہکے پکارینگے تجھے — کیا ہوا گر عاصیون مین آپکو یان پاتے ہین
کیون نہو عفو و کرم کا تیرے اونکو آسرا — وے تو امت ہی تری محبوب کہلاتے ہین
یاد تیری ہی گنہگارون کو جب رحمت تری — دل ہی خطے سے عذاب گور کے چھٹ جاتے ہین
قبر کی تنگی و تاریکی سے اونکو ڈر کہان — جو یہان حجرے مین بیٹھے ہین نہین گھبراتے ہین

بندگی مولی کی ہمسے کچھ نہین ہوتی شراب
دعوی اوسکی بندگی کا کیا کرین کہتے ہین

۲۶

مرے دلپہ یہ داغ اوسنے دیے ہین — جو ماتھہ اپنے مین گلدستہ لیے ہین
کرے وہ آرزوے ساغر عشق — پیالے زہر کے جسنے پیے ہین

کسطرح کہیے اوسکو بھلا سایۂ خدا — گر عدل وجود مہر نہو بادشاہ مین
دنیا کی سلطنت کو سمجھتے ہین یون فقیر — نوشا کبھی بنے کوئی جیسے بیاہ مین
ہشیار سیکڈون مین نہ پایا کسیکو آہ — بیخود کوئی نظر نہ پڑا خانقاہ مین
فتوی یہ اپنے شیخ تجھے اسطرح ہے دوق — فاسق کو جیسے ملتی ہی لذت گناہ مین
خاک اوڑ جاکے در پہ خرابات کے تو بیٹھ — کب تک پھنسا رہیگا شیخ کی چاہ مین
عاشق کا حال یار کسی دن تو پوچھتا — تاثیر ہوتی کچھ بھی اگر اوسکی آہ مین
عرفان حق ہے جسکی ہوئی ہے نظر بلند — ہفت آسمان پست ہین اوسکی نگاہ مین

یان کیون نہ ذکر یار ہمیشہ رہے تراب
کرتا ہون نفی غیر مین ہر لا الٰہ مین

۴۹

کیا مجنون ڈالی قیس کے پاؤن مین زنجیرین — وہ مجنون ہی رہا ہر چند کی لیلی نے تدبیرین
نکالو ملدو یان سے لے پناوے پھر یہی کہدو — زیادہ اس سے کیا ہونگی ترے عاشق کی تحریرین
مین اوس سے کیا کہون یار و نہین کچھ کہنے کا ہاتھ — وہ کہنا ہی مجھے تیری نہین بھاتی ہین تقریرین
زبانی اوس سے کیا کہیے عرائض لکھکے کیا کیجے — کچھ چلتی ہین تقریرین کچھ تھتی ہین تحریرین
چمن مین آکے جب وہ گلبدن بند قبا کھولے — دولے کیون نہ بلبل گریبان کی گل تصویرین
نہین دل مین ہمارے تیر کی مانی کا مرتع ہی — بھری ہین اوسمین نگار نگ کیا خوبون کی تصویرین
تو اپنے ہاتھ سے عاشق پہ گر اک وار مارا ہی — جبار یہ بھی اوسکے جاکے کہدے جا بتکبیرین
اجل آئی ہی کسکی کون لے جو چار چشم اوس سے — وہ ترک چشم کھینچے ہے بھوون سے نگی شمشیرین
سر سنوا بے نشان سنکے گل کہنے لگا یوسف — کوئی کرتا ہی کب تک تری خوابونکی تعبیرین

گنج مخفی کا ہے ظہور عیان — دیکھتا ہون مین اوسکا نور عیان
یارو آرنی کہو جہان چاہو — ہے تجلی کوہ طور عیان
ہر جگہ مجھکو سوجھہ پڑتا ہے — وہ ہو بیچہرہ رشک حور عیان
حال میرا کوئی خدا کے لئے — مت کرے یار کے حضور عیان
ہی وہ عالی دماغ و نازک طبع — بلکہ سرتا قدم غرور عیان
سُن کے دم کھائے گا نہ ولے گا — ہوگا پر ایک دن فتور عیان

یار تجھسے ترا ب کیون نہ رُکے
عشق ہے خود ترا قصور عیان

دام مین بلبل کو گلشن کی خبر ملتی نہین — گل کی خوشبو یکطرف باد سحر ملتی نہین
جسکی قسمت مین پڑا ہے عشق از روز ازل — راحت اوسکو اس جہان مین عمر بھر ملتی نہین
الفت اوسکی کسطرح دل سے اوٹھی کیجیے — اس مرض کی کوئی دوا کارگر ملتی نہین
آ دکھاؤن تجھکو لڑیان کانسو ونکی بے بہا — جوہری ایسی کہین سلک گہر ملتی نہین
لیلی و شیرین سے کیا اوسکو کوئی تمثیل دے — جنسی ہی چہرہ سے کوئی شکل بشر ملتی نہین
اے غم ہجر ان کیون ہے دلمین عاشق کے نہان — کیا تجھے کوئی اور جاے مختصر ملتی نہین
اون شکر لب نے کہا کل مجھسے ناحق ترش ہو — کیا مرے لب جھوٹ تجھے کان شکر ملتی نہین
اہل دنیا کو نہو کیونکر تماش سیم و زر — اونکو آسایش مہیا بے تسلم زر ملتی نہین
اس زمانے مین تجھے بے ہنرون کی ہی دولت بہت — کون کہتا ہے کہ روزی بے ہنر ملتی نہین
یارو غیرونکی طرف کسوقت ہو اوسکا خیال — یار سے فرصت مجھے اٹھو پہر ملتی نہین

کیا بہادر ہین سپاہ لاہین تشہ جنگ
اجنکو وقت جنگ تلوار و سپر ملتی نہین

نفس کی اصلاح پہلے کر ریاضت سے تراب
بے شکست نفس آثار ظفر ملتی نہین

۵۷

جسکی زبان پر ہو دن رات نام شیرین
سکتے کی کب ہو سکے مونہہ سے غیر کلام شیرین

فرہاد بیستون پر کیون جا کے سر پٹکتا
ہوتا گذر جو اوسکو بالا سے بام شیرین

میٹھی کبھی تو ہوتی تیشے کی دھار اوسکے
اک دن نہ کوہکن کو ہوتا پیام شیرین

انعام خوب دیتا مونہہ اوسکا چوم لیتا
قاصد سے گر وہ سنتا کچھ بھی پیام شیرین

کب زہر کا پیالہ فرہاد نوش کرتا
خسرو اگر نہ پیتا ہنس ہنس کے جام شیرین

اوسنے مزہ نہ پایا شیرین کی چاہ مین کچھ
رکھا خدا نے اوسکو قسمت نشہ نکام شیرین

شیرین کی بندگی مین کہیے تراب کیا حرف
خسرو بھی ہو گیا تھا دل سے غلام شیرین

۵۸

غیر دن رات یار ساتھ رہین
ہم ہین اک اونکے بار خاطر ہین

جسطرح چاہو اوسطرح جی تو
ہم گنہگار عشق حاضر ہین

جسکو دیکھا سو ہو گیا مفتون
پیارے آنکھین تری تو ساحر ہین

گو چھپاتے ہین عشق اپنا ہم
پر تمہاری نظر مین ظاہر ہین

بیر رکھتی ہین اہل دین سے تراب
یار کی زلف سخت کافر ہین

۵۹

بیقراری مین کٹے ہجر مین دن رات چین ہو کسطرح دلکو یار بن

گہ میرے لب پہ شکوۂ غم ہے گہے فغان
کہتا ہون بیکلی سے کبھی ولے کیا کرون

مضطر ہون بیقرار ہون بے اختیار ہون
دل تو گیا ہی ہجر سے گھر اے کیا کرون

مجھکو تو کچھ نظر نہین پڑتا سوا ے یار
آنکھون نہین میرے یار گیا اچھا کیا کرون

اے شاہ حسن مہر خدا یہ سخن نکہہ
تجھہ عاشق فقیر کی پیروے کیا کرون

اکبار آکے ملکے ترے جیمین بس گیا
اے تراب بس مین ترے آے کیا کرون

۶۱

وہ شاہ ہند متوجہ ادھر ہوے تو مین جانون
فقیرون کی طرف اوسکی نظر ہووے تو مین جانون

کیا جسنے مجھے رسوا ہے خوش اوسکو کیا پیرا
کوئی اوسکے لیے یون در بدر ہووے تو مین جانون

مین رتا ہون ہمیشہ اید مرہم پنستا ہی گھڑا اودھر
وہ میرے خشک لب پر چشم تر ہووے تو مین جانون

مجھے تورات دن اک پل نہین چٹتی ہی اوس بن کل
کوئی ایسا چین آٹھو پہر ہووے تو مین جانون

مجھے بان سب نے جانا ہی کہ یہ اوسپر دوانا ہے
کوئی کم نام ایسا نام دھر ووے تو مین جانون

وہ سب کے گھر مین جاتا ہی مرا جی تلملاتا ہے
کسیدن اسطرف اوسکا گذر ہووے تو مین جانون

جب اوسکے جیمین شوق آوے مرے جیمین سما جاوے
تراب اس لطف سے کوئی خبر ہووے تو مین جانون

۶۲

کٹھن ہے اوس سے کہنا مون نہہ چھپاکے بیٹھہ رہون
نہ دیکھون اوسکی طرف سر جھکاکے بیٹھہ رہون

وہ چھوڑتا نہین مجھکو پڑا ہے پیڈ مرے
بھلا مین اوس سے کہان جی چرا کے بیٹھہ رہون

اوٹھا لے گون مجھے واان سے جب پتنگا ہو
لگن مین شمع کی تن من جلا کے بیٹھہ رہون

عجب نہین کہ پھر اوسکا کسی سے دل لگے
کسی سے مین جو کہین دل لگا کے بیٹھہ رہون

۶۵

کس سے لگاؤں اور کسکا ہو رہون
ہین سب طالب ہوا کسکا ہو رہون

چاہتا ہی ہر کوئی بس مین کری اپنے مجھے
جگہ مین ہین سیر تو کتنے بازار کسکا ہو رہون

شکل بلبل میری دامنگیر ہین عاشق ہزار
صورت گل ہین گلے کا ہار کسکا ہو رہون

حسن کا میرے تو یارو شور ہے آفاق مین
عشق سے ہین شہرہ بازار کسکا ہو رہون

غصے میری مر گئے ہین سیکڑون مین کیا کرون
کسکی غمخواری کرون غمخوار کسکا ہو رہون

دوستو تم سب ہو میرے لیے خانہ خراب
مین جو اپنا چھوڑ دون گھر بار کسکا ہو رہون

مجھسے ناخوش ہو کے تم جس سے رہو خوش تراب
آپ سے ہون مین اگر بیزار کسکا ہو رہون

۶۶

کیون سناتا ہی مجھے ہر بار کسکا ہو رہون
پہلے کسکا چھوڑ دون اخر کار کسکا ہو رہون

چھوڑ دے باطل کو پہلے پھر تو ہو اصل بحق
ہو کے مولا کی نکل لے پار کسکا ہو رہون

ٹک بستا ہیگا جاگ آنکھین کھول دیکھ
سوچ کے کہہ طالع بیدار کسکا ہو رہون

مین تو تیرا ہو گیا تو کیون نہین ہوتا مرا
پھر نہ کہنا یہ سخن زنہار کسکا ہو رہون

جب سے تو میرا ہوا اک جہان تیرا ہوا
کس سے کہتا ہی تو اے غدار کسکا ہو رہون

جسکے کیا کہتا ہی پیارے راز میرا کر کے فاش
رازدار و محرم اسرار کسکا ہو رہون

دل لیا جسکا تراب اوہی کا ہی وہ جان
ناحق اب کہتا ہی وہ دلدار کس کا ہو رہون

۶۷

ہو جسے دلبرون کی برمین چین
کب پڑے اوسکو اپنے گھر مین چین

جسکو ہر ہر جگہہ ملے اک یار
اوسکو کیونکر نہو سفر مین چین

نوم دل شوخ کے مانند تجھے کون کہے
تو تو ہمتا ہی جو عشاق کے گھر جلتے ہین

دمبدم موسنہ کہنیزہ آہ کا نکلے ہی دھوان
آتش عشق سے عاشق کے جگر جلتے ہین

جب ہے اک مہر جبین مجھسے ہوا ختم دوچار
اشک گرم آنی لگے دیدۂ تر جلتے ہین

کون اوس آتشین پکھڑی کو نظر بھر دیکھے
دور سے دیکھ جسے اہل نظر جلتے ہین

شنہ رم سے موسنہ پہ جو دن رات رکھے ہی برقع
رشک سے اوسکے عبث شمس و قمر جلتے ہین

کس طرح شوخ پہ پھیرہ تراب اوسکو کہے
روبرو جسکے پریزادون کے پر جلتے ہین

کل بھی لگتا ہے خار آنکھون مین
کیا سمایا ہے یار آنکھون مین

موسنہ دھرکرہ چھپ گیا جب سے
آنسو نکلا ہے تار آنکھون مین

تاک مین اوسکی کل سے میری نگاہ
پھرتی ہے بیقرار آنکھون مین

راہ اوسکی کہان تلک دیکھون
جمتی ہے انتظار آنکھون مین

جلوہ گر ہو وہ شوخ پردہ نشین
پھر کہین ایک بار آنکھون مین

وہ تو رکھتا ہے قتل دل کے لیے
سرمہ دنبالہ دار آنکھون مین

کون اوس سے لڑائے انکھ تراب
جسنے باندھی کٹار آنکھون مین

ہو مین دور سے صبح و شام ہو جاؤن
حضور مین ترے حاضر مدام ہو جاؤن

اگر خوشی سے مجھے ایک دن وہ یاد کرے
تو خوش نصیبون مین سد اشاد کام ہو جاؤن

جو یار کچھ بھی کرے قدر و منزلت میری
تو عشقبازی مین عالی مقام ہو جاؤن

مجھکو تیری جفا کی تاب نہین — کیا کرون اس بلا کی تاب نہین
تو روادار ظلم ہے مجھکو — ستم ناروا کی تاب نہین
ناتوانی کا زور ہے اتنا — تیری بانکی ادا کی تاب نہین
غم سے جلتا ہون کچھ نہین کہتا — اس سے آگے رضا کی تاب نہین
شوق مین دل کا حال پوچھیے نہ کچھ — وعدۂ بیوفا کی تاب نہین
ایسی وحشت ہے عشق مین اوسکو — صحبت آشنا کی تاب نہین
کیا ملائم ہے یار کا کفِ دست — رنگ شوخ حنا کی تاب نہین
ہی وہ نازک دماغ کیون نہ کہے — مجھکو بوے صبا کی تاب نہین
چشم بیمار کا ہے اوسکی یہ رنگ — سرمۂ خوشنما کی تاب نہین
بجلی ہے یا نگاہ چنچل ہے — شوخ پن سے حیا کی تاب نہین
دل مرا محو یار ہے ایسا — خطرۂ ماسوا کی تاب نہین
عشق نے دی ہے لسکہ استقنا — عرض اک مدعا کی تاب نہین

کیون نہ بیتاب ہو مضطر کا دل
فرقت دلربا کی تاب نہین

بہن کے سونے کی چوڑی ہاتھ مین — ہے وہ بہروپی کچھ اوری گھات مین
گاؤ کو پوجے تو چھوڑے بازو کر — یہ صفت ہے برہمن کی ذات مین
وہ تو پورا ٹھگ ہے اوسکی بات کیا — جسکو چاہے لوٹ لے اک بات مین
یا الٰہی وہ آلہ آباد ہو — ایسے بت بستے ہین جس دیہات مین

اے ابر کرنا تو گھمنڈ آنکھو نسے میری
ہر سو نہین بہادے تو مین اک پل مین بہادون

جسطرح خزان تم نے کیا پھولون کو برباد
اک پھونک مین جون گرد تجھے کر تو اڑادون

لے یار ہوئی گندہ بہار اب کی تو برسات
کب ہجر مین خش آوے مجھے ساون بھادون

یار آکے مرے بر مین نہ کسطرح سے جاے
آتے ہی اوسے اپنی کہانی جو سنادون

ہو تلخ اوسکے مٹھائی سے رہین بند الٰہی
دی یار نے گالی مجھے کیا اوسکو دعا دون

رہتا ہے شراب اوسکا شب و روز تصور
کسطرح خیال اوسکا بھلا جی سے بھلا دون

سخن رہیگا مرا قصۂ وفا نے مین
تجھے بھی یاد کرینگے کسی زمانے مین

صنم کی یاد مین ایسا گیا وہ ہمکو بھول
یہ تذکرہ ہی مرا اپنے اور بگانے مین

ہین اوس نگاہ کے قربان جس کے لگتے ہی
لگا ہی تیر صفائی سے کیا نشانے مین

ادب سے کیجو صبا اوسکی آستانہ بوسی
پڑے ہے خاک مری جسکے آستانے مین

تو اپنے ملنے کا مجھسے کرے ہے سو سو عذر
مری تو عمر گئی کٹ اسی بہانے مین

دکھادے اے شہ خوبان خرامان اپنا
کمی نہو گی ترے حسن کے خزانے مین

کہیے لالہ و گل سے چمن دہکتا ہے
لگی ہی آگ یہ بلبل کے آشیانے مین

کہو ستادے مجھے خوب سا کرے نہ قصور
وہ حور کو جو لے کچھ مرے ستانے مین

یہان وہ جس لیے آیا مین چلتا ہون شراب
کچھ اور ہی جان پڑا اب کی بار آنے مین

اوسے قرار ہو کیونکر کسی ٹھکانے مین
کہ بیقراری ہے غالب بے دوانے مین

ردیف نون

برائے خدا اب تو ہو مہربان — کہان تک کریگا مرا امتحان
ضمم بھیر نہ مجھسے دغا کیجیو — مرے اور تیرے ہے خدا درمیان
چلے اوس پہ پیر ہے ہم مل کے خوب — ملے یار سے کیا دیا اوسپہ جان
چلے اوس پہ ری میں کیونکر رہون — یہی ہے نہ مین اور یہی آسمان
کسی سے نہ باقی رہا ہمکو اُنس — محبت کا آخر یہی ہے نشان
مین کہتا ہون اوشت کی سیر دیکھ — یہ ہندو بچہ ہے کہ پانکا پٹھان
نہ لینا مرا نام قاصد وہان — وہ فی الفور کاٹے گا تیری زبان
کہانی کہے پھر نہ مجنون کی وہ — سنے قصہ گو گر مرا داستان

مرا دل وہان جائے انکا ترا ہے
جہان تہا ک یگانہ و ہم و گمان

ردیف واو

جو کہتا ہے دل ہم کسیکا نہین — رہے خوش اوسے غم کسیکا نہین
کیے قتل اوسنے تو کتنے یہان — اوسے رنج و ماتم کسیکا نہین
لگائے ہین تونے بہت دلپہ زخم — ترے ہاتھہ مرہم کسیکا نہین
خم زلف کافر کے بل جائیے — کہ ایسا پیچ و خم کسیکا نہین
بھروں کیا مین اوسکی محبت کا دم — وہ دمساز ہمدم کسیکا نہین
اوسے کون ہمراز اپنا کرے — جو ہمراز و محرم کسیکا نہین
نہو مست کیون دمبدم تا سحر — یہ رشتہ تو محکم کسیکا نہین
جو عالم ترے عشق کا ہے تراب — یہان تو وہ عالم کسیکا نہین

آپ ہین سب سے چھپے اور سب نظر مین ہونکے ہین — کیا دریچون مین لگائی ہین تونے جالیان
سب ہی ہین حلقہ بگوش اوسکے ہمین کچھ اک نہین — قہر ہین آفت ہین یہان کانون کی اوسکے بالیان
یون نظر پڑتی ہین تیرے خانوس مین ہم جیسے شمع — کون جاتی ہین چڑھی رتھ پر یہ پریے دو الیان
اوسکی مجلس کا رویہی ہوا کچھ اور اب — ہم سمجھتے ہین رقیبونکی یہ سب ہے چالیان
درد و غم آہ و فغان جور و فراق و شوق وصل — حق نے حصے مین مرے کیا کیا بلائین الیان
تو بھی میرے داغ دل سے بیخبر ہیتو نا خبر — تب ہین لاکی بنا لاتا ہون اوسکو ڈالیان
مرغ بازی کا ہوا ہی شوق جب سے یار کو — سب نے پالے مرغ ہین گھر گھر ہی ہیں پالیان

چاہے وہ برگ حنا ہو چاہے ہو خاک رہ
دلکی قسمت مین ہے ترا بیچ پیرین پامالیان

ردیف نون

اوس کلمبد کے آگے ہر وقت نالہ زن ہون — خصلت مری یہی ہے مین بلبل چمن ہون
کوئی عاشقی مین مجھکو سمجھے نہ طفل مکتب — مجنون کا پیر ہون مین فرہاد کو کہن ہون
وحشت نے جب سے گھیرا بن مین کیا بسیرا — صحرا ہے ملک میرا مجنون کا ہم وطن ہون
دیدار کا ہون خواہان دلدار کا ہون مہمان — فارغ ز حور و غلمان وارستہ از عدن ہون
کوئی رحم مجھپہ کھائے جنجال سے چھٹائے — بیتاب اسیر زلف و گیسو پر شکن ہون
حق مجھے جلا کر کہتا ہے وہ ستمگر — کوئی لگ چلے نہ مجھسے مین شمع انجمن ہون
بے یار زندگی ہے عاشق کی سخت دشوار — کیونکر جیون مین اوسبن وہ جان ہی بدن ہون
ہے ہی وہ بے ترحم کرتا نہین تکلم — اوس غنچہ لب سے ہو کہہ مشتاق کی سخن ہون
مری طرف سے کیون تو جاتا ہے راہ کترا — بدظن نہ مجھسے تو ہو ٹھگ ہون نہ راہزن ہون

وصل کی رات بات مین کٹ جائے
کاٹے کٹتا نہین فراق کا دن

جیٹھہ سے دلمین ہے طپش غم کی
کیسے ساون مین چین ہو تجمہ بن

دیکھنا اے طبیب نبض مری
عشق ہے دل مین یا تپ مرمن

معرفت مصدر انا الحق ہے
کوے عارف ہی وادی ایمن

مہر و مہ جبین کسی پہ کرے
اوسکو کہیے حسین یا محسن

تیر مژگان کا زخم کھائے اُف نہ کرے
عشق مین صبر پہ بہت ہے کٹھن

زلف و عارض کا حال دیکھہ تراب
کھل گیا حسن کافر و مومن

وہ گل آیا نہین کیا بوستان مین
کہ بلبل دم بخود ہے آشیان مین

جگر بلبل کا ہے داغون سے گلزار
حکایت ہی یہی ہر گلستان مین

ترے ہاتھون نسے گل کھائے ہین او سنے
کہ گلدستہ ہے دست باغبان مین

فنا کی سیر جیسکو دیکھنا ہو
تماشا باغ کا دیکھے خزان مین

اوسے نام و نشان کی اپنے کیا فکر
جو گم رہتا ہو فکر بے نشان مین

جہان سے کچھہ نہو جسکو تعلق
نہ دیکھا ہمنے کوئی ایسا جہان مین

تراب اوسکو نہ باہر آپ سے دیکھہ
نہ آئے جو ترے وہم و گمان مین

یہ کہتا ہے جرس اپنی زبان مین
مسافر ہین سبھی اس کاروان مین

کیا بہتون نے دعوی عاشقی کا
نہ ٹھہرا ایک اوسکے امتحان مین

آپ عاشق ہون آپ ہی معشوق
آپ درد آپ ہی دوا ہون مین

آپ ہون قیس خستہ و دلریش
آپ لیلیٰ دل ربا ہون مین

کھول کے آنکھ کر کے صاف نگاہ
دیکھہ کیسا بنا ٹھنا ہون مین

غمزہ ہون عشوہ ہون کرشمہ ہون
جلوہ ہون ناز ہون ادا ہون مین

لطف ہون مہر ہون کرم ہون تمام
قہر ہون جور ہون جفا ہون مین

ہر جمال و جلال میری شان
گرچہ دونو سے ماورا ہون مین

جسکو مین چاہون وہ مجھے چاہے
غیر ہے کون جسکو چاہون مین

کوئی میرے سوا نہین موجود
عرش ہون فرش ہون سما ہون مین

مجھسے سب مانگتے ہین اپنی مراد
سب کا مقصود و مدعا ہون مین

ہون بری وہم و فہم سے تیرے
کیا بتاؤن ترا کیا ہون مین

۹۲

کیا مسلمان پارسا ہون مین
اک برہمن کا آشنا ہون مین

اوسکی زنجیر زلف دیکھتے ہی
کیسا دیوانہ بن گیا ہون مین

ہاتھہ آئی کبھی نہ زلف سیاہ
تیرہ بختی سے نارسا ہون مین

ہون مین اوس شوخ کے گذرنے کہان
کوئی سنتا نہین کہون کس سے
بیحیائی سے وان پڑا ہون مین

گھر سے باہر نکل کے دیکھہ ذرا
ایک مدت سے کہہ رہا ہون مین

اوسکو پروا نہین کسیکی ترآب
کب سے یان منتظر کھڑا ہون مین

ناحق اوسپر ہے فدا ہونا مین

جہان مین نہ دیکھون اگر حق کا جلوہ
تو بالفرض اہل نظر ہون تو کیا ہون

مرا عشق مین کھل گیا خوب پردہ
فقیر لباسی اگر ہون تو کیا ہون

عبث ہی مرا کوئی مشتاق صحبت
جو ناکارہ و بے اثر ہون تو کیا ہون

پر و بال ہوتے تو کرتا مین پرواز
نہین مرغ بے بال و پر ہون تو کیا ہون

جو پامال کرتا ہو آنسو کو میرے
مین اوسکے لیے چشم تر ہون تو کیا ہون

نہین جسکو فرصت رقیبون سے اک دم
مین اوس سے کبھی ہمسفر ہون تو کیا ہون

جو خود مستعد ہے مری رہزنی پر
بھلا اوسکا مین راہبر ہون تو کیا ہون

تراب اوسکی الفت مین کھوئی مشیخت
جو یار برہمن پسر ہون تو کیا ہون

۹۶

نہ مجھکو جنون ہے نہ آسیب جن
مین بیحال ہون اک پریزاد بن

لبھاتا ہی وہ سرو قامت مجھے
جب آتا ہے پوشاک دھانی پہن

دم سرد بھر کے وہ جل بجھ گیا
لگی دل مین جسکے برہ کی اگن

نکر زاہد افکر روز شمار
ادھر آ مرے ہجر کے روز گن

نہ پوچھو وہ جانان کے آنے کا حال
برس بعد آیا رہا آٹھ دن

غضب ہے نہ اے ابر رحمت برس
یہ بارش مین ہی اوسکا آنا کٹھن

تراب اوسکی قول و قسم پر نجا
مین اوس بیوفا سے نہین مطمئن

۹۷

مجھے انکھون نے ڈالا اشکبار ی کی خرابے مین
ادھر گنگا اودھر جمنا پڑا ہون کیا دوآبے مین

وہ اب چاہے آئے نہ آئے میان
گئے اوسکی صاحب سلامت کے دن

خجل ہوگا وعدہ خلافی سے خوب
چلے آتے ہین اب ندامت کے دن

پھر آیا تو کیا جب نہ باقی رہے
وہ رعنائی قد و قامت کے دن

ہمین دوستو اب نہ تم کچھ کہو
نہین ہجر مین یہ ملامت کے دن

تراب اوسکی خاطر نہ پھر دربدر
کہ پیری مین ہین استقامت کے دن

۱۰۱

نہین سہونگا یہ پیغام دلبری کا مین
قصور مند ہون تیرا گھڑی گھڑی کا مین

حضور چاہیے بندے کو اپنے مولی کا
ہون شکوہ مند تری غیر حاضری کا مین

نگہ تو مجھسے مری پرورش کرو ہر حال
اجارہ دار ہون کیا بندہ پروری کا مین

نہ بن پڑی کبھی قسمت سے ایک بھی تدبیر
کیا تماجد بہت تیری بہتری کا مین

مجھے تو عشق مین مدت کے بعد ہوش آیا
پھر اب دوانہ سہونگا کسی پری کا مین

تو بربمن اور کے جا بیٹھ چھوڑ پنڈ مرا
کہ آشنا نہین معشوق ہر دری کا مین

مین مالدار نہین مجھسے کیا سمجھ کے ملا
کمال رکھتا ہون کنے کو ریزہ گری کا مین

تو مالے موتیون کے جوہری چون ہے لے
کرون ہون مول کڑا اشک کی لڑی کا مین

تو مہر سے مری چمکے گا کسقدر اے ماہ
حقیر ذرہ ہون خورشید خاوری کا مین

پر کھو سے پیسے یہ جوہر ترے کھلے جگ مین
چمک اعل کہ ہون یار جوہری کا مین

تراب جب سے ہوا آزاد مرد مجھکو کہے
غلام ہون قد سرو صنوبری کا مین

ترک چشم مست کا ماتا ہون مین
محتسب کو آنکھ دکھلاتا ہون مین

عشق نے دل کو دوانہ کر دیا
عقل پر ناصح کی جھنجھلاتا ہون مین

جسنے مجھسے کل کہا تھا یان سے جا
آج پھر اوسکی طرف جاتا ہون مین

قیس مجھسے بڑھ چلے وحشت مین کیا
راہ صحرا اوسکو بتلاتا ہون مین

دل لگی ہو کسطرح غیرون کے ساتھہ
صحبت یارون سے گھبراتا ہون مین

کیون سنولے یار مجھکو بیکلی
رنج سے جون پھول مرجھاتا ہون مین

اسطرح میٹھا نہ کھاتا کوہکن
جسطرح شیرین کا غم کھاتا ہون مین

شیخ اپنے زہد پر نازان ہے تو
اپنے تقوی سے تو شرماتا ہون مین

مجھکو ہستی و خودی سے کیا خبر
نیستی کے شہر سے آتا ہون مین

کیا ہوا ظاہر مین انکا ہون کہین
فارغ البال آپ کو پاتا ہون مین

کیا مزہ کیا ذوق ہوتا ہے **ترآب**
دل مین اوسکا دھیان جب لاتا ہون نہین

۱۰۵

گل یون پھنسا ہی اپنے ظہور و وجود مین
جسطرح گل ہو جام و سبو کے نمود مین

ہیرنگ جلوہ گری عجب رنگ رنگ سے
کیا فرق کر رہا ہی تو زور و کبود مین

صورت مین تفرقہ ہی حقیقت مین کچھ نہین
سیدھا بھی قد وہی ہی جو خم ہی سجود مین

صورت مین سو طرح سی حقیقت کا جوش ہی
خود بحر موج و بلبلے ہوا ہی نمود مین

کوئی دوسرا ہو جس سے کہے غیریت کی بات
اک یار ہے **ترآب** دید و شہود مین

وہ تو گھر جاکے عیش کرنے لگا — ہم یہان غمسے جان کھوتے ہین
وہی خوش ہین جو اپنے یار کیساتھ — رات و دن جاگتے او سوتے ہین
کس طرح او سکو اپنے بس مین کرون — کہین معشوق بس مین ہوتے ہین

بحر مشکل ترا ب پیرسے کہہ
وے تو مشکل کشا کی روتے ہین

۱۱۹

کوئی مارا سیہ کے مارے ہین — ہم وسے زلف کے بھاری ہین
آشنا ہی نہین کسیکا وہ — کیسے کیا آشنا ہمارے ہین
دلبرون کو خدا رکھے جیتا — ہم تو دل اونکے ہاتھہ ہارے ہین
دل کو جب چاہین سید کر ڈالین — دیکھتے ناحق استخارے ہین
جلوہ گر ہو چمن مین او سنے بہت — پیرہن گل کے چیرے پھاڑے ہین
او سکو کیا کہیے خانہ آبادان — او سنے گھر سیکڑون اجاڑے ہین
حکمت العین سے نہین خالی — شوخ چشمون کے جو اشارے ہین
کیون نہ عاشق او ہر او ہر دیکھین — ہر طرف یار کے نظارے ہین

ہم تو ہر سے مین دیکھتے ہین ترا ب
جلوہ گر وہی لال پیارے ہین

۱۱۰

نہو گی ایسی بوے خوش چمن مین — جو او س گلفام کے پیرہن مین
عجب ہی رنگ و روپ او س سیم تن کا — کہان ہے یہ چمک حور عدن مین
تڑپتا ہون مین جون ماہی بے آب — چھپا ہی جب سے وہ مچھی بھون مین

دیوان ردیف واو

اک ذات ہی بیرنگ کہ جسکے بن رنگ — مقبول کوئی ہی کوئی مردود ہے یارو
مین پاس شریعت ہی نہین کہتا ہون یہ حرف — ساجد ہی وہی ایک جو مسجود ہے یارو
صورت مین گدا معنی مین شاہ ہی بیشک — کہیے جو ایاز اوسکو تو محمود ہے یارو
فانی کسے کہتے ہین فنا ہوتی ہی کیا چیز — نابود وہ کب ہوگا جسے بود ہے یارو

رہتا ہے ترآب اوس ہی کوچے مین ہمیشہ
اوسکی تو وہی منزل مقصود ہے یارو

بس کر و اب نہ یہ حال کہو — یار سے نو انہین سے چلے رہو
پندنے آپ کے رو لا مارا — جاؤ واعظ کسی طرح سے نہو
کون کافر کو زندگی بھاوے — اے صنم گر تو ہمکنار نہو
قتل سے دل کے کیون مکرتا ہی — آستین مین تری بھرا ہی لہو

عاشقی کا یہی مزا ہے ترآب
جو بلا آوے عشق مین سو سہو

کاش دنیا مین کسی سے کوئی مایوس نہو — تو جدائی مین کسیکے غم و افسوس نہو
جسکی ہی وضع خراب اوس ہی کے خاطر ہی عذاب — جاوے دوزخ مین جو کوئی لائق فردوس نہو
خالی حکمت سے تو ہوتا ہی نہین فعل حکیم — جسکو ہو جاے جنون کیسے وہ محبوس نہو
گرچہ بندہ ہے گنہگار خدا سے غفار — رحمت حق سے کسی حال مین مایوس نہو
رنگ پر اپنے وہ دن رات ہے رقص کناں — اسقدر پانوسے بد رنگ جو طاؤس نہو
ایمنی یار کو ہے پردہ نشینی سے بہت — شمع کو خوف ہوا کا ہے جو فانوس نہو

وہ مسیحا دم اگر ہجرت کو جانے نا روا
موت کا پھیر تو جہان سے نام ہی نایاب ہو

رات دن رہتا ہی ہمکو وصل کا اوسکے خیال
کون سی صورت ہو دیکھو کون سے اسباب ہو

کیا سمجھکے جھکائے طاق مسجد مین وہ شیخ
جسکے آگے ابرو خمدار کی محراب ہو

بہر تسکین لب سے اپنے کہیو آری ہے بلے
جب تئی ہی عاشق کو حاجت شربت عناب ہو

شمع کافوری جلاؤن مین تو مسجد مین ترآب
وہ بت اک شب بھی جو شمع مجلس احباب ہو

نشان اوسکا کسی سے کب بیان ہو
وہی پاوے نشان جو بے نشان ہو

نشہ وہ تو ہے کون و مکان سے
مکان اوسکو کہان جو لامکان ہو

کوئی جاگہہ نہین ہیراوس سے خالی
زمین ہو عرش ہو یا آسمان ہو

سوا اوسکے نہین کوئی جہان مین
تلاش اوسکی کرو یارو جہان ہو

ٹھکانا اوسکا مین کیونکر بتاؤن
خدا جانی وہ پھر جائی کہان ہو

ترآب استاد سے معلوم کر لو
طریق معرفت گر قدردان ہو

غنیمت ہی ملاقات آج اوسکی
خدا معلوم پھر کب ہو کہان ہو

دیدہ دل سی بنے اوسکے جلو خانے دو
خوب اک شمع سی روشن ہوئے کاشانے دو

دل سی آرام گیا سر سی گئی عقل تمام
عشق نے آتے ہی جھٹ لوٹ لئے تھانے دو

کبھی میدان مین رہتا ہون کبھی جنگل مین
ای جنون تو نے دکھائے مجھے ویرانے دو

رم ہوا برسے مرے رام ہوا دلبر کا
کی بھلی مجھسے برائی دل شیدا نے دو

جسکو بالش خمیسر ہو یہان جیتے جی
غصہ و غم کے سوا اور ہی کیا اوسکی غذا
گدڑی اور کملی نے فقر اکا کیا پردہ فاش

جدھیلے دھر دیجیو اوس مردے کے سر تلے تو
ہین محبون کے نصیبے مین یہی کھانے دو
ہین فقیران لباسی کے یہی بانے دو

دست جیج اوسکو کرے کون تصرف ہی تراب
پھر گئے ہاتھ سے جسکے ابھی پیمانے دو

پہچانے ولی کو وہی جو آپ ولی ہو
جو تمکو بھلا تا نہین تم اوسکو نہ بھولو
بیچارہ وہ کب تہر کے قطعے سے ہو ایمن
گر صورت مجنون نہ بنے قیس کے مانند
چاہے کوئی خوش ہو کہ برا مانے الٰہی
شاید نہ کھلے بے ادبون پر کبھی مہمات
کہدیجیو یہ بات اوسمجھا ئیو اوسکو
دنیا مین سدا رہنے کو آیا نہین کوئی

پنہان کو عیان دیکھے اگر آنکھ کھلی ہو
نت یاد کرو اوسکی خفی ہو کہ جلی ہو
خلوت سے جسے کیفیت الکن نہ ملی ہو
کسطرح سے نکلے کوئی لیلی کی گلی ہو
موہنہ سے ترے نکلے وہی جو بات بھلی ہو
پیرونکی توجہ سے جو کچھ ہم پہ کھلی ہو
یارون سے ہمارے جو سعد از لی ہو
لاحق ہی اجل سب کو نبی ہو کہ علی ہو

کہتا ہون تراب اوسکو تو مین صاحب اقبال
جگمین جو کوئی پیر کا مقبول ولی ہو

۱۱

تلخی جفا عاشق لاچار سے پوچھو
بدھے سے کوئی پوچھے جوانی کی فضیلت
کیا پوچھتے ہو حال مرا عشق مین مجھسے

وصلت کا مزا شہ دیدار سے پوچھو
صحت کی قدر جاکسی بیمار سے پوچھو
روداد مری کیون نہ اوسی یار سے پوچھو

گئے کیا مفت اک جنون پہ اوسکی — دل و دین ہوش اور تسکین یہ چار و
زیادہ گفتگو واعظ کرو مت — نہ کھاؤ سر مرا جاؤ سدھار و

سدا اس پیر ہی سے مشکل ہجر
تہ ان اتنا بھی سے جی نہ ہار و

۱۴

کر دیا غم نے ناتوان ہمکو — طاقت نالہ اب کہان ہمکو
آہ ہم ہو گئے نیٹ نازور — کون پہونچا دے اب بان ہمکو
اپنے وعدے پہ تو کسی سے ملے — یہ تو ہر گز نہین گمان ہمکو
اوسکے گھر چھپٹ ارم ہو یا فردوس — نہین بھاتا کوئی مکان ہمکو
ہم جفا سے تری بچھوڑین وفا — کر لے گر چاہے استحان ہمکو
کس لیئے باغ کے تماشے سے — منع کرتا ہے باغبان ہمکو
جب تلک گل ہے تب تلک ہم ہین — پھر نہ دیکھے گا کوئی یان ہمکو
اوسکے غصے اوٹھتے لگا یا دلپر داغ — دے چلے خوب یہ نشان ہمکو

پاس خوبون کے بیٹھنے سے ترا ب
رند جانے ہے اک جہان ہمکو

۱۵

رات اسی خیال مین بھول گیا جو مین کہے — صبح کہین شتاب ہو دیکھیے آفتاب کیا
ہمکو یہ اشتباہ ہی مہر ہی تو کہ ماہ ہے — سونہ کو ذرا دکھا دے ہمان کھول کر نقاب
شرم سے گرچہ چپ رہا اور نہ زبانی کچھ کہا — کون تمہا مانع قاصد اخط کا مرے جواب کو
زلف مین کیا بھلا دیا دام مین جی پھنسا دیا — کیون نہ کہون بھلا برا اپنے دل خراب کو

بھلا وہ کیون نہو اپنے گناہ پر نازان
شفیع جسکا بروز جزا محمد ہو
صلی اللہ علیہ وسلم

ترا ب یار سے مت یجاب کر باتین
مجھے یہ ڈر ہے کسیکا نہ تو زبان درد ہو

۱۶۰

جاہیئے بیمار کو ہر دم خدا کی یاد ہو
وقت آخر ہو نہ جانے سفر کا پاس کچھ توزاد ہو

مرد غافل اوسکو کہیے جسکو ہی طول امل
الامان غفلت مین جسکی عمر سب برباد ہو

اسطرح ہر وقت ملک الموت کا رکھو خیال
سر پہ محرم کے کھڑا جیسے کہین جلاد ہو

گل کے آگے کر رہی ہین بلبلین کیا شور و غل
چھپے اور جا بیٹھے جب سامنے صیاد ہو

جسقدر ہو بے تعلق اوسقدر آرام ہے
دل لگانا ہی مرا مجنون ہو یا فرہاد ہو

دشمنون کو بد دعا ہرگز نہ دو اہی دوستو
جو کسیکا گھر اوجاڑے کہہ اوسے آباد ہو

راہ چل سکتا نہیں سیدھی کوئی بے راہبر
پیر ہو ظاہر مین یا باطن مین کوئی استاد ہو

خود مصور ہی وہی اسکا تصور چاہیے
کام آئیگا یہی مانی ہو یا بہزاد ہو

ایک دن تو مہربانی کیجیے ہم پر ترا ب
ہم تو حاضر ہین تری خدمت مین جو ارشاد ہو

۱۶۱

رخ اوسکا ماہ تابان ہی مثال ہو تو ایسی ہو
مین صدقے اوسکی صورت پر جو صورت ہو تو ایسی ہو

وہ سیمین تن پیچھرے پیکیا حسن و ملاحت ہے
صباحت ہو تو ایسی ہو ملاحت ہو تو ایسی ہو

اگر وہ پان چبلائے تو چہرہ لال ہو جائے
بدن مین نازنینون کے نزاکت ہو تو ایسی ہو

پیالہ مے کا چلتا ہو بغل مین یار بیٹھا ہو
جو محفل ہو تو ایسی ہو جو صحبت ہو تو ایسی ہو

کہا جب اوس سے حال اپنا تو نیند آئی لگا سونے
کہانی ہو تو ایسی ہو حکایت ہو تو ایسی ہو

تراب اور سپر اثر کیا ہو کسی کا جادو اور ٹونا
پڑی جسکے گلے مین تیرے تعویذون کی سیکل ہو

۲۲

آرام نہین جہان سے ہمکو — کچھ کام نہین وہان سے ہمکو
ہم دل سے نہین کسیکے بدخواہ — چاہے سو کہے زبان سے ہمکو
عیبت سے رقیب کے نہین خوف — ڈر ہی اوسی بدگمان سے ہمکو
یکبارگی کر دیا چمن صاف — رنجش ہو کیون خزان سے ہمکو
بلبل کی طرح بدولت گل — الفت ہوئی باغبان سے ہمکو
حاسد ہین عبث رقیب سفلے — دولت تو ہے آسمان سے ہمکو
کیون در پہ کسیکے جائیے ہم — کیا کام کسیکے ہان سے ہمکو
کوئی نام نشان کا ہم سے مت لے — ہے سابقہ بے نشان سے ہمکو

ہم دل سے تراب ہین قلندر
آزادی ہے اک جہان سے ہمکو

۲۳

کون چیز اچھی پھیرا ہی ماہ نقادون تجھکو — اک دل تھا سو دیا اور رہین کیا دون تجھکو
عشق مین جینے تو دی جان کا خواہان ہیو ہو — عاشقی جی ہی ہو جی کیسے بھلا دون تجھکو
تیری دشنام کی عاشق کو ہوس ہی ہے — تو نے گالی دی مجھے کیون نہ دعا دون تجھکو
کچھ مجھے تیرے سوا یاد نہین پڑتا ہے — یاد کسکی کرون کسطرح بھلا دون تجھکو
مرد وارستہ کو مین سے کیا کہنا ہے — چاہون تو لف کہدے مین بمفساد دون تجھکو
شیخ تو حاجیون سے پوچھ رہ بیت اللہ — یا کے گھر کی تو مین راہ بتا دون تجھکو

بیٹھے جالے پانوں پھیلائے وہ سلطان کے طرف
ذرہ سی جس درویش کا درست طمع کوتاہ ہو

تا مرادی کو سوا کچھ اور ہم خواہان نہیں
یہ مراد اپنی حصول ایکاش خاطر خواہ ہو

چاہے کچھ ہو یا نہو تے دین و دنیا سے **شراب**
مرتے جلتے ہمدم اپنا اللہ ہی اللہ ہو

۲۶

یار و دشمن کی بدی پر ہو نہ کچھ لو چپ رہو
عیب اوسکو کرنے دو تم کچھ نہو لو چپ رہو

کہہ لے جو چاہے مخالف حرف نلموزون تمہین
سنکے دلکو صبر کی تیران پہ تو لو چپ رہو

راہ چلتے تم پہ گر چھینٹین بخس ڈالے کوئی
فوراً اپنے گھر پہ آؤ دانے دھو لو چپ رہو

خاک ڈالو چور کی چوری پہ مت ظاہر کرو
جانے دو کیسہ کسی کا مت ٹٹولو چپ رہو

گر چمن مین باغبان تمکو نجالے دے **شراب**
باز آؤ دور سے پھولون کی بو لو چپ رہو

۲۷

اتنا وہ دلفریب سے کام بڑا جو ہو سو ہو
حسن پر اوسکے لغزدل سد کیا جو ہو سو ہو

ہوتے ہی اوسکے چار چشم لگ گئی میری ٹکٹکی
جلوہ نوا وسکا آنکھ مین چھائے گیا جو ہو سو ہو

ہمکو اوسی سے کام ہے دلمین وہی تمام ہے
ہونٹھون پہ جسکا نام ہر ورد سدا جو ہو سو ہو

ناصحو تم نہ کچھ کہو دیکھ سمجھ کے چپ رہو
عشق کا زخم دلپہ تو کاری لگا جو ہو سو ہو

ہونا تھا سو تو ہو گیا ہوگا وہی جو ہوتا ہے
تو چھو کچھ دوانون سے بکتے ہو کیا جو ہو سو ہو

نشہ کا ہے عجب مزا محتسبا تو جانے کیا
پیتے ہین مے جو بر ملا کہتے ہین واہ جو ہو سو ہو

یارے دی ہمین شراب پیکے ہوئے ہین ہم خراب
چاہو بھلا کہو **شراب** چاہو برا جو ہو سو ہو

شیفتہ ہون مین ستم ناز و ادا کا ہر طرح
بسطرح چلیو نمود اپنی طرحداری کرو

یار کا رخ پاسکے زلفین کیون نہ لگین پیچ مین
صدر سے حکم آگیا اسکی گرفتاری کرو

گر تمہین منظور ہی موہنہ آرسی مین مون دیکھنا
دل مرا حاضر ہی تو اسکی خریداری کرو

اے صنم اللہ کا گھر ہی مسلمانو نکالو دل
مت خدا کی واسطے میری دل آزاری کرو

آہ سے مظلوم کے ہوتی ہی جنبش عرش کو
الامان اے ظالمو ترک ستمگاری کرو

مت کہو عارض کی خوبی زلف سے دوتی تو ہی
اے مسلمانو نہ کافر کی طرفداری کرو

عاشقی مین راحت و آرام مشکل ہی بہت
دل سی زینت عکسین ہو آنکھون سے خونبار کی رو

ردیف واو

دوستو یا مجھے اوس شوخ کے گھر جانے دو
یار مے حال پہ چھوڑو مجھے مر جانے دو

یارو مت رو کو اسے وقت سحر جانے دو
رات آخر ہوئی مہتاب کو گھر جانے دو

ڈرتے ہو کیا لیے طوفان نہین آنے کا
اوسکے در تک مجھے بادیدۂ تر جانے دو

کیا ہوا واں سے نکالا مین گیا ہون سو بار
یارو اکبار مجھے پھر تو اودھر جانے دو

خون سے ہاتھ تو رنگین ہے قاتل کا تمام
قتل سے دل لگے تو کرتا ہے مکر جانے دو

رہنے نو یارو نہ قاصد کو بے رحم کرو
یار تک کچھ تو بھلا میری خبر جانے دو

خوبرو تو نہین عشاق سے رکھتے ہین بناو
عشق مین جسکی بگڑ جاے بگڑ جانے دو

حل کھلا یار سے اک بار نے اوسکے یہ سخن
سیدھے عاشق سی رہو تر چھی نظر جانے دو

عشق مین رہے جو کوئی اوسکی تشفی ہی ضرور
آستین اشک سی بھر جاے تو بھر جانے دو

تب تو شرما کے کہا آنکھ جھکا کر اوسنے
اسکا چرچا نکرو یار دگر جانے دو

صبر و تسلیم و رضا جاتے تمکو بھی ترا
ہجر کا غم نکرو آتھو پہر جانے دو

ردیف واو و نون غنہ

ہجر مین دل کو ہوا ہی اوسکی محبت مین جنون
لب و دندان کی تصور مین ہوا ہی لعل گون

طلب بوسہ و زر و لعل و گہر جانے دو

ولہ

عید کے عید ہی آتی ہی نہ لایا ہمکو
یاد کرکے بھی نہ بھیجا کبھی پیغام اوس نے

پیارے ہمارے دل کو نہ جادو کری سے لو
الفت سے لو پیار سے لو دلبری سے لو

مذرانہ مونہہ دکھائی کا صبر و قرار و ہوش
جب جانون زہرہ و قمر و مشتری سے لو

دلگیر بیدلون کے واسطے گر جی سے دے نہ دیون تو زر آوری سے لو

اک دل تو مجھسے لیگئے اور اب ملے کہان
جسنے کہا ہو تمسے اوسی مفتری سے لو

یارو جو مانگتا ہون مین اوس سے رکاکت حسن
کہتا ہی ہنسکے جا کسی حور و پری سے لو

جام شراب ہاتھہ مین لیکر وہ منجیا
چھیڑے ہی محتسب کو کہ تم بھی ذری سے لو

باہر نہین ہی دل سے تمھارے شراب کچھہ
جو رنگ چاہو سو دل نیلوفری سے لو

بلبلو سچ کہتے ہین باد بہاران دیکھہ لو
چند روزہ ہی بہار گلعذاران دیکھہ لو

اشک تھمنے دو مرات جایو ٹھہرو ذرا
پو مذیان پڑتی ہین رہ جاویہ باران دیکھہ لو

مٹھے ہین عاشق ترے کو چہین سب جون لقمہ ہا
مل گئے ہین خاک مین وہ خاکساران دیکھہ لو

کہتے ہین میخوار اب ہی مت کرو منع شراب
محتسب اک دم تو سیہ بادہ خواران دیکھہ لو

کون ہوا لالش دنیا سے تر دامن شراب
رہتے ہین دامن اوٹھائے ہم تو یاران دیکھہ لو

جو اوٹھاتیان رخ دل سے نقاب آرزو
بے تکلف ہو دہان وہ کامیاب آرزو

مبتذل کا ہیکو سمجھے اہل دنیا در بدر
گر نکرتا نفس شوم اونکو خراب آرزو

کیا ہوا و حرص سے ہی موج زن دریای نفس
اوٹھتے ہین اس بحر مین کیا کیا حباب آرزو

کسطرح چھلکے نہ کیونکر لب تک آوے تشنہ ہی خشک
شیشہ دل ہو جو لبریز شراب آرزو

گر تمھارے ہاتھ سے اک گل نہ ہاتھ آیا مجھے
دستۂ گل تم مرے ہاتھوں سے اے گلفام لو

جمال ہندو زلف کافر یار والیک ہی رنگ ہین
چاہو ہندستان پھرو اور چاہو راہ شام لو

عشق ہین ہرگز نہ سلوک راہ حق ممکن نہین
شیخ جی تم عشق اوسکا ہمسے قرض دام لو

اشک کے طوفان سے صد مرتبہ کشتی آنکھون کی ہے
نوح جلد آؤ کہین ڈوبے نہ کشتی تمام لو

دوستو پھر جاؤ اودھر او سکو لے آؤ ادھر
اپکی بسم اللہ کہہ کے نامہ و پیغام لو

عشق مین بہر خدا غافل نہو اوسے نہ تراب
ذکر سے اوسکے باز آؤ خدا کا نام لو

باغبان جیسے قلم کرتا ہی گل کی ڈال تو
گل کوئی توڑے تو ہاتھہ اوسکے قلم کر ڈال تو

باد صبا دراست قدکی مرے خوش قامتی
دیکھکے مجھکو عبث چلتا ہی ٹیڑھی چال تو

جال کاندھے پر نہ رکھہ صیاد کی صورت نہین
اسقدر لٹکا دمست زلفون کے لمبے بال تو

عاشقی کوئی مجھسے سیکھے طرز خوبی تجھسے لے
عشق کا استاد مین ہون حسن کا لکسال تو

غیر سے روتے ہین کچھہ آہ و فغان نہین
آنسو ونکو میرے اے ظالم نکر پامال تو

عیب جوئی غیر کی کرنا برا ہے مدعی
خود نظر کرتا نہین اپنے برے اعمال تو

کبھی اوسنے حال بھی تیرا نہین پوچھا تراب
عشق مین جسکے ہوا ایسا خراب احوال تو

ہستی کے جہد مین یارو رہو
ہستی اپنی کھوے کے کچھہ ہو رہو

طالب و مطلوب کہتا ہے دوئی
ایک ہو جاؤ کہین مت دور رہو

ظاہر و باطن وہی ہے جلوہ گر
دیکھتے اور بوجھتے او سکو رہو

کل جو اوسے معلوم ہوا آتا ہی شراب اسطرف کہا
آتا ہی تو آنے دو اور جاتا ہو تو جانے دو

جو دلمین عاشق بیدل کے رنج و درد نہو
تو اوٹھہ خشک نہون مونہہ کا رنگ زرد نہو

یہ گرمی سردی سی بیڈھب مجھے پڑا پالا
کسی کا اشک نہ یون گرم و آہ سرد نہو

کیا ہی عشق نے مجنون کو بادیہ پیما
ترا دوانہ بھلا کب جہان نورد نہو

وہ بار بار نہ کسطرح جھاڑے دامن کو
گلی مین اوسکی جو عاشق کی اوڑنی گرد نہو

بنے گا ہاتھ سے کیا اوسکے کام غیرون کا
جو اپنے کام مین چالاک و پایمرد نہو

سنہرے روپ پر اوسکے عجب جمک ہے واہ
شبیہ اوسکے کبھی رنگ لاجورد نہو

اوسے تو آنکھ مین سرمہ لگانا واجب ہے
وہ نرگس کیا ہی جو پاس اوسکے ایک گرد نہو

جو بھیڑیر دیکھکے بھاگے اوبا ندھے شیر بچہ
وہ بزدلے سے کہو طالب نبرد نہو

گلی مین تیری نر کھا قدم کبھی جسنے
شراب اوسکے لیے تو بھی کوچہ گرد نہو

یار دغم دل کا سہو چاہو مرو چاہو جیو
شوق مین اوسکے رہو چاہو مرو چاہو جیو

عشق مین دلسپہ جو کچھ چوٹ لگے سہ جاؤ
مونہہ سے اف بھی نکہو چاہو مرو چاہو جیو

غمسے آنسو نکل آئے تو نکل آنے دو
اشک کے ساتھ بہو چاہو مرو چاہو جیو

یار اگر حشر تلک وعدہ دیدار کرے
دلسے مایوس نہو چاہو مرو چاہو جیو

کون آتا ہی یہان کون وہان جاتا ہی شراب
یان اودان تم ہی تو ہو چاہو مرو چاہو جیو

لکھتے لکھتے کہتے کہتے تھک گیا | اب کہان تک نامہ و پیغام ہو
قاصد اوس سے کہیو میر ارام رام | شاید اس کلمے سے کافر رام ہو
کسطرح لاؤن مین اوسکو دام مین | ہاتھہ مین میرے نہ جب تک دام ہو
عشق کیا انصاف ہے تیرا یہی | مین رہون ناکام وسب کا کام ہو

چوم لے مجنون قدم تیرے ترآب
کون ایسا عشق مین بدنام ہو

۴۸
جو غمخواری کرو میری تو دل سے میرے غم لیلو | تو بندہ ہون تمہارا مفت کے دام و درم لیلو
لگالو اپنی چھاتی سے مجھے اک روز تم چھپکے | کسی سے مین نہین کہنے کا چاہو سو قسم لیلو
عیادت کے لیئے گر عاشق بیدم کے آ ئے ہو | تو ٹھہرو بر مین اوسکی ایک ساعت جم کے دم لیلو
دیکھا تا ہی وہ نکلو نبض دلکو ہاتھہ مین لیکر | مسیحائی کرو مندرا اوسکی از راہ کرم لیلو
کہار در کے دوشالے چمن مین باغبانو سے | چو شبنم یان نہ بچھرتی ہو مرے آنسو سمیٹم لیلو
اسیرونکی خوشامد کرتے ہو اتنی عبث یارو | فقیرون سے لو کچھ فقر کا جاہ و حشم لیلو

جو گھر مین یار کے جاتا ہون تو سب غیر کہتے ہین
ترآب اسوقت بتخانے مین جاتا ہی قدم لیلو

۴۹
جو چاہے کہ قحط و وبا دور ہو | پڑھے یا ولی الولا دور ہو
وبا آتی ہے شامت عشق سے | کرو توبہ مانگو دعا دور ہو
جہانمین ہو اخواہ صحت مین سب | الٰہی وبا کی ہوا دور ہو
نزول بلا ہے بہت اندنون | کرم سے ترے ہر بلا دور ہو

مجھے تو پھیر نہو بیتابی و پریشانی
جو مو نہہ پہ یار کے گیسو سے تابدار نہو

تیری فراق نے مارا مجھے کہون مین کیا
کسی سے پوچھ لے میرا حوا اعتبار نہو

آپ کے جھاتی سے لگ جا ملاکے دلسے دل
جو تیرے دلمین مرے دل سے کچھ غبار نہو

خدا کا رحم و نبی کا کرم کھلے کسطرح
اگر تراب سا کوئی گناہگار نہو

صنم کی یاد مین کیون آج دل اداس نہو
رہے وہ کل سے کہان یا جسکے پاس نہو

امید وصل مین کب تک کٹے مری اوقات
لگی کسوسے الٰہی کسوکی آس نہو

تو کیا سمجھکے یہ کہتا ہی مجھسے اے ناصح
فراق یار سے اتنا تو بیحواس نہو

مین اوسکی چاہ سے کیون باولا نہ جاؤن
کوئے مین کاہیکو جھانکون اگر پیاس نہو

جہان بسا ہی مرا دل وہ دور ہی منزل
وہ پھولپور نہین جسمین اوسکی باس نہو

وہ خاک راہ بنون ہے بنا وے پیراہن
بدن پہ جسکے کپڑا دھور کا لباس نہو

بلیگا اے دل مشتاق تجھسے پھر وہ صنم
خدا کو یاد کر اتنا بہت ہراس نہو

تراب جس بت کافر سے لو لگی ہے تری
نچھوڑنا اوسے جب تک خدا شناس نہو

بلبلو تم پہ مبارک رہے گلزار کی بو
پھولپر سے مجھے لائی ہی صبا یار کی بو

درد سر دور ہوا آنکھو نمین خنکی آئی
چڑھ گئی سر پہ جو اک صندلی دستار کی بو

طرۂ زلف کے ہر تار مین ہے بوے سہاگ
اوسکو ملتی ہی کہان نافۂ تاتار کی بو

تمام اک شوخ برہمن کا مجھے سمرن ہے
کیون نہ تسبیح مین ہو رشتۂ زنار کی بو

کیون نہ مرجھا بدن گل کیطرح بے شبنم
یار کے بر مین جو یو شاک تر انداز نہو

محتسب کون مزہ ہی شب وصلت مین اگر
مطرب و چنگ نہو ساقی نہو جام نہو

عشق مین کام بڑا ہی مری تردیک یہی
یار سے کام رہے غیر سے کچھ کام نہو

بیطرح رہتی ہے صحبت مجھے خوبون سی **تراب**
مین تو ڈرتا ہون کہین خلق مین بدنام نہو

یا آلکی بانکی صورت پر کوئی مائل نہو
زخمی تلوار ہو ابرو کا کوئی گھایل نہو

جھٹ تر شروئی سے دیتا ہی جواب تلخ وہ
یار شیرین لب ہے کوئی مٹھے کا بھی سائل نہو

روے جانان دیکھکر مہتاب کا ہو رنگ زرد
زلف کالی گورے مکھڑے پر اگر حائل نہو

تف ہی ایسی زندگی پر خاک ایسی لیست پر
ہجر کا غم دل سے اک دم بھی اگر زائل نہو

ناصحا حق ملامت سے لگائی تو نے جھک
بات ایسی چاہیے کہنی کہ لاطائل نہو

لیلی و شیرین کی لو سکے ہاتھہ سے جو پامال
اوس ہمی ہیکر کے پاؤ نہین اگر پائل نہو

ہمکو ہر کثرت مین واحد دیکھنہ پڑتا ہے **تراب**
وہ موحد ہی نہین وحدت کا جو قائل نہو

ملاے کوئی خدا اوسطے اوس سے پھیر ہمکو
مٹادے یا ہمارے لوح دل ہی کلفت غم کو

رہون جسکا نہون نالان چھپاؤن کسطرح لیکن
رخ زرد و لب خشک و تری چشم تر نم کو

پھنسایا مجھکو ناحق گندمی رنگون کے پھندے مین
نکالا جسنے گندم کے لیے جنت سی آدم کو

ہلال عید بدلی مین کسی سے گر نہ دیکھا جاے
دکھادے ابرو خم کو کوٹھے پر تو اپنی ابرو خم کو

پسینا سونہہ پہ ہے گرمی سی اوس خورشید طلعت کے
کسینے دن کو دیکھا ہی ٹپکتے گل پہ شبنم کو

دور نزدیک برابر ہے جدائی مین تراب
عشق مین دل کو کسی آن نہین غم سے بچاؤ

جو کسی اسیر کا نہ پیر کا ہو — آشنا کب وہ مجھ فقیر کا ہو
وہ تو صیاد ہے اوسے کیا غم — وحشت بلبل اسیر کا ہو
کون اوسکی کرے نگہبانی — جو نشانہ نگہ کے تیر کا ہو
چاٹ جسکی لگی ہو شیرین سے — کیون نہ خواہان وہ جوے شیر کا ہو
گرد سے میرے مونہہ چھپائے نہ کیون — رنگ جب پیڑا عبیر کا ہو
وہی ہمدم ہے اور وہی ہے یار — جو مصاحب دم اخیر کا ہو
نہ چھپا مجھسے جان کہدے صاف — مدعا جو ترے ضمیر کا ہو
اہل دنیا کا ہو جو دست نگر — کب وہ مقبول دستگیر کا ہو

مہربان جسپہ ہو تراب فقیر
کیون غرضمند وہ امیر کا ہو

اسیحی ناصح مونہہ سے قطع گفتار ملامت ہو — جو کوئی اہل ملامت سے کہین صاحب سلامت ہو
خدا سے ڈر چمن مین سرو کے آگے نہ اترا ہیچ — مبادا فتنہ برپا ہو کہین شیخ رقیامت ہو
وہ البتہ تماشا عالم بالا کا دکھلاوے — کسیکا خوشنمائی مین جو ایسا قد و قامت ہو
وہ باد تند سا دشمن ہے منت خاک کا میری — گلیمین یار کی کسطرح اب طرح اقامت ہو
فقیرون کا قدم رد بلا مشہور ہے یارو — خلاف و سرکشی اونسے کسی کی وہ جنکی مانیے ہو
سنے یارون سے زیادہ تر تو جو چاہے مجھے پیر — جو کچھ دلمین کچھ ثابت مراحق خدامت ہو

پیر و فقیر سے وہ رہے کیون ہمہ خلاف
دنیا و دین نصیب ہین جسکا برا نہو

کشتی مین بیٹھے لہنین دریا کی خوف مجھے
آزردہ آشنا سے اگر ناخدا نہو

جنت مین جاے کیسے بچارہ گنا ہگار
گر حشر مین شفیع رسول خدا نہو

یارو یہی ہمیشہ دعاے شراب ہی
رسوا کسیکے عشق مین کوئی گدا نہو

ردیف الف

کیا ہوا ہم سے گر جدا ہے تو
اپنے معشوق سے ملا ہے تو

تجھکو مجھ سے خصوصیت ہی کیا
ایک عالم سے آشنا ہی تو

خوب دکھ دے کے مجھکو اے بیدرد
دردمند اور کیا ہوا ہے تو

ہے بحکمت دوا دوش تیری
کہین درد اور کہین دوا ہے تو

بیدلون پر تجھے کب آئے رحم
اہل دل کا تو دلربا ہے تو

تجھسے ہرگز نہین بھر وسا ب
سخت بیمہر و بیوفا ہے تو

اے صنم پر ستم خدا سے ڈر
نہین کیا بندہ خدا ہے تو

اوس سے کہتا ہی بخشیے تقصیر
مار کے جسکو گھر گیا ہے تو

واہ اپنے قتیل سے آپی
آرزومند خونبہا ہے تو

مجھسے کہتا ہے جان بوجھ کے یار
سچ بتا کیسے مبتلا ہے تو

کون کہتا ہی تجھکو شاہ شراب
کوچہ یار کا گدا ہے تو

ردیف ہاے ہوز

یارو کرتا ہے علاج اور سب آزار کی وہ
نہین جانے ہے دوا مجھ دل بیمار کی وہ

پیارے کیونکر نہ کرے تجھکو کوئی پیار بھلا
مہر کو ذرے مین اور بحر کو قطرے مین دیکھہ
تم وجہ اللہ سے معلوم ہوا سب مین ہے
ایسی دنیا کی نمایش پہ تو یارو تف ہے
جسکو پیرونکی توجہ سے ہوئی رو داری

پیاری باتین سنے اور دیکھے ترا پیارا مونہہ
زیادہ اور کیا کہون ہی بات بڑی چھوٹا مونہہ
مونہہ کیا ہے جدھر یار ہی کا پایا مونہہ
نام کے واسطے کرتا ہی نگین کا لا مونہہ
اوس سے پیروی کرے روبرو کوئی کیا مونہہ

روی مرشد کا مین جس روز سے دیکھا ہی ترآب
مدعی دیکھکے رہ جاتے ہین سب میرا مونہہ

واہ کیا زیبا ہی کاکل گوری عارض پر سیاہ
ظلمت اوسکی کسطرح روے مسلمان پر نہو
رنگ و بوے زلف کو کمو نہین لگتا کوئی
ابرو خمدار کے بالو نہین ہی کچھہ اور ہی لطف
ترک چشمونکی سیہ مژگان کا عالم کیا کہون
ہی مسی سی نیلگون اوسکے در دندان کا رنگ
طالب دنیا کے دلمین نور چکے کسطرح
کیا ہوا صورت بناتے ہین دل و دنکا خراب

وصف اوسکا مو بمو لکھے تو ہو دفتر سیاہ
زلف کافر سراپا از قدم تا سر سیاہ
گرچہ ہی ہمرنگ اوسکے مشک اور عنبر سیاہ
جسطرح تلوار فولادی کا ہو جوہر سیاہ
قتل دل کے واسطے رکھتے ہین ہے خنجر سیاہ
دیکھہ لے جسنے نہ دیکھا ہو کبھی کوہر سیاہ
دل تو اونکا ہو گیا از شب سیہ در سیاہ
خوبی اونکی کہیے کیا باہر سفید اندر سیاہ

جب سے اوسکے خال ہندو کا خیال آیا ترآب
پڑ گیا ہی دل پہ میرے داغ اک تل بھر سیاہ

جسکو ہرگز نہ تھی مری پروا
لگ گیا دل مرا اوسی پر وا ہ

کوئی خدا کے واسطے اوسسے نہ موند پھیرے تراب
جسکی صورت مین نظر پڑتی ہی مرشد کی شبیہ

چمک ہی مونہہ کی تری اور ری کچھ حجاب کے ساتھ
مثال اوسکی ہی کس روسے آفتاب کے ساتھ

کری ہی دید تری کیا وہ شوخ بے پروہ
مجھے تو رشک ہی یار تری نقاب کے ساتھ

تو دل جلا کے مرا کہہ لے تلخ ترش جو چاہ
مزہ تو مرچ کھٹائی کا ہی کباب کے ساتھ

سمجھ کے رکھیو قدم محتسب تو اونکی طرف
کہ امتیاز بھی ہی شرط احتساب کے ساتھ

نماز روزہ کو چٹ کر کے رند کہتے ہین
گرگ بھی چاہیے مستو کو کچھ تراب کے ساتھ

نظر پڑا تھا کہین یار خواب مین اک روز
اسی سے ہجر مین رغبت ہی مجھکو خواب کے ساتھ

تراب تیری محبت مین جو کوئی جی دے
حشر نہ اوسکا ہو کیون شاہ بوتراب کے ساتھ

یہ دل مین آج گذرتی ہی اضطراب کے ساتھ
رقیب کل سے ہی کیون یار کی رکاب کے ساتھ

رکھے گا کب تلک اے ناصح آستین اپنی
ہماری چشم تر و دیدہ پر آب کے ساتھ

ہمین تو رونا ہی سوجھے ہی اور کیا کیجے
کیا ہی عشق نے جو کچھ دل خراب کے ساتھ

کھلی ہی یون ہو معلم کی کیفیت مجھپر
کہ جیسے بحر ہو سر تا قدم حباب کے ساتھ

خدا کے واسطے تنہا اوسے نجانے کوئی
خدا ہے ساتھ تو اک خلق ہی تراب کے ساتھ

بلبل کو غم گل نہو ہر گاہ زیادہ
نالان رہے کیون شام و سحر گاہ زیادہ

یارو وہ تمھین دیکھ کے آویگا ادھر کم
بیٹھو نہ سر راہ گذر گاہ زیادہ

وہ بے تمیز اور نا اہل ہے بلاشبہہ
جیسے تمیز نہو اہل امتیاز کے ساتھہ

سنبھلا رقیب کہان جلئے اوڈکے ڈرسے ترے
سد اجہاز کا کوا رہے جہاز کے ساتھہ

خود اوسکو دیکھیے یا اوسکو پوچھیے ناظر
حضور چاہیے ای شیخ یون نماز کے ساتھہ

ترا ب کام ترے سب درست ہو جائین
جو لو لگائے خداوند کارساز کے ساتھہ

جو شاہ نخاسر تا قدم اللہ کا سایہ
ہی سر پہ فقیرون کے اوسی شاہ کا سایہ

اللہ کسی دل مین مسلمان کے نڈالے
زلف سیہ کافر گمراہ کا سایہ

آسیب زدہ ست کہو اوسکو نہ دوانا
عاشق ہی پڑا اوسپہ تری چاہ کا سایہ

پر جلتے نہ بلبل کے نہوتا کبھی گل خشک
گر باغ مین پڑتا نہ مری آہ کا سایہ

آئینے مین پڑتا ہی وہ رخسار کا یون عکس
دریا مین پڑے جیسے شب ماہ کا سایہ

ہر شی مین پڑے دیکھہ اوسے شکل وہیئی
جس دل مین پڑے عارف آگاہ کا سایہ

کم ظل ہما سے نہ ترا ب اوسکو سمجھنا
ملتا ہے کسے پیر کی درگاہ کا سایہ

کیون نہو عشق مین لب خشک و زرد سا تیرے
آہ نکلے ہی ترے دل سی عجب درد کے ساتھہ

یار اسطرف جو ہو نکلے تو دھوم آپانون
دلمین یون اوسکے کدورت ہے مری گرد کے ساتھہ

جسکو چسکا ہی ترے بوس لب عارض کا
اوسکو عناب مین کیا دون درد کے ساتھہ

مثل خورشید قرار اوسکو نہین اک جاگہ
رہ سکے کون وہ صیاد جہان گرد کے ساتھہ

یار چھیڑ کسکو ضعیفی پہ مرے آوے ترس
رکھے بڈھون کو خدا ایسے جی انمرد کے ساتھہ

نہین گر زلف مشکین سے ہوئی یکمو خطا زد — پڑی ہی کیون قدم پر اوسکے تسر سندہ انگشتہ
بلا ہین زلف کی گر مین غضب ہے بال کی کھالی — خدا ڈالے نہ عاشق کے گلے مین زلف کا پھندہ
مجھے وہ گالی دیتا ہی مین دیتا ہون دعا اوسکو — ادسے میری غرض کیا ہی مناوسکا ہون خواستہ
جو کوئی چاہے کہ دوزخ ہی نجات اوسکو پیدا ہو — مقید ہو شریعت کا طبیعت کا شنیدہ

معاصب حسن ہو رہے تراب اوس سے یہی کیجے
ہمیشہ اپنی خدمت مین مجھے رکھیو خداوندہ

نہین لگتی کہین ہمارے آنکھ — جب سے دیکھی میان تمہاری آنکھ
مین تو قربان ہون اا آنکھ پر تیری — کیا رسیلی ہی کیا خماری آنکھ
سرمہ دنبالہ دار آفت ہے — مارتی ہے یہی کٹاری آنکھ
سبکی آنکھین چھپکتی ہین تجھسے — حق نے دی تجھکو ایسی پیاری آنکھ
عشق کیا تجھکو اوسکی چتون نے — ٹکٹکی لگ گئی نماری آنکھ
دستہ نرگس اوسنے دیکھتے ہی — پھیری غصے سے ایکباری آنکھ
خشم نرگس مین پڑ گئی پھلی — ہوگئی نظری اوسکی ساری آنکھ
کون ہو چار چشم اوس سے اب — جھلائے نہ کیون بچاری آنکھ

وہ تو ہر دل عزیز ہو گا تراب
جسکے اوپر پڑے تمہاری آنکھ

خیال ہندو کی جیب دیکھ بھی زنار مین دل — ہیچ کھایا ہی عجب کفر نے اسلام کے ساتھ
بیطرح زلف لگی ہی رخ گلفام کے ساتھ — کیون نہ صیاد رکھے دام کے ساتھ

دیوان تراب کا ہاتھ نوشتہ مسودہ

معلم سے کوئی کہدے وہ لڑکی کی نہ آرسے
کہیں اتر نہو جائے عمری دلکا پیارہ

ہزار کے چمن مین ایک گل پھولا ہی گلعذار
ہزارون بلبلین گرداسکے ہین مشتاق نظارہ

مسافر کیون نہو ہوے گھر لگائے کیون وان بستر
لے غربت مین مفت اوسکو اگر معشوق بھی پیارہ

نکلا جان کے مجھکو کہا اک شوخ پرفن نے
ترا اب ایسا بھی ہوتا ہی کوئی درویش ناکارہ

۲۱

جنون سے کچھ نہین چارہ کری کیا قیس بیچارہ
برہنہ پا برہنہ سر پھرے ہے بن بن آوارہ

نہ رونا ہی نہ ہنستا ہی نہ کچھ کہتا نہ سنتا ہی
شراب عشق لیلی سی ہوا رہوش یکبارہ

محبت جب ہوئی غالب نہین چھپتی چھپائے سی
فغان آہ و نالہ ہی تری عاشق کا نقارہ

وہ اوسکی قدر کیا جانے خدا حافظ نہین ہوتا ن
پڑا ہی ہاتھ مین لڑکے کے پیرے دلکا سیپارہ

ہمارے مشرب و مذہب سے زاہد کو خبر کیا ہے
وہ طفل شیر خوارہ ہی اوسے مجرہ ہی گہوارہ

اوسے آنکھ سے میری تو ناصح آستین اپنی
کریگا تجھکو تر دامن مرے آنسو کا فوارہ

وہ دل پر میرے دھر کے ہاتھ عرض کرنے لگا کہنے
ہوا ہی عشق کی گرمی سی تیرا دل تو انگارہ

ترا اب اوس شخص کو ہم نیک و خوش اوقات کہتے ہین
خدا کی یاد مین جسکی کٹے اوقات ہموارہ

۲۲

نہین ہے شادمانون کی اوسکو پروا نہ اشان کہتا ہے اسعد وہ
ادھر کی دنیا اودھر ہو اولٹ جائے سرخ پھیرے کبھی ادھر وہ

یہ دلربائی کی کیا ادا ہی کہ دل ملا کر ہوا جدا ہی
جو دل سی لو سپہت کدے کبھی تو آویگا اوسکو گھر وہ

کری ہی غیرون پہ لطف و رحمت رکھے ہی ہم سی کچھ تکلف
مجھے ہمارو یہی تاسف کہ دیکھتے ہی نہین خبر وہ

مری کہ بیدو کا ہون مارا ہے وہ جیتا مین ہی ہون ہارا
فراق اوسکا نہین گوارا کہون مین اوس سے جدا اگر وہ

مین تو ہون مفتون ہلہ رومت کہو مجنون مجھے
جیہین کچھہ لاؤن نہ میری حالت ابتر کو دیکھہ

حاضرات اوسکی کر و حبکا مجھے آسیب ہی
غشی ہوا ہون دور سے مین اک پری پیکر کو دیکھہ

ہمتو بتخانے مین زاہد حق کو دیکھا سچ بتا
تو بھی کچھہ حق سے ملا محراب و منبر کو دیکھہ

جسطرح صورت مین ہے منبر کی حق دیکھے تراب
اوسطرح مرشد کی صورت مین ہے پیغمبر کو دیکھہ

۲۵

جیسی بلبل کو ازل سے دوستی ہی گل کے ساتھہ
ویسی ہی صیاد کو ہے دشمنی بلبل کے ساتھہ

غمسے ہون خاطر پریشان داغ ہین دل سیاہ
مو بمو ہی مجھکو نسبت یار کی کاکل کے ساتھہ

زلف کے آگے تو سنبل خس ہے کیا اوسکی قدر
پیچ و خم کو اوسکے مت تشبیہ دو سنبل کے ساتھہ

محتسب مت ہو صراحی کا گلو گیر اس قدر
دم نکل جاہی گا اوسکا نالۂ قلقل کے ساتھہ

دل ہوے کتنے کباب اوسنے جو ہم میگون پر تراب
کچھہ گزک تو چاہیے مستون کو جام مل کے ساتھہ

۲۶

درد دل سنکے مسکرایا وہ
پیر یہہ تر س کچھہ نہ لایا وہ

منقبض تھا ہوا ہے ہجر سے دل
جان کے غنچہ کھل کھلایا وہ

غم سے جل بجھہ گیا مین ہجر ی مین
دھول اوڑانیکو بھی نہ آیا وہ

کل تو شوخی سے مجھکو قتل کیا
آج کیا دیکھکے لجایا وہ

اوسکے دلمین نہین جگہ میری
دل مین میرے بھلا سمایا وہ

سرو قد کے قدم تلے ہو دل
چاہتا ہے یہ زیر سایا وہ

ہوئے کامنین تراب اوسے
اوسکو دیتا ہی کیا بھلایا وہ

شمع محفل میں کھڑی روتی تھی پروانے کے ساتھ
گھر میں لیلیٰ جس سبھی تھی فتنہ لیلا نے کے ساتھ

ساقیا آتے ہی تیرے گرم مجلس ہو گئی
پھر گئی بہت عاقلوں کی بیخ پیمانے کے ساتھ

گھر بنا تا ہے خدا کا کر کے تجانہ خراب
شیخ جی کو لاگ دلبستہ تجانے کے ساتھ

تو نے اے مشاطہ کر دی ہے لٹا دل کی بہیر
کیا خطا کی زلف مشکیں نے ترے شانے کے ساتھ

دل کو دس کے ہاتھ کمانے کسطرح زلف سیاہ
زہر کرتا ہے اثر کالے کا کالے کمانے کے ساتھ

عفاست اعلیٰ کی باعث ہوتے ہیں ادنیٰ بلا
ہے مثل مشہور پیسے چاہیں گھن دانے کے ساتھ

خلق ہے کیا اوسکو مطلب شہر سے کیا اوسکو کام
حبسکو وحشت میں ہو اہو انس ویرانے کے ساتھ

خود بر و کرتے ہیں مخلقی عبث عشاق سے
خلق یکساں چاہیے اپنے او بیگانے کے ساتھ

چھوڑ کے ہمکو سیان وہ گھر چلا اپنے ترآب
ہے رقیب اوسکا مصاحب ہم نہیں جانیکے ساتھ

شمع سے ہو کے بات پروانہ
مر گیا جل کے رات پروانہ

اوسکا مونہہ دیکھتے ہی بھک گئی آگ
کہنے پایا نہ بات پروانہ

چھپ کے فانوس میں وہ بیٹھ رہی
رہ گیا مل کے ہاتھ پروانہ

کسی صورت پھر اوسکی ملنے کی
نہیں پاتا ہے گھات پروانہ

جب تلک بال و پر میں اوڑتا ہے
پاوے کیونکر نجات پروانہ

خیر چاہے تو پھر کبھی اودھر
نہ کرے التفات پروانہ

یار کا میرے مونہہ اگر دیکھے
شمع پر مارے لات پروانہ

جس جگہ پر چراغ جلتا ہے
جلتا ہے اوسکے سات پروانہ

تراب احوال تیرا جنکو کہیں منجانا مفصل اب
انتہی کوئی بات جسمیں نہ ہو سمیں جسمیں نہ ہو سب کی

عبث ہوتا ہی اب منکر دلیل عشق ہی ظاہر
نمی آنکھون کی زردی سونہ کی یہ شوخی سنی کی

۲۰
جب وصل ہو ترا وہی ساعت سعید ہی — جسدن گلے لگے تو وہی روز عید ہی
غیرون کے گھر میں جاتی ہو جب چاہتے ہو تم — مجھ سا تھ اتبلک نہی وعدہ وعید ہی
صورت پرست کہدے اوسے بت پرست — صورت مین جسکو عین مصور کی دید ہی
گلشن مین جس نہال کو آزاد کہتے ہین — سو اوسکے قد کا بندہ بے زر خرید ہی

حال اوسنے سن کے میری کہا تی کہا تراب
یہ واردات تازہ یہ قصہ جدید ہے

۴
جو بد دماغ ہو ہی عاشق کی کورنش کو — کیا مال عرض ہے اوس میر مزاج سے
ہر اک قدم پر اوسکے ہوتا ہی کیک صدقے — وہ خوشخرام دیکھو آتا ہی کس روش سے
پھر آئیگا وہ دلبر اتنا تو مت ہو مضطر — ہوتا ہی جی کمدرا دل تری طپش سے
اوسکا یہان تک آنا ممکن نہ تھا کسی طرح — لایا تھا یہان تک کس کوشش و کشش سے
گر باغبان ہمسے رکھتا عناد قلبی — کب چھوڑتے چمن ہم صیاد کی خلش سے
گو بندگی مین تیری بندے سے کچھ خطا ہو — تجھکو نہ بندہ پرور تم اپنی پروش سے

ساقی تراب کو دے اک جام بھر کے ایسا
زائل ہو عقل اوسکی فارغ ہو سر زنش سے

۵
آرا بدن پہ ضعف قوی مضمحل ہوے — ٹوٹا گھمنڈ تاب و توان سب خجل ہوے

قید کر اونکو چمن مین ڈال دو
جو دوانے ہین رخ گل فام کے

ہم تو غافل مجھے ہوا اب تجربہ
صبح سے آگے گھر مین بھولے شام کے

ساقی اودھر اک نگاہ لطف ہو
جو ترے محتاج ہین اک جام کے

یار آوے کون اب تیرے سوا
کام اپنے عاشق ناکام سے کے

عشق مین نامی ہوا جسکے تراب
جایئے قربان اوسکے نام کے

خدا کی شکل پر آدم بنا ہے
یہ آدم کیا عجب عالم بنا ہے

دل اوسکا ہی مثال لوح محفوظ
اوسیکی نقل جام جم بنا ہے

تعین مین نہین جز لاتعین
وہ ہی بچون یہ سب عالم بنا ہے

کہین موسی کہین فرعون وہامان
کہین عیسی کہین مریم بنا ہے

کہین زاہد کہین عابد کہین رند
کہین شبلی کہین ادہم بنا ہے

کہین دارا کہین شکل سکندر
کہین زال وکہین رستم بنا ہے

کہین ہنستا کہین روتا کہین چپ
کہین شادی کہین ماتم بنا ہے

کہین حکمت کہین دارو کہین درد
کہین زخمی کہین مرہم بنا ہے

کہین دشمن کہین ہے دوست جانی
کہین غیر وکہین محرم بنا ہے

کہین ذرہ کہین خورشید غرا
کہین قطرہ کہین قلزم بنا ہے

تراب اوسکو رسیدم بھولیے مت
کہ وہ ہر دم ترا ہمدم بنا ہے

۱۳

سنا سینے یہ مرشد کی زبانی — وہ سب مین یون ہی جون مین پانی
خدا کہتا ہے الانسان سر ہی — کہون کس سے مین یہ سر نہانی
بنایا اوسنے آدم کو خلیفہ — کرے وہ کیون نہ سب پر حکمرانی
پڑا ہی اسم جامع کا وہ مظہر — رکھی ہر چیز سے اوسمین نشانی
بنایا ہے اوسے صورت پہ اپنی — زیادہ اس سے کیا ہو کی کلانی
رکھا بار امانت اوسکے سر پہ — نہ آئی اوسکے دل مین کچھ گرانی
کہا تب ظالم و جاہل ہی انسان — یہ لفظون کے عجائب ہین معانی
لگا کرنے وہ اپنے نفس پر ظلم — ستایا اوسکو یہ دشمن ہے جانی
وجود غیر سے جاہل ہے مطلق — نہو کیون اوسپہ حق کی مہربانی
امانت دار عشق و معرفت ہے — نہین جگ مین کوئی آدم کہ ثانی

لفحت فیہ من روحی کادم سہر
تراب آگے نکر لحال اللسانی

۱۴

مین تجھسے بڑھکے کیونکر جاؤن آگے — نہین پڑتا ہے سیر ایانون آگے
ترے پیچھے مین جی ہارا ازل سے — گیا چل مجھتے اوانون آگے
کہان صحرا سے باہر جاے مجنون — نظر آتا نہین کوئی گانون آگے
جگر خون ہو گیا غم کھاتے کھاتے — زیادہ اس سے کیا غم کھاؤن آگے
وہ ہمدم ہمقدم میرا ابھی ہو — جو پانی اشک سے چھپکر کاؤن آگے
وہ آپی ہے اندھیری رات کا چاند — اوسے مشعل مین کیا دکھلاؤن آگے

کوئی جس روز سے کے بن سے ابشیخ ہے میری
بتون سے مہ گئے اک بار سب الصنم خالی

تراب اوسنے نہین کل دیکھتے ہی موڑلی آنکھین
نہین ہے علت وحشت سے یہ آہو کی رم خالی

۱۷

گولی مین اوسکی سرخ نہین ہو رہی لگی
یہ دل کے کھینچنے کے لیے ڈور ہی لگی

نرگس کی طرح لگ گئی ہے ٹکٹکی اوسے
میری تو آنکھ یار سے اب روز ہے لگی

یار و اوسی نے دلکو مرے کشتہ خون کیا
مہندی یہ جسکی انگلی مین ہر پور ہے لگی

کیا کیا حلاوت اوسکے لبون سے ہے خطکی تئین
میٹھے کی چاٹ مین ہے بھلی صورہے لگی

اے کاش بعد مرگ بھی دیدار ہو نصیب
یہ آرزو **تراب** کو ناگور ہے لگی

۱۸

سرو مہری ہی غضب شوخ جفا کارون کی
گرم ہے ظلم سے بازار ستمگارون کی

گھاو کاری جو لگاوے مژہ و ابرو سے
احتیاج اوسکو نہین بر بھی قتالو لرون کی

جان و دل مر کرے بار نیا دی تو بھی
کیفیت پوچھو نہ کچھ خوبون در بارو نکی

کسطرح سب کی طرف یار برابر دیکھے
ایک مطلوب ہے کثرت ہی طلبگارون کی

گھر مین غیرون کے تو رہتا ہی مہینون برسون
خانہ ویرانی ہو کیونکر نہ ترے یارون کی

خنجر زر کو بغل مین لیے پھرتے ہین نڈر
محتسب دیکھ تو کیا شوخی ہے عیارون کی

کہ کے سیمابی طبیعت نے لگا لئے ہاتھ
نبض دیکھی جو ترے عشق کے بیمارون کی

ہاتھ مین لیکے چھری کرتے ہین صیاد شکار
عیش کیون تلخ نہو مرغ گرفتارون کی

یار کہتا ہو مین لیتا ہون خبر دل سے تری
کیون خبر شاد کرون اخبار کے ہرکارون کی

۲۰

رشکِ حاسد سے ہمکو کیا غم ہے — تو ہی اور ہم ہین جب تلک دم ہے
عقل جاتی ہے عشق کے آتے — اتفاق انمین تو بہت کم ہے
جسمین انسانیت نہو کچھہ بھی — وہ تو حیوان شکل آدم ہے
چشمِ عبرت سے ہمنے دیکھا خوب — اس جہان کا عجیب عالم ہے
اک طرف شور و غل ہی عیش و خوشی — اک طرف آہ و درد و ماتم ہے
پھول ہنستا ہے اور کلی ہے چپ — مونہہ پہ دونون کے روتی شبنم ہے

کس سے کہیے تراب اسکا بھید
اس حقیقت سے کون محرم ہے

۲۱

چھپا نہین جو کہون ہر بلا یہ سب حق ہی — خدا نہین کہ بھرا سب وجود مطلق ہی
وہی وجود ہے ساری تمام عالم مین — اوسی وجود سے سارا جہان مشتق ہی
وہ بیچگون کے سوا اور کچھہ نہین کیسے کہون — بیچگونگی سے جو کوئی اوسکی پوچھے احمق ہی
جو بات حق ہی ہے عبث قیل و قال ہی اوسمین — موحدون سے خلاف عالمون کو ناحق ہی

تراب کیون نہو نور خدا سے روشن دل
کہ ہر مکان کو صاحب مکان سے رونق ہے

۲۲

شیخ حرم او پیر خرابات ایک ہی — کچھہ اصل مین خلاف نہین ذات ایک ہی
ہندو سے پوچھو چاہو مسلمان سے پوچھہ تو — دونو یہی کہینگے کہ حق بات ایک ہی
وحدت کی آنکھہ سے جو نظر بھر کے دیکھیے — عالم زار ض تا بسماوات ایک ہی
گیرندہ و دہندہ وہی ایک ہے وہی — احوال کو دیکھہ پڑتے ہین دو بات ایک ہی

تجھے اے محتسب ناحق خلش ہے
حریفان صراحی گردنون سے

کہا لیلیٰ نے ہنسکے حالِ مجنون
یہان آیا نہ کتنے دنون سے

سلوک راہ حق بے پیر کیا ہو
نہین خالی یہ رستہ رہزنون سے

قبائے شبنمی سے ہون ترا اندام
ملے ہم کیسے ان نازک تنون سے

ترا اب اوس بت کا دل تجھسے ملے کیا
رکھے ہین لاگ کافر مومنون سے

۲۵

جب تلک تجھسے نشان ہے یار کو سون دو رہی
تو نہوے جس مکان مین وان وہی بھر پور رہی

یہ تصور یاد رکھیو یار دو وقت ذکر ہو
ذکر ہی جسکا وہی ذاکر وہی مذکور رہی

حق تو ہے پردہ عیان ہے آنکھ کھولو دیکھ لو
سو سمجھتا جسکو نہو وہ کیا کرے معذور رہی

غلبۂ احوال سے منصور انا الحق کہہ اوٹھا
جو ہے سو مدہوش ہے یہ تو مثل مشہور رہی

کہتے ہین عالم مین صاحبدل خدا والونکو سب
جان بھی اوس لکو کہیے جسمین اوسکا نور رہی

فاعل مختار ہی اللہ جاہے سو کرے
بندہ بیچارہ سراپا عاجز و مقہور رہی

عشق کے جذبے سے بیخبر ہی ترابؔ ادھر اودھر
کچھ نہین چلتا ہی اوسکا کیا کرے مجبور رہے

۲۶

وہ کب بھولتے ہین بھولا کے ہمارے
جو ہین خوب دلمین سمائے ہمارے

سوا اونکے اب کچھ نہین دیکھہ پڑتا
بھلے یار آنکھو نہین چھائے ہمارے

پیر کی مجلس مین پہونچین الٰہی
کبھی ہون جو مجلس مین آئے ہمارے

علی و نبی کا رہے اوسپہ سایہ
رہے جو کوئی زیر سائے ہمارے

کیا سُنا کر مجھکو کہتا ہی تو ای مطرب بچے
ابتو کچھ مجھکو نہین گانا بجانا یاد ہی

سیر ہی ارنی کی صدا سن سنکے کیا کہتے تھے آپ
مجھکو تیری لن ترانی کا ترانا یاد ہی

یاد کرتے کرتے جسکو قیس مجنون بن گیا
پوچھو لیلی سے تجھے کچھ وہ دوانا یاد ہی

کسطرح کہیے نہین وہ جانتا مجھکو تراب
جسکو صدہا شعر میرا عاشقانا یاد ہے

۲۹

بال زلفون کے جو سرکش تھے پڑے
ٹوٹ کے پانون پر اوسکے گر پڑے

جاتے ہو کیون چھپکے بتخانے مین تم
شیخصاحب قبلہ و کعبہ مرے

بت پرستی کیا پسند آئی تمھین
کیون طریق حق پرستی سے پھرے

مت کہو حق جلوہ گر ہی سب کہین
یہ فریب نفس کے ہین ماجرے

زلف کافر مین پھنسا یا دل عبث
ہنستے ہین سب ہندو نکے چھوکرے

جسطرف چاہے اودھر لجاے عشق
کچھ نہین چلتا ہی دل کا کیا کرے

الامان خوبون سے یارب الامان
ہوتے ہین یہ قوم سب جادوگرے

جسکو اچھے کہہ رہے تھے سب یہان
عشق مین وے ہوگئے کیسے برے

مارکے مشتاق مرجاتے نہ کیون
ملتے ہین کب حور و غلمان بن مرے

ضندلی پوشاک جانان سونگھ لے
غم سے اوسکے دلمین بجر ے

ساقیا اتنک نہ مے سی جی بھرا
ہوگئے خالی ترے کتنے گھڑے

ہر مژہ تیرا ہے جون ناوک کا تیر
اے کمان ابرو مین قربان ہون تیرے

خوب مارا دل پہ اک چتون کا وار
آفرین شاباش پیارے واہ پھر ہے

۳۳۲

یارو اب دل کو میرے صبر نہین آتا ہی
دیکھو مونہہ پھیرے ادھر سے وہ چلا جاتا ہی

کسطرح اوس سے کہون بھر کے نظر دیکھہ ادھر
مجھسے جو آنکھہ ملاتا نہین شرماتا ہے

روبداد اوس سے بھلا کون کہے اب میری
جسکے قاصد سے مرا حال جو جھنجھلاتا ہے

کیون نہ ہم پہلو تہی کرکے وہان سے اوٹھین
اپنے پہلو مین رقیبون کو وہ بٹھلاتا ہے

کون اوس سے کہے کفارہ ہی اسکا بوسہ
جھوٹی ہر بات مین یا اپنی قسم کھاتا ہے

کیون نہ صحرا مین رہون کیسے جنگل مین پھرون
مین تو دیوانہ ہون مجنون سے مجھے ناتا ہے

گھر سے باہر جو نکلتا نہین لیلی کی طرح
خانۂ دل مین ترا اب اوسے پاتا ہی

۳۳۳

کچھہ لائے نہ لیکے جہان سے
آئے اور چلے گئے جہان سے

کیا صاف اوٹھے جو پاک دامن
ننگے اور کھلے گئے جہان سے

دکھہ سکھہ مین خدا کو جو نہ بھولے
وے اچھے بھلے گئے جہان سے

باطن مین الگ تھے سب سے دانا
ظاہر مین ملے گئے جہان سے

افسوس نکر کہ نخل بے بر
پھولے نہ پھلے گئے جہان سے

صرصر سے بھی چمن کے بوٹے
تازے اور کھلے گئے جہان سے

تو بھی جو ترا جگ سے امید
شکوے اور گلے گئے جہان سے

۳۳۴

رسیلی آنکھہ تری گرچہ قتل عام کرتی ہے
یہ یہ ترسیلی چتون اور ہی کچھہ کام کرتی ہے

بگھرتی ہی کبھی بل کھا کے ہوتی ہی کبھی حلقہ
وہ کاکل نت نئے پیچون سے طرح دام کرتی ہی

جو اپنے نفس کو ماری او شیطان کو کرے خارج
وہی منشی ہے دین و دلیشوں کے خزانے کی سپاہی ہے

مزہ دنیا ہی کیسا نفس جل بھن کے فقیروں کا
وہ کیا جانے خورش جسکی کباب مرغ و ماہی ہے

فقیروں سے او الجھنا مت مبادا بد دعا دیویں
سند اسکی ہمین ارشاد خصمت منکہ گاہی ہے

بڑی ہے ذلت اوسکو مجرئی ہونا امیرون کا
گلے مین جسکے کفنی سر پہ جسکے تاج شاہی ہے

خدا درویش کی حاجت ڈالی اہل دنیا پر
حقیر اوسکی نظر مین پھر تو وہ خواہی نخواہی ہے

ترا آگے وہی جا کے کہے کسطرح سے اوقات
ابھی تک تو ہماری اچھی صاحب نباہی ہے

۳۷
خوب عاشق کی عیادت کر چلے
ہو گئے بیمار سب چنگے بھلے

پھر وہ گل مجھسے ملا یار و بجوش
دوست میرے خوش ہوئے دشمن جلے

رات آدھی کٹ گئی آیا نہ یار
کہہ گیا تھا آؤنگا دو پہر ڈھلے

آگے طاقت انتظاری کی نہین
وصل کے وعدے بہت ایسے ٹلے

قاصد اوسے کہیو ہم صدقے ترے
کچھ تو کر مشتاق سے آوے ملے

نحن اقرب کہکے از بہر خدا
آ تو لگ جا ایک دن میرے گلے

اک مرے دلکی کلی کھلا گئی
اوسنے گل کے سب پھولے پھلے

سایۂ طوبی ہمین پڑتا ہے دیکھہ
یار کی دیوار کے سائے تلے

ہم ملا وین اوسکو مولی سے ترا ب
جو خدا کے واسطے ہمسے ملے

۳۸
ہے سب اللہ آگے کیا کہیے
قصہ کوتاہ آگے کیا کہیے

کسطرح اندھانہ بھٹکے راہ مین چاہیے ساتھہ اوسکے اک رہبر رہے

حق جلیس اوسکا نہو کیونکر شراب
ذکر و فکر اوسکا جسے اکثر رہے

برمین جسکے یار سیمین بر رہے
اوسکو کب پروائے سیم و زر رہے

دل مین وہ نوک مژہ یون چبھہ گئی
رگ مین جیسے ٹوٹ کے نشتر رہے

گھر نہ اجڑین دوستون کے اوسکے کیون
جو ہمیشہ دشمنون کے گھر رہے

لات ماریں تخت طاؤسی پہ ہم
یار کے در پر جو نت بستر رہے

برزخ مرشد سے ہو جسکو لگاؤ
کب بھٹکتا وہ ادھر اودھر رہے

تجھکو کیا ملنا ہما حاجت شراب
پیر کا سایہ ترے سر پر رہے

جسکے جیمین حب تیمم بر رہے
نیک ہو اوسے نہ کوئی بد تر رہے

ہو جسے توحید افعالی کا ذوق
وہ تماشائی باز یگر رہے

جسکے ہاتھون سے نہو کوئی کام نیک
کسطرح اوسکا نہ کام ابتر رہے

خیر پر جسکا قلم جاری نہو
گاؤ خر و اوسکا نہ کیون دفتر رہے

اوسکی صورت دیکھہ سب بجوین غش
ہوش عاشق کا بجا کیونکر رہے

ناصحا مجھسا دوانہ تو بھی ہو
سامنے جب وہ پری پیکر رہے

زاہدا مت سامنے رندون کے کہہ
دیکھیے کب تک یہ دامن تر رہے

تب ہی تک ہے گرمی بزم طرب
جب تلک مونہہ سے لگا ساغر رہے

کوئی لخوبون کو سکھاوے نہ کہیںکا دامن
عاشق بیدل و بے مین عبث رسوا ہی

پھیر لائے کوئی ایدھر نہ اودھر جاوے
جان جاتا ہی مرا یار نہین جاتا ہی

اپنی خواہش کے موافق نہو اکام کوئی
دہنی ہونا ہی شراب اوسنے جو کچھ چاہا ہی

۴۴

آنسوون سی نہ فقط پیش نظر پانی ہی
اشکبارنی مین جدھر دیکھو اودھر پانی ہی

واعظ اسطرف نہ آدیکھہ کہین ڈوب نجا
دیدہ تر سے یہان تا بکمر پانی ہی

شست شو اسقدر اے شیخ خنک طبع نکر
مرد بارد کو بڑھاپے مین ضرر پانی ہی

آتش کینۂ اعدا سے اوسے کیا خطرہ
جسکی ہیبت سے مخالف کا جگر پانی ہی

جوہری تجھکو حقیقت سے نہین کچھ بھی خبر
جم کیا قطرۂ نیسان پہ گہر پانی ہی

دیکھہ پڑتی ہی نہین ابتو کہین خشک زمین
زور سیلابی سے سب جنگل و بوبانی ہی

مجھکو جرات نہین پڑتی ہی کہ واتک جاؤن
بارش تند سے اب یہ زور برپانی ہی

تو ہی لادے خبر اوسکی وہ کہان ہے بالفعل
قاصد اعذر نکر آج کہ جھڑ پانی ہی

پھر تکلف ہے شراب اوسکو مری گھر آنا
یون ہی برسات مین شدت سے اگر پانی ہی

۴۵

قیامت کیون نہ اوسکو یار کی بیدل مین گذری
گھڑی دن رات جسکو ہجر کی فریاد مین گذری

کہون کیونکر نہ شیرین کام ہو شور و رقیب اوسکے
جو شیرین کی لیئے تلخی جان فرہاد مین گذری

نہو کسطرح سے خوشدل ہی کسطرح کی غمگین
خیال اوس جان جان کا حبس دل ناشاد مین گذری

جو عاشق عید قربان مین ہو کر قربان جاوے
رقیبونکو قیامت تک مبارکباد مین گذری

کہے کون اوس سے اتنی بات ہی ہی
جدائی سے نہ اوسکو مار لیلی

خدا کا ڈر نہیں کچھ ناخدا کو
کرہ مجنون وار ہی اور پار لیلی

لیے ہی ہاتھ مین اوسکے لیے کیون
حنا کے رنگ سے ہتھیار لیلی

ترا ب ایدھر اودھر دل کو نہ بھٹکا
کہا نکا قیس و کسکی یار لیلی

۴۹

ہماری درد مندی ہجر مین اوسکی بڑہا جانے
وہ اک بیدرد جانا ن کے کیونکی رو کیا جانے

کیا کیا ہو نہین لیسا کہ ظالم اوسکو کہہ بیٹھے
جو مجھہ پر یار کی جور و جفا کو نارو اجانے

ہمیشہ سے پھر کبھی باہر نہ پڑتا اک قدم تیرا
تو رنگ و بو ترے گل کی کیفیت کیا جا جانے

کہے مت نیک اوسی کو کوئی کر ی جو سبکی بد گوئی
بھلا کہیے اوسے جو آپ کو سب سے بڑا جانے

ترا ب اک مرد احقر ہی ملا متیہ قلندر سے
وہ جگمین سب سے بد تر ہی اوسے کوئی کیا بھلا جانے

۴۹

گدائی اونکو شاہی ہی نہ کوئی اونکو کہ جا جانے
بچارا اہل دنیا کیا فقیرون کی صدا جانے

کہا جسنے نہین میری ہر اوسکا کس سے کہیے سر
دوانہ ہو جو کوئی انسان کو ہی سے جدا جانے

جہان سے ہے پھر جانیکے واں کا کل رہینگے یان
وہ احمق ہی قیام اپنا جو دنیا مین سدا جانے

جب اوسکو بندگی کرنا ہو منہ مے پھیر لیتا ہی
مزاج اوسکا پھرا ہی ہمسے اب کیسا خدا جانے

ہوے نفس کو اپنی کیا سے پیشوا جسنے
ترا ب اوسکو بھلا اسطرح شیخ مقتدا جانے

۵۰

ہوئی اوس سے کیا جان پہچان میری
گئی جان میری گئی جان میری

ہم تو مسجد سے عرش کے اُوپر — سُن کے قد قامت الصلات چلے
کیون نہو عید عاشقون کو یہان — گھر سے دے کر کے شب برات چلے

اوس سے بازی تراب جیتے کیا
عاشقون کو جو کر کے مات چلے

۵۴

بلبلون پر کرے ای صیاد احسان چھوڑ دے — فصل گل آئی ہی ظالم چھوڑ دے دامان چھوڑ دے
اکطرف ہیہو مچی ہی اکطرف ہین گل کھلے — دیکھ لے بلبل تماشائے گلستان چھوڑ دے
شانہ اتنی چیرہ دستی لف جانان سے نکر — مت پکڑ انتون سے اوسکے گیسوئے جانان چھوڑ دے
لیلی خلوت مین کہے تجھ سے کہ مجنون ہی — بیٹھ رہ در پر مرے جنگل بیابان چھوڑ دے
شست و شو ظاہر مین کی کیا بہت کرتا ہی تو — صاف کر دل کو ذرا وسواس شیطان چھوڑ دے
زندگی ہی تنگ ہو مرنکی خواہش ہو جسے — کہدو اونسے ہمارے دار و دوران چھوڑ دے
اوسکو زاہد کیسے جولذت نہ دے کچھ نفس کو — خشک روٹی کھا کے ذوق مرغ بریان چھوڑ دے
بحر کے دامن مو نہ لیجاتا ہی وہ چن چن پھول — کیون پکڑ کے باغبان گلچین کا دامان چھوڑ دے

مرتی ہی اوسپہ لیخا کہدے یوسف سے تراب
جا عزیز مصر ہو یہ چاہ کنعان چھوڑ دے

۵۵

کلک بند جوے رہینگے قید زندان چھوڑ دے — ہون ترے قربان روز عید قربان چھوڑ دے
ایسے جاہل کی عبادت کچھ نہین جس عمر بھر — صوم داؤدی رکھے اور صوم رمضان چھوڑ دے
پہلی بسم اللہ مین اوستاد کو بسمل کیا — کیون نہ اوس کے کے ہاتھ وہ دستان چھوڑ دے
یون رقیب مرزدہ ہوتا ہی ہم عاشق کو دیکھ — جیسے رستے مین کوئی شیر نیستان چھوڑ دے

اہل سنت سے تقیہ گر سنو ممکن وہان
بود و باش سبز و لار و ملک ایران چھوڑ دے

باغبان پھولونکی ڈالی گر بنانا ہی تجھے
لالہ و گل توڑ لے نرگس کو حیران چھوڑ دے

اے مسلمان گر تری دلمین خدا کا خوف ہے
توبہ کر اپنے گناہونسے اور عصیان چھوڑ دے

قتل پر عاشق کے گر تجھکو مخالف بارہ دے
ایکدن گردن پہ اسکے تیغ بران چھوڑ دے

کیا مسیحت نے تجھے جنجال مین ڈالا تراب
باز آ مسیحی سے اب حرص مریدان چھوڑ دے

۵۷

ہم اونکو کہتے ہین اللہ والے
جو ہین بندے تری درگاہ والے

ہزارون مین کوئی دو ایک ہون گے
بہت کم ہین خدا کی راہ والے

حقیقت کو ہر اک صورت مین ظاہر
سمجھتے ہین دل آگاہ والے

عیان ہین وے نہین کچھ ہمسے پردہ
چھپے ہین کب ہماری چاہ والے

تراب اونپر رہے پیرون کا سایہ
جو کوئی ہون ترے ہمراہ والے

۵۸

جس شخص کا دل مرشد برحق سے پھرا ہی
وہ حق سی پھرا ہی او پیمبر سے پھرا ہی

ہی پیر تو برحق کہ پیمبر کا ہے نائب
اودھر سے پھرا پہلے جو ایدھر سے پھرا ہی

کہتے ہین سبھی اوسکے نشیمن قبلہ و کعبہ
کیا کہیے اوسے جسکا مکان اودھر سے پھرا ہی

کوئی پیر کی دیوار کو ٹیڑھی نہین کہتا
بخت اوسکا ہی برگشتہ جو اوس گھر سے پھرا ہی

کیونکر نہ مطیع اوسکو کہین سرکش و باغی
جو شاہ کے شہزادۂ افسر سے پھرا ہی

مقبول پیمبر اودے کسطرح سے کیے
جو حضرت شبیر او شبر سے پھرا ہی

۶۱

کون کہتا ہی وہ ہمسے دو صد فرسنگ ہی — ہو مجسم آئینا گنتم وہ سد سنگ ہی
کسطرح سے کہیے اوس موجود کو بیرنگ ہم — جلوہ گر ہر رنگ مین دیکھو وہی سرہنگ ہی
مومن و کافر حقیقت مین نہین دیکھو کون ہی — کوئی بیگانہ نہین ایسمین ناحق جنگ ہی
وسعت اوسکی عرش سی زیادہ مجھے پڑتی ہی نظر — خانۂ دل دیکھنے مین گو نہایت تنگ ہی

وہ عبث کرتا ہی دعوی عشق بازی کا تراب
جو گرفتار حیا و شرم و نام و ننگ ہے

۶۲

کس مستانہ کی ہاے مجھے بددعا لگی — اوس شوخ چشم سے جو مری آنکھ جا لگی
رونے سے ایک پل نہین فرصت مزاج مین — یہ آنکھ کیا لگی مرے پیچھے بلا لگی
تصویر میری دیکھکے کہتے ہین سب یہی — کیا جانے اس غریب کے دلپر ہی کیا لگی
دل کامرے تو ہجر مین کل ہو گیا وصال — افسوس کچھ نہ اوسدیہ اور دعا لگی
ملتا ہون ہاتھ سر شک سی موتا ہون ہاے مال — کیا شوخ اوسکے پاؤنمین ہر گز حنا لگی
دلتنگ کیون نہو ن اُن گریبان پھاڑون کیون — بستنگ و حیست برمین ہی اوسکی قبا لگی
پوچھے تو کوئی اوس بت بیباک سے یہ بات — کیون ہمکو قتل کرتے نہ تجھکو حیا لگی
کیون مجھ ہی دو بدو وہ سیاہی بچے سے تو — انخون گرفتہ دل ہی تری کیا قضا لگی
کیون یار دیکھتا ہے تو آئینہ بار بار — کیا اپنی سج تجھے بھی بہت خوشنما لگی
غمخوارگی مین زخمی سے اپنے کہو تم — دلپر ترے جو چوٹ لگی سو بجا لگی

کیونکر تراب اوس سے کرے دل لگی بھلا
مثل حباب جسکو ہے ہر دم فنا لگی

۶۵

جوہر اوسکا دل ہی جانی جسپہ اوسکا کاٹ ہے
تیغ ابرو مین کچھ اوری بانکہ اوری گھات ہے

عقل غوطے کھاہی پایان اوسکا پاتی ہی نہین
عشق کے دریا کا کیا لینا اوچڑا پاٹ ہے

باخدا تھے جو سو یار اچھی طرح سے ہو گئے
باخدا کی ناؤ دیکھین لگتی اب کس گھاٹ ہے

خاکساری مین دیا ہی حق نے جسکو مرتبہ
رشک قالین اوسکا فرش بوریا و ٹاٹ ہے

یار و مین نے یاد نہین کہتا ہون چلکے دیکھ لو
حسن مین کچھ ماہ اوس مہ جبین سے گھاٹ ہے

بیطرح دوڑا ہی سبزہ اوسپہ شبنم کے گرد
خوب میٹھی چیز سے مور سیہ کو چاٹ ہے

اتبو گردش سے فلک کی سب ہی کا یکسان ہی رنگ
چرخ کا دورہ ہی گہڑا نیل کا سا ماٹ ہے

منہ پہ ہو مداح اور پیچھے کرے اوسکی بدی
یار و جو ایسا ہو وہ شاعر نہین بھانٹ ہے

کیون نہ دامنگیر ہو اوسکا یہ دل میرا تراب
جسکے خون سے تر بتر دامن کا اوسکے پاٹ ہے

۶۶

یار و یہ خوب اپنا جانا ہے
اوسکا جانا قیامت آنا ہے

وہ کمان ابرو رخ کرے جو ادھر
تیر کا اوسکے دل نشانا ہے

تجھکو اپنی قسم بتا دے سچ
دل تو کسپر ہوا دوانا ہے

یار نے آنکھ ہمسے کیا پھیری
پھر گیا ہمسے اک زمانا ہے

دلمین اوسکے منہو جگہ جسکی
کہین اوسکو نہین ٹھکانا ہے

زاہدا تو ہے اور بیت اللہ
مین ہون اور اوسکا آستانا ہے

اوسنے ناحق تراب کو لوٹا
عاشقی کا فقط بہانا ہے

اسمین کچھ شک نہو جیسو د اللہ — منظر ذات پاک انسان ہی

خود خدا سے الخلق فیہ کہا
تو عبث اسے تراب حیران ہی

اوسے کیا درد ہو گر صید بسمل آہ کرتا ہی — جو بیدردی سے وقت ذبح بسم اللہ کرتا ہی
دو اک ظالم ستمگر خدا اوسکے کرے اکام — ادھر مین آہ کرتا ہون اوُ دھر وہ واہ کرتا ہی
بہت اوسکا ہے پرہیز اور فرخ کو وہ شقی سمجھے — کوئی کمتر عبادت خالصاً للہ کرتا ہی
کسیکو رنج و زحمت دی کسیکو عیش و راحت دی — مہین خالی از حکمت جو کچھ اللہ کرتا ہی
اسیر دام ہونے کو کوئی تیار ہو نہین دنیا — خدا قادر ہی اگدم مین گدا کو شاہ کرتا ہی
کیا ہی ہمدان نے خطا کے اوسے ہر گز — بنی آدم کو دنیا مین وہی گمراہ کرتا ہی

فقیرون کی دعا بد ہے غضب ہے الامان اوس سے
ترا ب اس بات سے یارو تمھین آگاہ کرتا ہے

سوا اوسکے یار و ہمدم اور کوئی — رہا آشنا کب بیمہر طور کوئی
مرا یار ہے مرا قدر دان ہے — کرے اوسپہ تہمت جور کوئی
مرے حسن کے نہ فریفتہ — جو ہستی مین اپنی کرے غور کوئی
رہے گے الگ کب تلک ہمسے ساقی — ادھر کیا ہو گا ترا دور کوئی

ترا ب اوسکا بندہ اوسی وقت ہو نہین
خدا سے ملاوے جو فی الفور کوئی

نہ کوئی معشوق ہے صبور ی نہ کوئی عاشق مجاز ہی — وہ اپنے حسن پر خود آپ گرم عشقبازی ہی

دیوان تراب ردیف یا تختانیہ

تراب

جو بندہ سیم و زر کا ہو امیروں کے قدم پکڑے
جسے شاہوں سے ملنا ہو وزیروں کے قدم پکڑے

جو شاہد بازی و صورت پرستی کا رکھے شوق
بتان سادہ رو و دلپذیروں کے قدم پکڑے

جسے کچھ سیکھنا منظور ہو علم و ہنرمندی
سو استاد ہنرمند و دبیروں کے قدم پکڑے

جو کوئی چاہے کسی صورت سے نقش اوسکا شکستہ ہو
تو اپنے معنی و حرف گیرون کے قدم پکڑے

جسے ارواح سے پیرون کی حاجت ہو مددگاری
تو مرشد زاویہ و اولاد پیرون کے قدم پکڑے

جو کوئی چاہے کہ صحبت مین کسیکی دلکی صیقل ہو
تو اہل الحسن و روشن ضمیرون کے قدم پکڑے

جسے توحید و فقر و مستی کا ہو مزہ چکھنا
تراب ایسے مجاشاہی فقیرون کے قدم پکڑے

اوسدن سے پھر کبھی نہ ہماری پلک لگی
آنکھ نہین جب سے یار کی پیاری جھلک لگی

یارب کیا بشر تھا کہ جسکی مثال مین
شکل پری نہ صورت حور و ملک لگی

زنار باندھ لے ابھی تسبیح ڈالے توڑ
زاہد اگر تو دیکھے وہ صورت تلک لگی

پھرتا ہی گرد او سکے مری طرح رات دن
تیری بھی آنکھ یار سے کیا اے فلک لگی

جب جانیے تراب تو یکتا ہی عشق مین
اوس بت سے تو رہے دم آخر تلک لگی

قیس و لیلی کا مجھے قصہ پرانا یاد ہے
مجھکو اپنا اور ترا تازہ فسانا یاد ہے

اڑکپن سے تا جوانی جو چلے کرتا رہا
مجھکو شوخی کا تری اگلا زمانا یاد ہے

کیا ہوا گر تو نہیں لوگو نہیں کتنا ہی کچھ
وے ہی تسکین تری آنکھ اشارات مجھے

یار و کچھ پوچھو نہ تم دل پہ جو گذرے ہے مرے
عشق میں مت کرو بدنام کسوسات مجھے

مجھکو صورت سے نہ کچھ کام نہ سیرت سے غرض
تو ہو محبوب تری ہے فقط اک ذات مجھے

چاہ سے دلکی مرے پیارے نکرنا ہی عبث
کہ مکرنے سے ترے ہوئی کچھ اثبات مجھے

جیسے آتا ہی نظر جلوہ نیرنگ تراب
دیکھیے تا ہی جہان مثل طلسمات مجھے

۱۰

نہیں جس سی ہرگز ملاقات ہے
جو دیکھا تو سبکے وہی سات ہے

وہی ہے سمیع اور وہی ہے کلیم
یہ طرفہ سخن ہے عجب بات ہے

رہو جاگتے چاہو سوتے رہو
مصاحب تمھارا وہ دن رات ہے

تصرف او قدرت کہان ہمسے ہو
ہماری تو کریار کے ہات ہے

حقیقت کو اپنے جو سمجھا ہی خوب
وہی اہل کشف و کرامات ہے

صفت جسکی سب سنکے مشتاق ہین
خدا جانے یارو وہ کیا ذات ہے

وہ کیا گھر ہین تیرے لبا ہی تراب
کہ دن عید ہی رات شبرات ہے

۱۱

یارو جو خوب حقیقت سے خبر ہین اپنے
معرفت ہین وہی منظر نظر ہین اپنے

چاہون مسجد ہین ہو چاہون بسون دیر ہین جاتے
حق رہی پاس تو پھر دونو یہ گھر ہین اپنے

ہمسے جو رکھتے ہون نسبت یہ نصیحت ہے اونھین
غیر کا نام نہ لین مونہہ سی اگر ہین اپنے

کا تعارب ہین اقارب نہین کچھ اسمین شک
اونسے بانھین تو غیرون سے تبر ہین اپنے

کرے کوئی میری قسم پہ صاد مجھے کون دے سخن داد
نہ تو تسلیم ہی نہ جھنجھلا ہی نہ نظام ہی نہ فریاد ہے

بنگاہ کاظم رہنما التفصیل باسط مقتدا
ہی وہی شعور تراب کا جو تلمذ رون کی مید ہے

۲۵
شعر ابر دو کونہ دو مصرع عالی کہیے — بیت سر مطلع دیوان ہلالی کہیے
ظلمت کفر ہے وہ ظاہر و باطن ہی سیاہ — زلف کافر کو نہ کسطرح سے کالی کہیے
آہ کیا داغ جگر جلتے ہیں کیا سینہ ہے واہ — دیکھیے انکو چراغان دوالی کہیے
کیفیت مرنے او جینے کی نہ جس پہ کھلی — اوس سے کیا حال تغیر و بحالی کہیے
حی قائم جو بس از مرگ ہیں رہتی ہمہ — یار و اوس روح کو ہم روح مثالی کہیے
ذرے ذرے میں چمکتا ہی وہی مہر منیر — نور سے اوسکے نہ کوئی ذرہ کو خالی کہیے
کہتے ہو مجھکو خدا عشق سے محفوظ رکھے — کیوں نہ ہم ایسی دعا کو تری گالی کہیے
مرد غازی نگر و ظالم جو بنے ناظم ملک — اوس سے کیا مصلحت ملکی و مالی کہیے

جوش دریا کے سوا کچھ نہیں موجون میں تراب
غیریت موج کی وہمی و خیالی کہیے

۲۵
اتنو رہتی ہی یہی حق سے مناجات مجھے — بندگی او سکی نہ بھولے کسی اوقات مجھے
جو تمنی کہنے کے لائق سو کہی بات مجھے — اور کیا کہیے گا اسی قبلہ حاجات مجھے
باغ ہو بادہ ہو ساقی ہو صنم ہو سر مین — کیفیت وہی تہ جبین ہو سر سات مجھے
مہندی پاؤ نہین لگی او سکے ملون کیون مین تلوے — او سکے قدمون سے بھی اب وہی ہیہات مجھے
واعظو جاؤ کہو محتسب و قاضی سے — لیچلا ہی یہ بت آتش خرابات مجھے

همسے سچ کہہ دے کوئی اس وقت مین تب جانیے
گر طریقت مین کوئی چاہے حقیقت کا مزہ
اک طرف ہی خلق رہزن اک طرف شیطان و نفس
ایسی ہی اخلاق کی شکلین نبی باطن مین ہین
عاجزی اور پستی ہی منزل فقر و فنا
جلد غیریت نے ڈالا دور سب کو یار سے
منہ سے نت کلمہ کہو ہر دم کرو ذکر و مدہ

جان بوجھہ اللہ کیا موسہ سے کہے اپنے ترابؔ
صفحہ دل پر جو اوسکے نقش ہو مکتوب ہے

کون طالب ہی خدا کا کسکو حق مطلوب ہی
ہو وہ کارہ دل ہی جو کچھ طمع کا مرغوب ہی
بدرقہ ہو تب سفر کرنیکا نیک اسباب ہی
جسطرح صورت مین کوئی جان شش ہی گونگی ہی
دعوی و پندار و ہستی جان بٹ معیوب ہی
ورنہ ہر صورت مین دیکھو جلوہ محبوب ہی
یار و باطن کی صفائی کو یہی جاروب ہی

۹۵

جو ہر وجود مین ثابت اوسیکی ہستی ہی
ہوا تھا عالم ارواح مین جو مست الست
کرے ہی تفرقہ خود اصل و فرع مین شخص
سکے ہی فیصلہ کا دل کنظر پہ مفت ہی جی

تو خود پرستی مری عین حق پرستی ہی
یہان بھی اوسکو وہی بیخودی و مستی ہی
ذرا بھی جسکو تمیز بلند و پستی ہی
جو لیلی دیکھے تو لے لے کہ جنس سستی ہی

وہ شہر کیلیے ہے منہ جسمین شہریار ترابؔ
جہان فقیر نہو وے وہ اجڑی بستی ہی

۹۶

موسہ یہ سر دھو کے جو مین بال سنوارے چھٹکے
پیکلی ہی مجھے سچ کہیو کے شب کسطرح
چاند تارے کی قبا پر ہی تری ایسی بہار

چھپ کہان دن مین رات آگئی تارے چھٹکے
پھول سر پہ ہے پر تین کے سارے چھٹکے
جرخ پہ جیسے چمکتے ہین ستارے چھٹکے

جسکو نعت کثرت مین ہو وحدت کی دید — وہ بڑا عارف بڑا مشتاق ہے
وہ مقید کسطرح عالم مین ہو — جسکو سیر عالم اطلاق ہے
حق کی نسبت کیا کہون عالم کے ساتھ — جس طرح دیوار ہے اور طاق ہے
عالمیون کے دل پہ مرشد کی نگاہ — شعلہ زن پتھر پہ جون خفاق ہے
سامنے اونکے گدا شاہی کرے — یہ تو شاہون پر نہایت شاق ہے
قدر ذکر جہر کیا جانے کوئی — ہاے ہو یہ شور شش عشاق ہے
ہمکو دنیا دار کی صحبت ہے زہر — صحبت اہل اللہ کی تریاق ہے
باپ کی فرمان بری جس سے ہو — ناخلف کہیے وہ بیٹا عاق ہے

چاہیے تجھکو وہان جانا شراب
اک جہان تیرا جہان مشتاق ہے

۹۴

مین کہتا ہون سچ تیری سوگند ہے — نہین کوئی تجھسا خداوند ہے
وہ شکوہ کرے کسطرح خلق کا — جو لقدیر پر حق کی خرسند ہے
شریعت مین اوسکا قدم کیا پڑے — جو اپنی طبیعت کا پابند ہے
اوسی پر تو حسرت کا ہوگا عذاب — جو دل بستۂ مال و فرزند ہے
غنیمت ہی جو خیریان ہو سکے — کہ وہان فائدہ اوسکا وہ چند ہے
نصیحت سے ناحق بُرا ہو کوئی — کہون گا مین حق تلخ ہر چند ہے
جو کوئی بات اچھی کہے مان لو — ہماری تو سب سے یہی پند ہے
برائے خدا پیر کو خوش رکھو — کہ دشگر گروہ رضامند ہے

کچھ نہین ہی اوسکے آگے قدر و خوبی جوہر کی
دیکھنا جی خود پسندی اوس بت مغرور کی

نام عاشق سنکے چونکے گا بھلا اے قصہ خوان
کہنیوت اوس سے کہانی اوس دل مہجور کی

ہجر مین دیکھہ آنکھہ کو بہتے مری بیطاقتی
یار کا دیدار ہے دارو اسی ناسور کی

یون تجلی سے تری جل بھن گیا ہی دل مرا
جس طرح سرمہ ہوئی تھی خاک کوہ طور کی

تیر کی خط سے ترے ڈرتا ہون مین آہ
دم کرون مکھہ پر ترے آیات سورہ نور کی

شمع تیرے آگے کیسی ہوگئی جل کے ہوا
کیا بلا رکھتی تھی وہ کچھہ خاصیت کافور کی

نے کشش شیرین کے کوئی وصل سکتا تھا تھہ
گرچہ کوشش کوہکن نے اپنے تامقدور کی

ہی انانیت لیکن دل سودا ست بول کچھہ
ورنہ قائم ہوتی ہی حالت ابھی منصور کی

اب تو پھرتا ہی لئے تلوار وہ ظالم تراب
کچھہ نہین معلوم کسکی قتل ہی منظور کی

رات ہم اوسکے قدمون پر جو سر رکھنے لگے
ہنسکے بولا جونکر انتھا سو تم کرنے لگے

ناصحو خیر گل تو ہمکو تم کرتے تھے منع
آج اوسکی عاشقی کا تم بھی دم بھرنے لگے

نامہ بر سچ کہیو کس حیلے سے تو پہونچا وان
کسطرح تجھسے مرا خط لیکے وہ پڑھنے لگے

یہ تو ہم کیونکر کہین کچھ بھی نہ تھا ایسا یار
ہمسے ناحق اوسکے آگے مدعی لڑنے لگے

عشق مین کیا جانے کیون ہوگیا یہ دل
جس سے کچھہ خطرہ نہ تھا اوس سے بھی اڑنے لگے

جب مین کہتا ہون کے گھر چلیے تب کہتا ہی یار
تم تو اب کچھہ منہ لگانے سے بہت ہٹنے لگے

جاے عبرت ہی جہان یہ بوجھہ تو دلمین تراب
کسطرح آئے یہان سب کسطرح مرنے لگے

تراب اوسکی گلی کا رنگ کچھ ہے پوچھو تم
عجب گنج شہیدان ہے وہاں اک شہر بستا ہے

۱۰۷

نہ عاشقی کرو اہل دل خدا کے لیے
نہ داغ بیدلی سینے پہ لو خدا کے لیے

ذرا سکوت تو سیکھو چمن میں غنچے سے
نہ شور و غل کرو اے بلبلو خدا کے لیے

کوئی نہیں ہے کہ اتنی بھی بات اوس سے کہے
تم اوس سے روٹھو تو اب پھر لو خدا کے لیے

تنک بولو ذرا تو کرو سخن ہم سے
نہ غنچہ لب رہو اے لو گلو خدا کے لیے

جنون سے آج مجھے یار و خطرہ آتا ہے
تم اسکتھری مرے یا نسے ٹلو خدا کے لیے

تڑپنے کا بھی تو میرے ذرا مزہ دیکھو
نہ جی سے مارو مجھے قاتلو خدا کے لیے

عزیزو راہ خدا کی تراب سے پوچھو
کبھی تو ہو سکے کہے پر چلو خدا کے لیے

۱۰۸

طبیب نبض میری دیکھکے افسوس کرتا ہے
کہ یہ حیات آہ کس نازک گلا ئی پر یہ مرتا ہے

کبھی ہنستا کبھی روتا کبھی فریاد کرتا ہے
دوانے کا ترے اتبو عجب عالم گذرتا ہے

بڑھے ہے عمر میری جسقدر بڑھتی ہے بیماری
مرے جیکا وہ دشمن ہے جو زلف اوسکی کرتا ہے

کسیکے روبرو وہ موہنہ لگاتا ہی نہیں مجھکو
ابھی لڑکا ہی اپنے عشق کی تہمت سے ڈرتا ہے

مرے چھپ چھپ کے آنکھ اوسکی لڑتی ہی نہیں یکبھی
سدا وہ آہو وحشی مرا ہی کھیت چرتا ہے

تراب اوسکے مریض ہجر کا احوال کیا کہیے
زمان جیتی نہیں دم زندگی کے اب تو بھرتا ہے

جو کوئی پوچھے ہی کیا تجھکو کہیں کچھ درد ہی حق
تو آنکھیں بند کر یا ہاتھ دھرتا ہے

ہوتی اگر ذرا بھی تعلّم سے دوستی
جا بیٹھتے وہ طفل دبستان کے سامنے

کھل جاتی کیفیت اوسے طوفان نوح کی
ہوتے جو میرے دیدۂ گریان کے سامنے

جاہل کے آگے ہیچ ہے عالم کا قیل و قال
دانا کی بات کچھ نہیں نادان کے سامنے

آشفتہ کیوں نہ ہو دل سودا زدہ مرا
رہتا ہے نت وہ زلف پریشان کے سامنے

یارو خداشناسوں کی صحبت ہے کیمیا
بیٹھو ترابؔ صاحب عرفان کے سامنے

۱۱۲

ہم نہ دیکھا کہ دمِ صبح کہاں سے گئے
بھلے تم چھپ کے کل سیان سے گئے

کچھ تو صیدوں پر لپٹے کھاؤ ترس
گھر سے اُجڑے اور آشیان سے گئے

ہمکو مچھڑکا اوسے لگایا مونہہ
آہ ہم قدر برگ پان سے گئے

باغبان نے چمن ترا چھوڑا
گل سے گذرے اور بوستان سے گئے

وہی کچھ سمجھے بے نشان کی بات
اپنی خودستی و نشان سے گئے

مرگئے ہم اسی تفکر میں
اسی حیرت میں ہم جہان سے گئے

وای حسرت ترابؔ بار دگر
پھر نہ آئے جو کوئی سیان سے گئے

۱۱۳

خدا حافظ نہیں معلوم اب کیا ہو کہ آتا ہے
قیامت اس گھڑی جلوہ نما وہ قد بالا ہے

ہمارے یار کی خوبی کا کچھ عالم نرالا ہے
کہ دست ماہ کی تعریف بنا دیکھا بھالا ہے

ہمیں تو اوسکے لمبے بال سنجی مار ڈالا ہے
یہ زلف اوسے بڑھاپے کیا کالا سانپ پالا ہے

خطر ہی جان کا اسی شانہ سے ایسی مڑ رہو جا
سنبھل کر زلف لیو ہاتھ میں سانپ کالا ہے

یارو رہین ایسی کوئی تدبیر بتاؤ
گھر اوسکے بجاؤن مین وہی سیر کر آوے

اسمان رہیگی یہ ہمین تا دم آخر
بھولے سے بھی تنہا کبھی وہ شوخ ادھر آوے

زاہد نہ تجھے حور کی خواہش رہے واللہ
گر سامنے تیرے وہ پری جلوہ گر آوے

آوارہ ہو صحرا کو چلے ہم تو یہان سے
چاہے سو کرے کوئی جہین اب بخطر آوے

قاصد یہ سخن گوش بگوش اوس سے تو کہنا
وہ سرخ قبا پوش جو تجھکو نظر آوے

بیطرح تری ہجر مین بیکل ہی ترآب آج
کچھ اوسکی خبر لے ترے جہین اگر آوے

۱۱۷

عبث ہین مجھے رشک ایذا رقیب نخچیر مرے
نہ مین جاتا ہون گھر اوسکے نہ وہ آتا ہی گھر میرے

مین اس حسرت سے مرتا ہون کہ مرکر سوچ کرتا ہون
کہین آویگا وہ پردہ نشین پھر بھی نظر میرے

خدا شاہد مجھے جینے سے وہ مرنا مبارک ہو
دم مرگ آوے وہ عیسے نفس بالین پر میرے

مین اوسکے سامنے یارو نہ روؤن کسطرح دیکھو
ہنسے ہی دیکھکر وہ سنگدل یہ چشم تر میرے

ترآب اس چشم گریان کی نہوتی گر دجھپر
جلا دیتے مجھے اک دم مین یہ داغ جگر میرے

۱۱۸

مین جسکے پاس جا سکتا نہین شرم سے کبھو کسی
نظر پڑتا ہی مونہہ اوسکا مجھے دیکھے جھجکو کسی

چمن زار خلائق مین تو دل ہی گل عجائب ہی
تشابہ جسکو ہی صورت مین نیلوفر کو کو کسی

مین سوتے جاگتے اوسکو بھولا ہونگا اکدم بھی
کبھی جسنے لیا ہوگا نہ میرا نام دھوکے سے

صبا سے باغبان جو گل نہین پھولے سماتے تھے
گئے کل خاک مین آخر وہ اک مرکر کے جھوکسی

ترآب اوس بیوفا کی فعل پر چون و چرا کیا ہے
وہ مالک ہے جو چاہے سو کرے کیا ہو کسی کو کسی

جاہلون کو کیا خبر وہ کسطرح ہی جلوہ گر
روز روشن کے بصارت کو شب تاریک ہی

ہم تو اوس بیرنگ کو ہر رنگ مین دیکھتے ہین دیکھ
اور کہیے سب سے کیونکر اوسکو جو نہ دیکھ ہی

قبضۂ قدرت مین ہی سکے خلق ہی جون مشک بر
حرکت خامہ نہین کاتب کی بن تحریک ہی

کیون نہ روون ہاے اوسکے خندۂ غفلت پہ مین
جسکے آگے دین کا غم موجب تضحیک ہے

مرد دانا کر سکے ہی استیذان نیک و بد
طفل نادان کو برابر بوسۂ مشک و ہیک ہے

دن بدن حق ہی ہمکو تو یقین اوسپر تراب
جو ہمارا پیر ہمسے کہہ گیا سو ٹھیک ہے

۱۲۲

پڑے ہین لعین جسکے سو ہوا و حرص کے پھندے
اونھین آزادمت کہنا کہ ہین نفس کے بندے

گمنڈ اپنی عبادت کا نہ زاہد اوس سے کر زنہار
گناہون سے جو اپنے ہتے ہین دن رات شرمندے

کسیکے گھر وہ جاوے کسطرح سے بے تکلف ہو
گھر نے جسکے در وازے پہ ہمسے سو غرضمندے

نہ چھوڑے کر دے کسطرح کتنی ہی تلخی سے
جب اوسکے لعل لب کے یاد آبن شکر خندے

زبردستون کے آگے زیردستون کی ہی کیا طاقت
کوئی شیرون سے پنجہ کر سکے مین سگ بیچے حملے

ہوے تکمیل مومرشد کی صحبت سے جدا مجھے
وہ ناقص اسطرح موضع کے اندے ہون ان کندے

تراب اوسکے ہین کیونکر نہ حاصل ہو فضیلت
رہے مرشد کی خدمت مین جو بیخود ہو کے اک چندے

۱۲۳

جسطرح پھولو نمین ساری باس ہی
ولسیاہی بیرنگ سب کے پاس ہے

برملا کیونکر کہے وہ سب سے ہے حق
شرع کی جسکو ذرا بھی پاس ہے

جاے خالی مین بسے ہین دیو بھوت
دل مین گر حق ہی تو کیا وسواس ہے

ہر حق ہی گروہ دعوی شیخی کرے تراب
ہووے جو آل پاک محمد حنیف سے

۱۲۶

غیر سے ملنا ترا یارون یہ کیسا جبر ہے
کیا کرین ہم تجھ بن نہین ہر ہر تمامی وقت صبر ہے

چھپ گیا عارض جو چشمکی مو نہ یہ زلف دراز
گھر گیا چار و طرف سے چاند پر کیا ابر ہے

کسطرح دانا کو ہو ناداون کی مجلس مین لطف
صحبت ناجنس دنیا مین عذاب قبر ہے

پیر و پیغمبر کسیکی بھی نہین سنتا ہی بات
الامان یہ نفس خود سر کیا ہی کافر گبر ہے

چاہے کوئی چیری نبے اور چاہے کوئی قدری تراب
مذہب اپنا تو میان اہل قدر و جبر ہے

۱۱۰

مدعی کیون تجھے دیکھ حسد سے جل جاے
دیو ہو تو مرے پیرون کی لگد سے جل جاے

ہم تو ٹھنڈے ہین عبث گرم پرے ہمسے کوئی
کیا عجب مدعی خود قہر صمد سے جل جاے

تاب دیدار دمان کیسے ہو موسی کو جہان
طور سا کوہ تجلی احد سے جل جاے

رنج بیٹے کا کہین باپ سے جاتا ہی سہا
کیون نہ والد کا جگر داغ ولد سے جل جاے

تو تو رکھ سیکے اوپر اپنی نظر نیک تراب
جو کوئی دیکھے تجھے دیدہ بد سے جل جاے

۱۲۸

مرا خورشید جسدن بھر سے باہر گھر کے نکلے
نہ مہتاب آسمان پر شام سے تا صبح نکلے

بوقت تزع جھاتی پر تو اوسکے گر قدم رکھدے
نہو جان کندنی عاشق کو آسانی سے کم نکلے

بھرے میدان پانی سے گیا وہ خشک ہو سبزہ
ترا مجنون بیابان مین اگر با چشم نم نکلے

فراحم ہو نہ گریے سے مرے اسوقت اے ناصح
مجھے رونے دے جی بھر کے ذرا تو دل کا غم نکلے

اشکِ گرم و آہ سرد عاشقوں سے الحذر
سرزمین عشق کی آب و ہوا کچھ اور ہی

ہے جوانی میں کچھ اوری اور سکے گھڑی کی رمک
تابشِ خورشید وقتِ استوا کچھ اور ہی

کچھ تو ثابت کر ہمارا جرم اپنے عشق میں
بیگنہ یوں ظلم ناحق ناروا کچھ اور ہی

شیخ کر حجرے میں یاد شیخ چلی بیٹھا کیا
عاشقوں کا اعتکاف و انزوا کچھ اور ہی

کہہ نہیں سکتا ہوں میں ہر مضغۂ لحمی کو دل
قلب ذاکر فارغ از حرص و ہوا کچھ اور ہی

حق عیاں کس سے کہوں پنہاں کہوں کس سے شراب
ظاہر و باطن نہیں او سکے سوا کچھ اور ہی

۱۳۳۲

عاشقی میں بادشہ کو بھی گدائی نقد ہی
خوبرویوں کی محبت میں جدائی نقد ہی

دل ندیا خوش ادائی پر کسی معشوق کی
عاشقوں کے حق میں اونسے کج ادائی نقد ہی

عشق کا بیمار کوئی جیتا نہیں سنا
عشقبازی میں تو یار و جانفدائی نقد ہی

اوسکے آنے دیدار کا وعدہ حشر کو ہی عبث
جسنے دل پر یار کی صورت گھدائی نقد ہی

کیوں نہو واصل بحق مگلے جو عالم سے شراب
بندہ جب چھوٹے خودی سے تب خدائی نقد ہی

۱۳۳۳

میں دلسے کیا کہوں بستی کہاں محبت ہی
کر دلکا گھر تو وہی ہی جہاں محبت ہی

محب جانے کہ محبوب غیر کیا جانے
اگر کسیکو کسی سے نہاں محبت ہی

رقیب کیوں نہ مخالف ہو برملا اوسکا
جو اپنے یار سے رکھتا عیاں محبت ہی

تو مجھسے اپنی محبت کا حال کچھ ہے کیا
بدل او جان مجھے تجھسے من محبت ہی

ہزار دن اور تجھے چاہتے ہیں بیشبہ کہہ
کسی سے تجھکو بھی اے مہربان محبت ہی

حشر مین نامۂ اعمال دکھاؤنگا مین کیا
کھینچ کر لادو مجھے یار کی تصویر کوئی

پیارے تک زلف کو پہنچا ہی دیا آپنے
شمع کے لکھ یہ رکھے ہی کہین گلگیر کوئی

۱۳۶
کچھ بھی گر شعر و سخن کا اوسے ہو شوق تراب
کہدو دو کھلا دے اوسے کرکے یہ تحریر کوئی

گر عشق سے جنون کی یہ دانائی نہوتی
مجنون کو پھر تو اتنی دیوانگی نہوتی

ہوتا گذار تیرا اگر عشق کی گلی مین
اے عقل پھیر یہ تجھکو فرزانگی نہوتی

کاہیکو در بدر یون پھرتا رقیب حیران
گر یار سے اوتجھے بیخانگی نہوتی

سولی پہ وہ نچڑھتا اسطرح سے نہ مرتا
منصور کو جو حق سے مردانگی نہوتی

دشمن یگانہ بن کے کچھ اوس سے گر نہ کہتا
اوسکو تراب تجھسے بیگانگی نہوتی

۱۳۷
غیرون سے مہر سے نامہربانگی ہے
بازار دوستی کی یہ اچھی بانگی ہے

تو اپنے مونہہ سے پیاری گالی دے کسیکو
خوبون پہ نامرتب یہ بدزبانگی ہے

کیا بلبوس کا مونہہ ہے عاشق کے آگے بولے
بلبل کے سامنے کیا کنجشک خانگی ہے

ہی چند روزہ مہمان آیا ہی جو کوئی یان
نت کوچ لگ رہا ہی ہر دم روانگی ہے

توحید کی سمجھ مین جو ہے تراب یکتا
اوسکو نہین کسی سے ہرگز دوگانگی ہے

۱۳۸
مرادار الخلافت آسمان کبریائی ہے
جہان کا مین جہانبان ہون جہان کبریائی ہے

ہمین ہی حکم سلطانی ہمارا کوئی نہین ثانی
ہمارے مونہہ سے سبحانی بیان کبریائی ہے

غافل نہ کہہ مرے یہ دنیا سے کم نہونگے
حادث تو سب سے خالی کیونکر عدم نہونگے

پیدا جو کوئی ہوا ہی اک دن ہی سی فنا ہے
کہنا یہ نارواہی افسوس ہم نہونگے

اب کے تو مونہہ دکھا دے پھر تا ہوں میں جلا دے
پھر ہم کسی سے عاشق تیری قسم نہونگے

کہتے ہیں سب مسلمان اوس بت کو دیکھکر یاں
ایسے تو کوئی جہا میں کافر صنم نہونگے

یارو مصیبت اپنی غیروں سے مت کہو تم
احوال پر تمہارے کوئی چشم نم نہونگے

دنیا کے رنج و غم سے ناخوش مزاج مت ہو
اللہ والے کوئی بے رنج و غم نہونگے

۱۴۲

صفا میں کرسی صوفی دل سی کیا زیادہ ہی
کہاں لوح محفوظ اور کہاں وہ لوح سادہ ہی

نہیں کچھ گردش ساغر سی کم معشوق کی چتون
وہ چشم مست کیا ہی ساغر لبریز بادہ ہی

مقابل کون ہو اوس کی سلام کے خدا حافظ
شرہ ہیں جسکی تیز ناوک ابرو کشادہ ہی

وہ دلبر سیمبر پھر جھانک تاک اید حرکا کرنی
نہیں معلوم کیا منظور ہی کیا ارادہ ہی

کوئی کرتا ہی بد اطوار کوئی رکھتا ہی محض الکار
ترا ایسا برا بد کار کوئی درویش نادہ ہی

۱۴۳

دشمن ہوئے ہیں جانی ہمارے تو جان کے
بانکے نئے سپاہی یہ لڑکے پٹھان کے

بالے دکھائے یار نے جب سے کان کے
حلقہ بگوش دل ہوئے سارے جہان کے

خنجر کی راست تیر ہی ابرو کج کمان
قربان ہیں ہمتو یار کی تیر و کمان کے

کرتا ہی مہربانی جو غیروں پہ نت نئی
ہیں شکوہ مند ہم بھی اوسی مہربان کے

ناصح کہاں گئی تری پیری و عقل سب
رسوا ہوا تو عشق میں کس نوجوان کے

سید کو منانے نہ کوئی شیخ کو جانے
سالار نجیبون کے بنے کنجڑے اور گدی

بد ذاتی سے آپسمین نہین ایک موافق
کہنے کو وہ ہمذات ہین اور بھائی ہین جدی

جو علم نرکھے ہو تمیز اوسکو کہان سے
جاہل کی نظر مین ہین کتابین سبھی ردی

کاغذ نہ کوئی پوچھے نہ کوئی پوچھے جمع خرچ
حیران ہین کیون نہ کچہری مین مصدی

ارذال کی توقیر ہے اشراف کی خواری
بازار مین سب قیمتی اجناس ہو مدی

کسطرح سر انجام ہون دنیا کے امورات
دانا وہ نے جنکی ہی تصویر گیدی

جو اہل سخاوت ہو ترآب اوسکو نہ برکہہ
ناپاک کہین رہتی ہے بہتی ہے جو ندی

۱۴۶

یار وہ نوجوان جاتا ہے
جسکے پیچھے یہ جان جاتا ہے

وہ جو منکر ہے قتل سے میرے
سب کا اوسپر گمان جاتا ہے

شیخ جی اوسکے ہاتھ سے بچیو
یہ جو بانکا پٹھان جاتا ہے

دیکھکر مجھکو کل کہا اوسنے
کون یہ ناتوان جاتا ہے

بول اوٹھا اک مصاحب اوسکا تب
یہ وہ ایمہربان جاتا ہے

ٹوکر ہانے کے واسطے جسکے
غیر کی بات مان جاتا ہے

کیا ترآب اوس سے نوکر کے تقریر
جی کا مطلب جو جان جاتا ہے

۱۴۷

جو نہ مرتے نزار کے رہے
مر گئے انتظار کے مارے

دو نو عالم سے ہاتھ دھو بیٹھے
آج ہم ایک یار کے مارے

یار کے دیوانے کب جنگے بھلے دار و کرین
درد مندِ عشق کیا محتاج ہین درمان کے

جو گل دستار تھی اور باغ کی زینت و بہار
اپنی شامت سے وہی اب خار ہین دامان کے

فارغ اوسکو کہیے جو رکھتا نہو کچھ آرزو
جسکو دیکھا ہی گرفتار و ہین اک ارمان کے

اسطرح سے ڈوب جاوے کشتی جن کوئی ملاح و کشتیبان کے
اسطرح سے ڈوب جاوے کشتی جن کوئی ملاح و کشتیبان کے

مرشدون کے بے وسیلے قرب حق دشوار ہے
شہ کے گھر کوئی جا سکے ہے بے دربان کے

آپ کو پہچان کے جو اوسکو پہچانے تراب
عارف اوسکو کہیے ہم طالب ہین اس عرفان کے

۱۵۱

دل ہمارا تو گھر تمھارا ہے
کیون نہین رخ ادھر تمھارا ہے

عشق مین سب جدا ہوئے ہم سے
بیوفا یہ اثر تمھارا ہے

مونہہ سے کوئی بات کہہ نہین سکتا
اسقدر ہمکو ڈر تمھارا ہے

اوسطرف کون جاوے کسکی مجال
جس طرف رہگذر تمھارا ہے

یار وہ فعل تم سمجھکے کرو
جسمین نفع و ضرر تمھارا ہے

بندگی مین خدا سے پاؤگے
مدعا جسقدر تمھارا ہے

پیروی اوسکی پر کیے جانا
جو کوئی راہبر تمھارا ہے

شیخ جی کہیو از برائے خدا
اندرون دل کدھر تمھارا ہے

ہی بہت خوب یان تراب وہی
جو کہ مشتاق تر تمھارا ہے

۱۵۲

دل مین جسکے خطر ہمارا ہے
وہی مطلع نظر ہمارا ہے

مرض ہو عشق کی جسکو تراب اوسکی دوا کیا ہو
نہ وان غلبہ ہی سودے کا نہ وان مادہ مراقی ہے

۱۵۴

غم کے چھیار کھنے کو گھر چاہیے — دل کو مرے لیجے گر چاہیے
بس ہی ترا آنکھ اوٹھا دیکھنا — ہم پہ تری نیک نظر چاہیے
دیکھہ لیا ہمنے تمھین سب کہین — جائیے اب آپ جدھر چاہیے
ناز و ادا خوبون کے ہتھیار ہین — یار کو کیا تیغ و تبر چاہیے
نام نہ لے عشق کا اے بلہوس — داغ تو سینے کو جگر چاہیے
فضل خدا ہو تو بلا رو ہی سب — وار بچالے کو سپر چاہیے

جسنے کیا سب سے ہمین بیخبر
ہمکو تراب اوسکی خبر چاہیے

۱۵۵

وان سے پاک آیا ہان سے کیا ناپاک جاتا ہے — جو اس عالم سے نزدامن چہیر خاک جاتا ہی
یہی کہتے ہین سب رو رو گئی لگ آنکھ تب کیا ہو — تہ اعاشق جہان بلدیدہ نمناک جاتا ہی
یہ صورت ہے مری جسدن سے ہین اوہ شیر اشیدا — کوئی گھر جھانک جاتا ہی کوئی مونہہ تاک جاتا ہی
غلط ہی گر کہون سنتا نہو گا یار کوٹھے پہ — مرا نالہ بلند از گنبد افلاک جاتا ہی
خدا حافظ الہی خیر کیجو کہتے ہین ہر اک — جدھر وہ دشمن جان خائف سفاک جاتا ہی
مبادا چاندنی مارے چھپائے ہی وہ مونہہ اپنا — جب اوسکے آگے کوئی خستہ جگر دل چاک جاتا ہی

تراب اوس کے نشان سے کوئی نشانی کسطرح لاوے
نہ وان تک عقل ہیچ ہی نہ وان ادراک جاتا ہے

نصیحت سے تری ہمکو نہین کچھ فایدہ واعظ
یہ زخم عشق کو ناصح نہین مرہم سی ناتا ہی

نہین بنتا کسیکے گھر مین کوئی بیجہت آنا
دل عاشق کو معشوقون کے درد و غم سی ناتا ہی

قلندر کجکو دیدم مارون بین کیونکر مشیخت کا
نہ کچھ شبلی سی رشتہ ہی نکچھ ادہم سے ناتا ہی

تراب آپ کون آئے پاس کوئی ہمسے سب کی اس
فقیر ہین سو ایسیرون کے کسکو ہمسے ناتا ہے

۱۵۹

اہل دین دنیا کی لذت لیکے کس موہنہی ہمسے
جاہیے رونا اوسے جیلے مین جو کوئی بچھسے

ہاتھہ اوسکی زلف پر کل گہدیا اک شوخ نے
کیا ہی جھنجلا کر دیا بولا رہ تجھے کالا ڈسے

سیکڑے تجانے سب آباد ہین اسوقت مین
خانقاہین سونی ہین خالی پڑے ہین مدرسے

یارو جو شہر عدم سی آیے ہین اس ملک مین
کیون بھیجے جاتے ہین وے اولے اوہر گھر بن کسے

کہتے ہین مثل جرس اک بانگ بلند
ہاے سب ساتھی ہمارے ہمسے آگے چل بسے

ملکے وہ خاک مین سارا بدن مٹر گل گیا
ہوئے پھیرتے تھے بانکے غنڈے پھولون مین بسے

جاے اندیشہ ہی گھر خالی رہی جب تراب
دل مین جب حق بسیگیا تو ٹھہ گئے سب وسوسے

۱۶۰

ستادہ کسیکی نہین ہے کوئی اوس سے
کیا موہنہ جو کہے حال مرا نامہ براوس سے

جل بھن کے ہوے خاک ہم اوس کے غم مین
خبر باد صبا کون کہے یہ خبر اوس سے

کیا کہیے بیان اوسکا کیا ہی نہین جاتا
الفت ہوئی ہی دلکو مرے استقدر اوس سے

ہر چند مٹھائی کی بہت چاٹ مضر ہے
یہ ہیر کسیطرح نہوگا مگر اوس سے

گر ہجر مین دکھہ ہی تو ملاقات مین سکھہ ہی
دل کیون نہ ملے عشق مین ہار دگر اوس سے

دنیا مین جسکے دوست بہت ہین عدو ہین سب
اک آشنا بہت ہی بہت آشنا نہ دے

مین کیون نہ بیحیائی سے جاؤن وہان اگر
رخصت یہان کے آنے کی اوسکو حیا نہ دے

پیارے یہ پھر نکہیو کہ مجھسے بہت نہ مل
الفت مری غضب ہے کہین جی گنوا نہ دے

الفت تری خدا نکرے ہو کسی سے کم
ہمکو خدا کے واسطے ایسی دعا نہ دے

یہ نازنین ہین کہنین جنکو ہوا کی تاب
خلبش چمن مین پھولون کو تو ایصبا نہ دے

نعمت یہان کی اور نہ کچھ چاہیے ہمین
نعمت بڑی یہی ہی اگر کچھ ملا نہ دے

ممکن نہین تراب کسیکو وصال یار
جب تک خیال غیر کا دل سے اوٹھا نہ دے

۱۶۴

پیر جیا ہے جسے وہ پیارا ہے
ہم اوسی کے ہین جو ہمارا ہے

نہین چھپتا ہے عشق مرشد کا
پیر کی درد آشکارا ہے

دلمین جسکے سما گیا ہے پیر
کب وہان اور کا گذارا ہے

پیر کی مار سب سہی جائے
فقط اک ہجر ناگوارا ہے

کب تراب اوسکو بھولے جیتے جی
جسکی الفت نے اوسکو مارا ہے

۱۶۵

جسے ہی دید کی خواہش اوسیکو رنج دوری ہی
جو اوسکی یاد مین خوش ہی اوسے ہر دم حضوری ہی

ہمین تو لانعین دیکھہ پڑتا ہے تعین مین
حقیقت سے نہین خالی ہمارا عشق صوری ہی

ترستا ہی دل اوسکے دیکھنے کو چشم ظاہر سے
کہان اس نابکہ و پیغام سے اوسکو صبوری ہی

جو میرے دلکو بیکل دیدہ و دانستہ کر بیٹھا
اوسے غافل اگر کہیے تو اپنی بے شعوری ہی

اوس سے چھڑ کے بلا مین ہوگا کون — آفت ہجر جسے نازل ہے
خط نہ لکھے نہ کچھ پیام کہے — آہ اتنا وہ ہم سے غافل ہے
چھا گیا آرزو سے سینہ و دل — عشق مین یہ تو نقد حاصل ہے
جا کے گوشے مین رونے لگتا ہون — یاد آتی جب اوسکی محفل ہے
جسکو دیکھا سو ہی فراق مین ایک — اس زمانے مین کون واصل ہے

درد میری کہو ترآب سے جاے
وہ تو اس فن مین پیر کامل ہے

۱۶۹

کل سے آج اوری حالت دل ہے — عالم مرغ نیم بسمل ہے
قتل پر اوسکی اتنی تندی کیا — وہ تو صید غریب قائل ہے
ننگ و ناموس سے گذر جاتا — عاشقی مین یہ پہلی منزل ہے
ہجر مین دل کو دے خدا تسکین — صبر تو بحر غم کا ساحل ہے
مہر و مہ تجھے دو تو دیکھے خوب — کوئی اوسکے نہین مقابل ہے
مینے اک دن ترآب سے پوچھا — کون تیرے کرم کے قابل ہے

ہنس کے بولا مین کسکو بتلاؤن
جس پہ فضل الٰہ شامل ہے

۱۷۰

تو جلوہ گر ہو جسدم میرے حضور آوے — آنکھون مین روشنی ہو دلمین سرور آوے
مین اک نظر نہ ڈالون تجھ بن سوا کسی پر — گو سامنے مرے کوئی غلمان حور آوے
کب آئیگا تو تو ہووے کسی پہ روشن — جب تک نہ اوسکے دلمین وحدت کا نور آوے

ہنسی آتی ہی ہمکو چاہ اپنی یاد کر جیمین
کسی سے یار جب اظہار اپنی چاہ کرتا ہی

کبھی تنہا مجھے گھر کو نہین کرتا وہ رخصت
غم و درد و فراق اپنا مرے ہمراہ کرتا ہی

اجل یکبارہ آتی ہی نہین ٹلتی ہی اک ساعت
جہان وہ سنگدل ظالم گذر ناگاہ کرتا ہی

بہت تدبیر کر دیکھی درست آئی نہ کوئی بھی
وہی ہوتا ہی اے یارو جو کچھ اللہ کرتا ہی

بھلی ہی سب سے یاد اوسکی ہی تو ہی مراد اوسکی
تراب اس بات سے تجھکو وہی آگاہ کرتا ہی

غزل

خوب اوسکو مین کیونکر نہ کہون سارے جہان سے
جو دلمین سمائے ہی وہ نکلے ہی زبان سے

یہ رکپن اوسکا ہی جو کرتا ہے تقلید
تعریف نکر میری تو ہر پیر و جوان سے

کسطرح تجابل کرے کیونکر وہ چھپائے
مفتون ہوا ہو جو کسی پر دل و جان سے

رکھدے مرے سینے پہ ذرا ہاتھ تو اپنا
معلوم تو ہو تجھکو مرے سوز نہان سے

ارمان تکلم کی مجھے رہ گئی افسوس
اوس لعل شکر خاے بت غنچہ دہان سے

کون اوسکی خبر لاے مری کون سناوے
کوئی وہان سے نہ آتا ہی نہ جاتا ہی یہان سے

آنسو تو ڈبو دے گا کسی روز تیرا گھر
ہشیار ہو اے مرد مک اس ابر رواں سے

کسطرح یقین آوے مجھے اوسپہ غریزو
جو شبہہ کہ باہر ہو مرے وہم و گمان سے

پیش آئی تراب اپنے نصیبون سے وہی بات
جس بات کی امید تھی ہمکو جہان سے

غزل

کہتا ہی نہ بخشونگا مین تقصیر کسو کی
یہ میرے گڑھانیکو ہی تقریر کسو کی

پھر ترک ملاقات لگا کرنے وہ مجھسے
مین خوب سمجھتا ہون تدبیر کسو کی

جو چاہے لیلی اور مجنون کو دیکھے
تجھے دیکھے ترے مفتون کو دیکھے

جسائی مین کرئی غمخوار بن کے
ذرا میرے دل محزون کو دیکھے

ہوئی آنکھ آنسوؤن سے بحر متلاطم
کوئی اس حشمۂ جیحون کو دیکھے

چمن مین پھیر نہ بلبل نام گل کے
جب اوسکے عارض گلگون کو دیکھے

نہ مارے لات خمری سرو پر کیون
اگر اوس قامت موزون کو دیکھے

اوسے کوئی کیا لکھاوے کیا پڑھاوے
نہ خط دیکھے نہ وہ مضمون کو دیکھے

لیا دل اوسنے میرا ایک دم مین
کوئی اس جادو و افسون کو دیکھے

نظر ہر حال ہے جسکی خدا پر
کہان وہ گردش گردون کو دیکھے

تراب اوسکو کہان چون و چرا ہو
جو ہر صورت مین اوس بیچون کو دیکھے

ہمکو بیدل کر تم اپنے گھر چلے
دلبری عاشق کی اچھی کر چلے

ہو شہیدون مین وہی اب سرفراز
جسکی گردن پر ترا خنجر چلے

دل تو تیرے بس مین ہو جاتا ہی جان
کیا کسیکی تجھسے اے دلبر چلے

بعد عمرے ہاتھ آیا وصل یار
شب نو منزل یہونچے گوون بھر چلے

راہ رو کے وہ کھڑا ہی چار طرف
کسطرف جائے کوئی کیدھر چلے

دس قدم اوسکی طرف چلتا ہی یار
شوق سے جو اک قدم اودھر چلے

جاہیے سالک کے تئین مرشد تراب
رہنما بن راہ کوئی کیونکر چلے

بڑھاپا آجکا تسپر نہیں بیدار ہوتا ہی
مسافر اوسکہ شتابی کر نہیں اب رات باقی ہی

جوانی مین بھی اوسکی خو نہ بدلی اپنے عاشق سے
وہی غمزہ وہی عشوہ وہی حرکات باقی ہی

گھٹا دل عشقبازی سین اگر جیتیا رہا تو کیا
ہوئی ہین اوسپہ بربادین فقط اک مات باقی ہی

وہ سیری چشم کو دیکھہ چلنے وقت کہہ بیٹھا
ہنوز اکتر نہین بلی ابھی برسات باقی ہی

مرا اعمال نامہ لکھہ کر اتا کاتبین بولا
جو یہ سیئات ہون نظر می تو یہ حسنات باقی ہی

ترا اب کچھ کیسے ارسیکار نجو غم ہیہے
اوسکے ذہر ہیہے یہی اب گھات باقی ہی

۱۹۳

بھلا ہمکو نصیبون سے ملا غمخوار ساقی ہے
ہمین اب کی کیا کمی ہمارا یار ساقی ہے

وہ ہمکو جام بھر بھر دی اور نکو تک رہ رہ
ہمارے جی چھکانیکو بہت ہشیار ساقی ہے

خبرداری سے ہشیاری کی آتا مخلصی ابھر
تمھارے ہوش لینے کے لیئے تیار ساقی ہے

تماشا دور سے دیکھو یہ مستونکی مجلس کا
صراحی مست ساغر مست خود سر شار ساقی ہے

شراب عشق معنی جو ہر صورت سے نوالا
اوسے تو میکدہ ہی سب دیر و دیوار ساقی ہے

رگ و ریشے مین بھرے نیخودی کا نشہ چھایا ہی
مجھے جام مئی گلگون نہین درکار ساقی ہے

ترا اب البتہ مجھکو وان بلینگے جام کوثر کے
کہ میرا حیدر اعلی حیدر کرار ساقی ہے

۱۹۴

سنجانون مرے دلکو کیا ہو گیا ہے
تجھے دیکھہ سب سے برا ہو گیا ہے

ہوئی ترک سب سے مری آشنائی
تو جب سے مرا آشنا ہو گیا ہے

جو گرد اپنے پاؤن سے تو نے اوڑائی
مری چشم کا تو تیا ہو گیا ہے

قمر چاہے کہ کھل جاے چاہے چھپے
تری روشنی جگ مین پھیلی رہے

منجب ہے گر دلمین ہو اوسکے میل
صفا جسکی نت صاف و اوجلی رہے

ترابؔ اسطرح در پہ پیرون کے رہ
مساجد مین جیسے مصلی رہے

۱۸۸

میری طرف سے اور کوئی اوسکو کیا کہے
یا اشتیاق وصل کہے یا دعا کہے

عاشق امید وصل مین گر یون چھپا کیا
ہجرت مین جان بلب کوئی اوس سے جا کہے

ہی صد مرا تو دیکھتے ہی اوسکو غش ہوا
فرصت نہ پائی اتنی کہ کچھ مدعا کہے

کوئی اوس سے کیا کہے جو سنا تا ہو سب یہ
پیغام دور والون کو میری لا کہے

کھل جاے دل نسیم سحر سے کلی کی طرح
حب آشنا سی کوئی سخن آشنا کہے

عاشق کے ساتھ جسنے نہ کی ہو کبھی وفا
اوس شوخ کو کیون نہ کوئی بیوفا کہے

اب تو خراب عشق مین اوسکے ہوا ترابؔ
جاہے کوئی برا کہے چاہے بھلا کہے

۱۸۹

عشق مین آپ مجھسے کچھ بنتی نہین تدبیر ہے
جو مقدر ہی سو ہوگا یہ ہون اور تقدیر ہے

ہاے درد دل سی کس پیمال کی یہ تقریر ہے
سو کسیکی پیر کھولے اوسکو کہیے پیر ہے

قصہ فرہاد و مجنون لکھ گئے ہین لوگ خوب
یار و میری بھی کہانی لائق تحریر ہے

مجھکو کوئی صورت نظر پڑتی نہین اوسکے سوا
بس گئی جس دن سے میرے دلمین وہ تصویر ہے

کیون نہو عاشق کو زلف یار سے وابستگی
دار و دیوانہ آخر حلقہ زنجیر ہے

قتل پر عاشق کے ابرو کا اشارہ ہی بہت
ہاتھ مین تیغ سے کیون میر کمر شمشیر ہے

کب عشق کی بات مختصر ہو — قصہ یہ دراز ہو گیا ہے
گھلتا ہی وہ آپ ہی آپ جون برف — دل جسکا گداز ہو گیا ہے
الفت مین تری یہ حال بندہ — اے بندہ نواز ہو گیا ہے
جس سے مین کبھی نہ بولتا تھا — وہ محرم راز ہو گیا ہے
کیا کہیے تراب کی حقیقت — پھر غرق مجاز ہو گیا ہے

پر شکر کہ ناخدا کے باعث
پار اوسکا جہاز ہو گیا ہے

چاہے کوئی دیوانہ و زنجیر کو دیکھے — دل کو مرے اور زلف گرہگیر کو دیکھے
پتھر کو کیا پانی اور لوہے کو کیا نرم — واللہ کوئی عشق کی تاثیر کو دیکھے
کیا شکل ہی کیا حسن ہے کیا رنگ ہی کیا روپ — کوئی خوب مرے یار کی تصویر کو دیکھے
وان صید کو پھر لاکے بنا تے ہین نشانہ — نے زخم کو کوئی دیکھے نہ کوئی تیر کو دیکھے
آواز پہ مارے ہی خدا کام نہ ڈالے — وہ ترک اگر آنکھ سے تجھ تیر کو دیکھے
گھائل کو دم نزع نہ کھلا خم ابرو — قاتل وہ تجھے دیکھے کہ شمشیر کو دیکھے

کسطرح نہ دل دے وہ کرے کیون نہ دلاسا
بیدل جو تراب اوس بت دلگیر کو دیکھے

غیر کو کیا کیا نہ مے بدگانی ہو گئی — یار کی اکدن جو ہم پر مہربانی ہو گئی
اوسنے تیرے گھر مین کل تشریف ارزانی کی — دل مین شب کے نیند چھو کیا گرانی ہو گئی
نا امیدی مین سنا مشتاق نے پیغام وصل — جان بلب تھا از سر نو زندگانی ہو گئی

پیارے مری آنکھوں کو دیا چاہیے بوسہ
دن رات ترے غم میں بھگا جاتا ہے دامن

کچھ عمر عزیز اپنی کی ہم قدر نہ جانی
افسوس صد افسوس کہ غفلت ہی میں کھوئی

کہہ اللہ ہی اللہ تراب اور کچھ کہہ
جز نام خدا اور ہی سب بیہودہ گوئی

۱۹۶

بلبل نے باغبان سے کہا کل پکار کے
آئی خزاں چمن میں کسے دن بہار کے

مرجھا گئے ہیں پتے اور کمھلا گئی ہیں گل
نرگس دیکھ رہ گئی آنکھیں پسار کے

اب سیر باغ دیکھنے آتا نہیں کوئی
چمنوں میں ڈھیر لگ گئے خاشاک و خار کے

صورت یہی ہے حسن مجازی و عشق کی
کوئی نہیں جہان میں قابل پیار کے

جب سادہ رو جوانی پہ آیا اور خط بڑھا
تب ناپسند ہونے لگا دوستدار کے

محبوب تھی ملاحت و خوبی و سادگی
جاتا ہے اب کوئی نہیں کوچہ یار کے

واں حسن عارضی تھا یہاں عشق عارضی
باہم تھے دونوں اسی سبب اعتبار کے

جیسے یہ سب بنایا رہیگا وہی بنا
قربان جایئے غرض اس کردگار کے

ایدھر سے جی اوٹھا لے خدا کے لیئے نراب
دل کو اودھر بزور لگاتا رہا رہے کے

۱۹۷

کٹی کیا یکسی میں شب ہجر کوئی آگے
اگر سوئے تو کیا سوئے اگر جاگے تو کیا جاگے

لیا دام محبت کہتے ہو رہ تجھ کو پھانسنے
مجھے بیدل دیوانہ جان کر تیرے ہو دھوکے

وہ حلوائی بیچے کو نوا گر اچھی بنا تا ہی
کہو عاشق ہے کیسا فاش دل کی بھٹوا دو یا کے

بتا اے بیوفا لے تجھ کیا اوسے رشتہ ہی
پڑے ہیں جنکی سمرن میں نجے ناکے دھاگے

زبان پر مری گفتگو ہی کسو کی
مری شکل تو ہو بہو ہے کسو کی

غریبہ اب تجھے کیون نہ یوسف کہون مین
ترے پیرہن مین تو بو ہے کسو کی

تو مشتاق دیدار اپنے مت کہہ
بھلا یہ بھی کچھہ آرزو ہے کسو کی

رقیب اسکے کوچہ مین بیٹھے ہین بیدرب
شکایت یہی گو بکو ہے کسو کی

تجھے آئینہ سادہ کیا مونہہ دکھاوے
جلا کب ترے روبرو ہے کسو کی

رخ دوست او سمین بھی ہم دیکھتے ہین
جہان مین جو شکل عدو ہے کسو کی

ترا ب آنکھہ سے میری کوئی اوسکو دیکھے
تجلی عجب چار سو ہے کسو کی

۲۰۱

وصل مین کوسے اور یون مر جاے
تڑپ کر ترے عاشق کیون نہ مر جاے

عیادت کو جو آیا وہ دم نزع
غنیمت ہے اگر اک دم ٹھہر جاے

نہین چھوٹے گا مجھسے کوچہ عشق
کہو واعظ سے یار و اپنے گھر جاے

بھلا کیونکر او دم مین پھر نہ دیکھون
لگی ہی یار پر میری نظر جاے

تو اپنے ہاتھہ سے ہرگز نہ کر قتل
لہو سے آستین تیری نہ بھر جاے

سمے دریا وہان طوفان آوے
ترا عاشق جہان ہاشم تر جاے

مبارک ہی وہی دم زندگی مین
خدا کی یاد مین جو دم گذر جاے

کرو صرف اے غریبہ بے تامل
طلب مین یار کی جی تک اگر جاے

جدھر جاؤن ترا ب اودھر وہی ہی
کوئی اوسسے کہان بھاگے کدھر جاے

مقابل ہووے اوسکے کون اٹھ جاوے کھڑا ہووے کون
بلا ہی قہر ہے فتنہ ہے آفت ہے قیامت ہی

اگر اسوقت یان آئے تو کچھ اور ہی تمنا ہو
لب دریا ہی گل ہی جام مل ہی بزم عشرت ہی

وہ اپنی مہربانی سے جو آوے گھر میں معشوق کے
کرم ہی لطف ہی اخلاق ہی اوسکی عنایت ہی

کرے کیا عاشق شیدا اگر حاصل عشق کا ہی کیا
قلق ہی درد ہی غم ہی نصیحت ہی ملامت ہی

تراب اکبار کیا سو بار کوئی پوچھے تو کہہ دون مین
صنم ہے مجھکو الفت سے تعلق ہے محبت سے ہے

۲۰۵

دل اوسپر زہر کھاتا ہی بھلا کہیے تو کیا کہیے
نہین کچھ اور بھاتا ہی بھلا کہیے تو کیا کہیے

جو مین آئینہ بن جاؤن تو اوسکو دیکھنے پاؤن
وہ مجھسے رخ چھپاتا ہے بھلا کہیے تو کیا کہیے

نہ آتا ہی مرے گھر مین نہ بیٹھے ہی مرے بر مین
یہی جی تلملاتا ہی بھلا کہیے تو کیا کہیے

کٹھن ہے اوس سے بچ جانا ستم اوسکا ہمین سہنا
وہ ناحق جی کڑھاتا ہی بھلا کہیے تو کیا کہیے

جو اوسپر دل لگاتا ہی جو شمع اوسکو دکھاتا ہے
پتنگا سا جلاتا ہے بھلا کہیے تو کیا کہیے

ادا و عشوہ و غمزہ حیا و شوخی و جلوہ
وہ ہر صورت لبھاتا ہی بھلا کہیے تو کیا کہیے

تراب اوس سے ہوا مہجور گھر اوسکا پڑا ہی دور
نہ کوئی آتا نہ جاتا ہے بھلا کہیے تو کیا کہیے

۲۰۶

نگاہ شوخ بتون کی بلا ہی جس سے لڑے
نہ اوس سے آنکھ ملائے کوئی خدا اسے ڈرے

چمن مین لالہ و گل سب نثار ہوتے ہین
مثل یہ حل ہی وہی پھول جو مہیس چڑھے

چبھے ہے دلمین مرے یون وہ نوک مژگان کی
کسیکے پانون مین جسطرح سخت خار گڑے

مین درد دل سے جو روؤن تو موتی جھیل برسے
جو یار سنگدلی سے ہنسے تو پھول جھڑے

روتا ہون مین اوسی کی تمنا مے وصل مین
حالت یہ ہیری دیکھہ اوا سی پہ ہنس گئی

مارا پڑا عشق مین طال اللسان ہوا
بلبل جو چپ رہی تو بلائے نفس گئی

کہتا تھا اک غریب جدا فاتحہ پڑہو
کیا جانیے کہان کی صدا کہان برس گئی

کب تک شراب یارسے غافل رہیگا تو
غفلت مین عمر تیری تو باتون برس گئی

۲۱۹

نامور عشق مین ہو خلق مین بدنام ہوئے
درد سے کام پڑا عیش سے ناکام ہوئے

یارو تم جنکی زبان سے تھے دعا کے خوان
لب پہ اون کے وہی طالب شنام ہوئے

مرغ دل اوڑکے کہان جا تری چھند لیے
خال جون دانے ہوے سبزہ دام ہوئے

رام رام اونکو کہو جا ہو کرو اونکو سلام
وہ بت شوخ کیسے نہ کبھی رام ہوئے

عید کے چاند کا دھوکا سہ رمضان مین پڑا
جلوہ گر وے جو سر شام لب بام ہوئے

ہمدم تر سے نکلنا ہی دھوان جلنے وقت
آہ کرتے ہین وہی عشق مین جو خام ہوئے

شام سے صبح ہوئی یار نہ آیا اب تک
کون کہتا تھا شراب آوگا یان شام ہوئے

۲۲۰

کیون نہ لب سست ہو نبض دل بیمار چلے
نیم جان چھوڑ اوسے یار دل آزار چلے

یون بھی آتا ہی عیادت کو کسیکے کوئی
نہ دعا کی نہ دوا اور اوسے مار چلے

عشق کے غم مین پھنسا تھا جو بہت روزون سے
غم ہجران مین اوسے کر کے گرفتار چلے

علبہ عشق دو جانب ہو تو جینا ہے کٹھن
موت دونون کی ہی آپسمین جو ہتھیار چلے

کبھی ایدھر سے نگہ لڑتی ہی اودھر سے کبھی
کیا عجب عاشق و معشوق سے تلوار چلے

کیا ذوق آشنائی کا مزہ پایا جدائی کا
ہوا شوق اب رہائی کا گرفتار ہی بازآئے

ترا ب اوسکا ناپاک پیار ہی سب باعث آزار
ہم اوسکے لطف سے شفقت سے غمخواری سے بازآئے

جی خدا پر وہی لگا بیٹھے
جو دو عالم سے دل اوٹھا بیٹھے

پھر نہ دیکھا کسیکا دروازہ
یار کے در پہ جب سے جا بیٹھے

ہم دعا گو تھے یار و جنکے سدا
گالی ہمکو وہی سنا بیٹھے

کون یہ اوس سے جاکے کہہ آوے
خوب تم ہمسے مونہہ چھپا بیٹھے

انتظاری مین تیری بر سر راہ
کب تلک رہتے ہم بھلا بیٹھے

خلق سے جو نہین کنارہ کش
شہر سے وے کنارے کیا بیٹھے

ترب جو کسیکے کام کے کچھ
شکل درویش مے بنا بیٹھے

دیکھیے تا یہ کچھ ترا و نکو حق
دھیان جو اوسطرف لگا بیٹھے

دل سے سب خطرہ اوٹھ گئے ہین ترب
جب سے ہم یاس تیرے آ بیٹھے

ہر گھڑی بات بیدائی کی سنا و نہ مجھے
جی جلاؤ نہ مرا اے کڑھاؤ نہ مجھے

وصل مین آج ذرا چین سے لیٹے آئے
اتنوہی بھر کے مین سوتا ہون آگا و نہ مجھے

تمسے مل کے بہت رنج اوٹھائے اوسوں
اختلاط اب نکرو مجھسے ستاؤ نہ مجھے

چاہو خط لکھو کہ پیغام زبانی بھیجو
دور سے مہر کر و یاس بلاؤ نہ مجھے

ادھر اودھر نہ جھکاؤ نہ بہت بہکاؤ
چاہ مین اپنی کنوے اور جھکاؤ نہ مجھے

ہم اوسکے تصدق ہین جو ہو مرشد کامل
بندہ ہین اوسی کا ہون جو ہو لی اسی لاکے

کیونکر نہ تراب اوسکو کہے ہادی برحق
جو اندھے کو دکھلائے اوجھولے کو چلاوے

۲۱۷

ہمکو نہ بد سنایئے غیرون پہ ڈھال کے
یارون سے بات کیجیے زبان سنبھال کے

معشوق اگلے خوب تھے اوری طمع کی تھے
ہین ہمطرح یہ شوخ طرحدار حال کے

کیا کام اونکو دلکے بناؤ بگاڑ سے
جو عرق ہون بناوہین نہ لفون کے بال کے

ممکن نہین کہ پھیر وہ کیسے اسیر ہون
جو مرغ اوڑ گئے ہین پھنسے پھر جال کے

عاشق بچارے کیون نہ ہین زار و ناتوان
دیدار کے ہین بھوکے پیاسے وصال کے

مست گرم ہمیہ غصے سے ہوتا مثل آفتاب
قربان ہین ہم تمھارے جلال و جمال کے

سمجھے عبث تراب گدا کو کوئی حقیر
شاہون کے چیلے ہین یہ فقیرون کے بالکے

۲۱۸

کہو جو چاہو یہی وقت لن ترانی ہے
نیا شباب ہے پیارے نئی جوانی ہے

کبھی نہ تمکو رقیبون سے بدگمان پایا
ہمیشہ آپ کو ہمہی سی بدگمانی ہے

کسیطرح سے نہین ظلم سے تم آؤ گے باز
وہی کرو گے جو کچھ اپنے جی مین ٹھانی ہے

مرا اور اوسکا عجب قصۂ محبت ہے
عجب طمع سے ہم الفت نہانی ہے

سنا ہی قصۂ شیرین و لیلی و مجنون
کوئی لکھے تو ہماری عجب کہانی ہے

پوچھو ہمسے حقیقت او معرفت کی بات
کسی سے کیا کہون یار وجہ مینے جانی ہے

تراب کیا کہے معشوق کے نشان کا نشان
کہ بے نشان کا نشان محض بے نشانی ہے

ردیف یائے تحتانی

دیوان ترابؔ

ایک ایسے شوخ چشم سے کوئی آنکھیں لڑا سکتا
کہ گھونگٹ کھا گیا عاشق جو غمزہ کی کٹار آئی

سبھالا فرہاد نے پتا تلخی جان کندنی ہو کب
عیادت کو کبھی اوسکے شیریں یار آئی

ترابؔ اپنا گریبان چیر ڈالے کیون نہ اسکندر
جو نوشابہ کے دامن تک سنجاف دارائی

۲۲۲

خلق مین شور قیامت قامت بالا ہی ہے
جو بلا آئی جہان مین عالم بالا ہی سے ہے

اندرون پر داغ و بیرون خم غم دونون طرف
کیفیت دلکی زیادہ لالۂ حمرا سی ہے

چاہو شیریں کہو اور چاہو شنوا لا کہو
اوسکو ہر چشمی چمن مین نرگس شہلا سی ہے

ہی کف رنگیں کے قبضے مین ترے اعجاز کی
جسطرح اعجاز موسی کو ید بیضا سے ہے

قم باذنی تو کہے اور قم باذن اللہ وہ
جان تن سے لگ کر کیا نسبت اب عیسی سے ہے

زلف مشکین دیکھتے ہی ہو گیا کچھ اور رنگ
دلکی وحشت اسقدر تو نافۂ سودا سے ہے

گو ترابؔ اب سے بہت لیکن مجھے بے پروائیان
پر مجھے پروا ہنوز اوس شوخ بے پروا سے ہے

۲۲۳

ہی وہ تر دامن جسے آلودگی دنیا سے ہی
مرد زاہد اہل دنیا طالب عقبی سے ہے

بندگی مخلوق کی تو فی الحقیقت شرک ہی
بندۂ مومن وہی ہی جسکو نو مولی سے ہے

خود وجود بحر ہی خود موج ہی خود ہی حباب
یہ وہی نکتا جسے کچھ معرفت دریا سے ہے

دیکھ پڑتا ہی جسے عالم مین ظاہر اک وجود
جسطرح ادنی سی ہی وہ اوسطرح اعلی سی ہے

ذوق ہے جسکو مسمی کی حضوری سے ترابؔ
شوق اوسکو کچھ نہین پھر دعوت اسما سے ہی

تا اُس کی آنکھیں کھل گئیں دیکھا اوسکی خوبی کی
ہمچشم کوئی اوسکے نہیں ہار و قسم حسن کی

مجنوں ہے نشان اقاد نیا و دین سے اوسکو کیا
لیلی سے دل ایسا لگا پروا نہیں کفن کی

عاشق کے جیمین آرزو ہر گز نہو اکسیر کی
ہاتھہ آوے خاک اوسکو اگر معشوق کے نعلین کی

پروانہ جلتا تھا ادھر اور شمع روتی تھی اِدھر
سوز و گدازش مین کٹی شب تا سحر طرفین کی

دن بیقراری مین گیا رات انتظاری مین کٹی
اکدم شتاب آرام سے گذری مجھے جیمین کی

۲۲۸

باغ مین بیٹھی تیز کیا فرہاد کے بیٹھے مین ہے
عشق شیرین مین چرچا کیا اوسکے گرد و پیش مین ہے

عاشقی پیشہ نکا کوئی گر پیشہ ہم دیکھا نہین
اک اک اُستاد شاگرد اونکا ہر پیشے مین ہے

نرم و گرم ابرو شکن اے سنگدل رو بہ صفت
یان سمجھکے یانون وہ رنا شیر اس بیشے مین ہے

دیکھا جیمین سے اوس پری طلعت کا خیال
دل مین ہے کیا سمایا وہ پری شیشے مین ہے

مین اوسی پر محو ہون کہتا ہی جو مجھسے شتاب
دھیان ہی اوسکا کدھر ہے کسکے اندیشے مین ہی

۲۲۹

آنکھون سے مری یار ہنوز دور الٰہی
ملتا رہے وہ مجھسے بدستور الٰہی

کر چین ترچھی نظر سے وہ لگاوٹ کی پھر آج
گر چشم نمائی نہین منظور الٰہی

اک دن بھی عیادت کو نہ آیا دل آزار
مایوس نہو کیون دل رنجور الٰہی

جینا ہی نہین خشک مرا دیدۂ خونبار
چنگا ہو کسیطرح یہ ناسور الٰہی

ہرگز نہ کبھی یار کو دے غیر سے ملنے
عاشق کا اگر کچھہ بھی ہو مقدور الٰہی

سمجھے تو سمجھتا ہی نہین عشق کی باتین
ہووے نہ کوئی عقل سے معذور الٰہی

جیسے کہتے ہین علما ذات بیچون — وہی بیچون یہ سب چون وچرا ہے
وہی گویا وہی ہی آپ شنوا — وہی بی ہے وہی نغمہ سرا ہے
وہی صورت وہی ہی خود حقیقت — وہی سب ہے اوسسے ماورا ہے
وہی موسی وہی فرعون مین تھا — یہ وحدت کا عجائب ماجرا ہے

تراب اس بات کو مجھے وہی خوب
حقیقت سے خبر جسکو ذرا ہے

۲۳۳

مجھے خاک اوسکے در کی دن کی بصد تدبیر ہاتھ آئی — رقیبون نے کیا بلوا تجھے اکسیر ہاتھ آئی
کہا عاشق سے کل اوسنے مرے در پر تو حاضر ہو — بڑی دولت ہی اوسکو عجب جاگیر ہاتھ آئی
مصاحب ہو کہ حاجت ہو طرح ہی یہ دعا حاصل — حضور دائمی ہو تو بہر تقدیر ہاتھ آئی
جھکا تھا ول نخدان کے زلفون نے لیا بوسہ — گرا تھا چاہ مین لیکن بچا زنجیر ہاتھ آئی
غضب ہے یار و باڑھ اوسکی بگڑتی ہی بنتی ہی — بھوون سے ترک چشمون کو عجب شمشیر ہاتھ آئی
مرا خط پڑھکے کل اوسنے کہا کیا خوب لکھا ہی — یہی انعام پایا مین یہی تحریر ہاتھ آئی

دکھا دونگا مین سب سے خوب اپنا نامہ اعمال
تراب اوس شوخ کی مجھکو اگر تصویر ہاتھ آئی

۲۳۴

ہمکو کچھ دولت نہ کچھ اسباب شاہی چاہیے — خاتمہ بالخیر ہو فضل الٰہی چاہیے
گاؤ خر ہی وہ نہین جسکو حقیقت سے خبر — آدمی کو معرفت اپنی کماہی چاہیے
کیون ہو بیدرد جفا نازو ادا کرتا ہی یار — عاشقون کے قتل پر اک لم نگاہی چاہیے
لاش پر عاشق کے کرنے خنجر سے نشان — کچھ تو محضر پر شہادت کی گواہی چاہیے

مونہہ سے تو نکہہ اپنے کہ مرجاؤن تو دیکھون
مرجاے نہ عاشق ترے دیدار کے پیچھے

کرتا تھا رقیبون سے وہ اکدن مری غیبت
سنتا تھا کھڑا مین کہین دیوار کے پیچھے

جھٹ دیکھہ مجھے کہنے لگا بات بناکر
لگ چلنا بہت بدہی ستمگار کے پیچھے

واں آوے گا آگے جو کیا ہے عمل بد
دوزخ ہی لگی ہاے گنہگار کے پیچھے

ایمان تراب اپنا سلامت رہے کیا ڈر
جائین گے نہ احمد مختار کے پیچھے

صلی اللہ علیہ وسلم

وہ گھر میرے آوے ہنسا دے مجھے
جو گھر اپنے جاکے رولاوے مجھے

یہی ہے مری اب خدا سے دعا
الٰہی پھر اوس سے ملاوے مجھے

مین اپنے ہی لب مین اوسے کر کہون
عمل کوئی ایسا سکھاوے مجھے

نہین اوٹھتی ہے تجھسے یہ آرزو
کوئی بر مین اوسکے بٹھاوے مجھے

نیاز و رحب جانون اسے سیل اشک
کہ اک پل مین اودھر بہاوے مجھے

نہ خط لکھ سکے جو نہ کچھ کہہ سکے
وہ تصویر اپنی کھچاوے مجھے

مری یاد قاصد دلانا اوسے
مبادا وہ غافل بھلاوے مجھے

اوٹھا مونہہ سے برقع ذرا ہنسکے بولا
تنک اپنا جلوہ دکھاوے مجھے

مرے دل کو ناحق کیا تو نے قتل
خدا کے لیے خون بہاوے مجھے

تجھے تب آوین گا مسیحا نفس
کہ جی مارکے پھر جلاوے مجھے

کل اک درد مارے نے مجھسے کہا
وہ بیدرد ہے جو دوا دے مجھے

رہے دلمین میرے یہی درد پیر
تو اے پیر ایسی دعا دے مجھے

غنچہ و گل نے کیا بلبل یہ گلشن مین ستم
او سطرف ہنسنا و کھلنا اسطرف فریاد ہے

جہل سے تہمت ہلاکو پر کرومت قتل کی
شان قہاری خدا کی صورت جلاد ہے

پھنس گئی دلمین مرے گر گد مین ہے وسکی خلش
یار کی مژگان نہین یہ نشتر فولاد ہے

یار چونٹی کھولکے عاشق کا دل ناشاد سے
حال دکھلا کر جو پھر ہنسے وہ بڑا صیاد ہے

شاہ صاحب عزم کر آ ہمارون قلعہ فتح
فتح پر کوئی فتح پاوے تو مبارکباد ہے

جاگتے سوتے ترا لب او سکو نہ اک دم بھولنا
اور سب بھولے پر اتنی بات رکھنا یاد ہے

۲۴۱

مہینون مین مبارک انس مت سے ماہ رمضان ہے
کہ روز عید عاشق کو میسر وصل جانان ہے

جو کرتا تھا سد اپہلو تہی یار ہون سے ملنے سے
بغل گیر اوس سے ہونا عید مین ممکن بڑا ان ہے

ہر اک معشوق بن ٹھن کے دکھاتا ہی جمال اپنا
سحر سے شام تک بزم جلوہ گاہ خوبان ہے

کہین دف ہی کہین مطرب کہین مے ہی کہین ساقی
جدہر دیکھو اودھر عیش و خوشی کا سامان ہے

رہے بھوکا پیاسا جو یہان ہر خدا جیندے
شراب اوسکو وہان شہد و شیر ان حور و غلمان ہے

۲۴۲

آنکھ مین چمکتے ہین ہر چاند ستارے پیارے
ہجر کی رات مین بھاتے نہین نظارے پیارے

غیر سب ہنستے ہین تیرے دور ہونے سے ہمدم
فقط اک ہم ہین ہوئے دور ہمارے پیارے

مہر لگی آنسوؤن کی آہ کی بجلی چمکی
کہیو جس روز سے تم ابر ہمارے پیارے

کیا ہی رو رو کے ہوئے دیدہ تر بحر رواں
ہی عجب سیر یہ دریا کے کنارے پیارے

آیت رعد نہ پڑھنا نہین یا دل گرجا
دل دھڑکتا ہی مرا خوف کے مارے پیارے

دیکھ لون مین بھی تک ہلال عید
ذری ابرو کو اپنے خم کردے

قاصد اوسطرف آج جاتا ہے
خط مین اتنا کوئی رقم کردے

طالب وصل سے نہ ہو نہ شکر
مونہہ سے آرے بے نعم کردے

اوسکو کیہے کھلا نصیب ترا
یار جسکے اوپر کرم کردے

جام مے سے نہین غرض کچھ اور
مجھکو بیخود تو اے صنم کردے

پھر اوسی کا وجود دیکھہ پڑے
اپنی ہستی کو جب عدم کردے

ایکدم یار کو نہ بھولون شتاب
کچھہ دعا ایسی مجھہ پہ دم کردے

۲۴۶

جو ہر اوسکے تیغہ ابرو کا ہر بال ہے
اک اشارے مین وہ دو کرتا ہی کیا اقبال ہی

درد کس سے ضبط ہو کیونکہ نکلے دل سے آہ
تیر مژگان ہے جگر سوراخ جون غربال ہی

صید لاغر جان کے دل کیا چیز تک تھا
پنجے مین پڑ گیا اوسکے یہ کیسا بال ہی

رلف مین جب پھانس کیا دل موہ مت کیا کری
صید وہ لاچار ہی جسکا بندھا پر و بال ہی

کوئی رغبت دشمن کے مرجانے سی خوش ہو دوستو
موت سب کے کی طرح کسکے نہین ٹلنا ہی

دی و فردا کچھہ نکہ صوفی ابن الحال ہے
حال کے آگے کہان ماضی و استقبال ہی

یار و اب کیا پوچھتا ہی فقر مین حال شتاب
چین سے کٹتی ہی اوسکی خوش ہی فارغ بال ہے

۲۴۷

بہت کسکے لیئے سیلاب دنیا جمع کرتا ہی
خزانہ لیکے قارون کی طرح کیا تھر تھرتا ہی

عبث کرتے ہوے اہل امل کل اک اتنا
اجل پیچھے پڑی ہی ہر دفعہ اک رعب مرنا ہی

آنکھین ہوئین روتے روتے سوتے
یان نام کوئی نہ خواب کا لے

صبطرف وہ آنکھ سہر کے دیکھے
لبریز ہون بن شراب پیالے

ٹکڑے پہ ہی زلف چھٹکی اسطرح
ہون چاند پہ جون سحاب کا لے

کیون باغ نہ اجڑے باغبان جب
بلبل کی جگہ غراب پالے

گل پھول کے جھڑ گئے ہزار ون
خشکی سے ہوئے خراب لالے

دل غم سے ترے جلا بھنا ہے
لے ہاتھہ مین یہ کباب کھالے

۲۵۰

دل دیکے تجھے مزہ یہ پایا
جی دیکے بھلا ترا کیا لے

یان ملک مین جدائی کی گرانی رہگئی
وصل ہین چھوٹا نہ داغ اوسکا نشانی رہگئی

دور سے وہ مونہہ دکھا کر ایسا صبر و قرار
سامنے آوے تو جی دون جانفشانی رہگئی

دوستو کیا کہے اوسکا ماجرا تھا اندرون
مہربانی گھٹ گئی نامہربانی رہگئی

خط نکل آیا گئی اوڑ سادہ روئی کی بہار
ہسے ایتک مین اوسکے بدگمانی رہگئی

وہ تجلی ہے کہان مشتاق ہو سکا کوئی
ناحق اب یان سے اوسکو لن ترانی رہگئی

مٹ گئی لیلی ہوا مجنون ہوا قصہ تمام
عاشق و معشوق کی جگمین کہانی رہگئی

۲۵۱

منتظر ساعت کارہ غافل ہو حق سے تراب
آئے دن چلنے کے تھوڑی زندگانی رہگئی

خدا اپنا ہ فقیرون کی کبریائی سے
کہ اونکو ننگ ہی دنیا کی بادشاہی سے

خدا کے لوگون سے ڈرتے رہو خدا کے لیے
کہ بیخودی مین ہے نسبت اونہین خدائی سے

ہمسے عاشق کی قدر معشوق کرتا ہی نہین — منشہ کے آگے کیا حقیقت ہے گدا کے واسطے
واعظا کل دیکھکر جسکو ہوا تو بیحواس — مین تو رسوا ہون اوسی کا نواد اکے واسطے
وہ تو ہی دلمین ترے کعبہ چلا ہی جس لیے — شیخ جی باہر نجا گھر سے خدا کیواسطے

کسطرح دنیا مین گذرے چین سے اوسکو تراب
جو یہان پیدا ہوا رنج و بلا کے واسطے

۲۵۴

کم کوئی فقر اسے ملتا ہی خدا کے واسطے — دفع اعدا کی لیے یا کیمیا کے واسطے
اہل دنیا کی غرض لگتی ہی جب درویش سے — کہتے ہین اپنے حصول مدعا کیواسطے
اے خدا او تو ہی ہی تجسے میری التجا — حل کر دو مشکل مری مشکل کشا کے واسطے
مدعا حاصل ہوا تو پھر گئے کہنے لگے — کیون جی شاد کیجے انکی دعا کیواسطے
ایسے لوگون سے کرین درویش ناحق اختلاط — صحبت اونکی زہر ہی اہل صفا کیواسطے
شاہ جی اوسکو نہ کہنا وہ بھک منگا فقیر — اغنیا سے جو ملے نشو و نما کے واسطے

سایۂ درگاہ کا تم ہمکو کیا کم ہی تراب
کیون پھرین ہم در بدر ظل ہما کیواسطے

۲۵۵

غلط نہین جو کہون تو رشک برابر ہی — کہ جلوہ گرچہ ترا ہی ولے اوسکا آب برابر ہی
خدا رقیب کو مارے عتاب سے تیرے — ترا عتاب و خدا کا غضب برابر ہی
نظیر سرو کے کسطرح کہیے قد کو ترے — وہ تیرے قامت نازک کے کب برابر ہی
گلی مین تیری رقیب و حبیب یکسان ہی — عجب کہ قدر ہو کس اور طلب برابر ہی
بھلا کہے او نہین جا ہے برا کہے کوئی — جو تیرے والے ہین اونکو تو سب برابر ہی

اہل جہان ہین خراب اپنی عمل سے تراب
وضع بد روزگار دیکھیے کب تک رہے

۲۵۸

بلاے جان تری زلف سا ہے
یہ کالے نے ہزارون کو ڈسا ہے

غضب گو ذہی ہی چوٹی تو نے کس کے
مرا دل کیون شکنجے مین کسا ہے

نہ فتنہ بن معطر کر کے چیکن
تو خود گل ہی او پھولون مین لسا ہے

طواف دل ہوا ہی فرض مجھ پر
تو اے نام خدا جب سے لسا ہے

ہم ایسے ہون گے بہتیرے تمھارے
ہمارے تو نہین کوئی آپ سا ہے

رخ او سکا صبح ہی اور زلف ہی شام
یہی چرچا یہان صبح و مسا ہے

تو اوس سے بدگمان رہتا ہے ناحق
یہ تیرے دل مین کیسا وسوسا ہے

بظاہر رند ہے باطن مین زاہد
تراب ایسا بھی کوئی پارسا ہے

۲۵۹

ہم نہ دیکھا کدھر گمان سے گئے
بھلے تم جیتے کل یہان سے گئے

کچھ تو صید دن اپنے کھاؤ ترس
گھر سے او جڑنے اور کہان سے گئے

او ٹھگے گئے چپکے بزم سے میری
آج تو کچھ وہ بدگمان سے گئے

ہمین جھڑکا اوسے لگایا مونہہ
آہ ہم قدر برگ پان سے گئے

باغبان نے چمن ترا چھوڑا
گل سے گذرے او بوستان سے گئے

مر گئے ہم اسی تفکر مین
اسی حیرت مین ہم جہان سے گئے

ولے حسرت تراب بارد گر
پھر وے آجو کوئی یہان سے گئے

موسنہ چھپا لیتے ہو مجھکو دیکھتے ہی دور سے
اب بھلا کیا دیکھنے کو آوین ہم تیری گلی

کیا کہین تجھکو کوئی گلرو لبھایا ہی شراب
غیر ہے کچھ بیطرح ہے آج تیری بیکلی

۲۶۳

نت موسنہ پہ شعلہ رویون کا اوسکو گشت ہے
کا کل نہین یہ کافر آتش پرست ہے

ایدھر سے زلف چھٹکی اودھر چوٹی ہی کھلی
کیا خوب ملک سنج کا لے بند و بست ہی

عہد بلی نہ دلکو ہمارے دلاؤ یاد
وہ اور ہی خیال مین مست الست ہی

غنچے سے رہت امید کشایش کوئی رکھے
کیا دیگا وہ کسیکو جو خود تنگدست ہی

اوس چشم شرمگین سے بچاوے خدا شراب
ہتھیار باندھے بیطرح یہ ترک مست ہے

۲۶۴

لاف خوبی کا نہ پھر شمع لشمین ہارے
تو اگر اوسپہ ذرا گوشۂ دامن مارے

بسملون کو ہمرے دیکھکے کہتے ہین یہی
ہین یہ اوس کافر بیرحم کے خیون مارے

ایک بلبل کو کہان تاب جو دیکھے اوسکو
جسنے اک جلوے مین سو سو گل گلشن مارے

اوسنے محجوب ہو برقع مین جو مکھ اوڑھا کا
رہ گئے عاشق دیدار کھڑے من مارے

یار وہ قاتل بیدرد بلا ہے کوئی
جسکے ہاتھون سے گئے تیغ و برہمن مارے

مست اوٹھا ناتھہ رقیبون کی نمار اوپر وار
اپنے ہاتھون سے اوسنے مین میان تر دامن مارے

ہجر مین وصل سے اوسکے نہوے آس شراب
جسکے دروازے پہ بیٹھا ہی تو آسن مارے

۲۶۵

نازو ادا سے باندھ کے ہتھیار سو گئے
شبخون یہ دل کے آکے ستمگار سو گئے

پیدا کیا خدا نے عبادت کیو واسطے
کیون پیٹ بھر کے کھائیے دن رات سوئیے
اعمال اچھے ہون تو امید بہشت ہی
پھل پائیے وہان جو یہان تخم بوئیے

جیتے مرے جو یاد مین اوسکی جیسے تراب
جیکو نہ ہارے اونہ غفلت مین کھوئیے

۲۶۸
خوابگی پیر اپنی ہمارے ات کوئی بتا جائیے
جان کو بیچ ہمارے بات کوئی بتا جائیے
اپنی ہستی سو اگر ہو نیستی کی راہ لے
مر رہے جیتے ہمارے سات کوئی بتا جائیے
جسطرح کلمہ سے ہر حق ہم قرآن و حدیث
کلمۃ الحق جانے میری بات کوئی بتا جائیے
یون فقیری کام دریا ہے دشوار ہی
چھوڑ دے دنیا کی سب لذات کوئی بتا جائیے
عقل والے جانتے ہین خوب تدبیر جہان
حق سے ملنے کی بتاوے گھات کوئی بتا جائیے
نرد بازی مین جتاوے اور کو خود ہار جا کے
شرط ہار کے آپے وہ مات کوئی بتا جائیے
اول و آخر وہی ہی ظاہر و باطن وہی
غیر حق کر دے ہمین اثبات کوئی بتا جائیے
یاد حق کار و بار غفلت اس عالم کے بیچ
یاد حق کرتا رہے دن رات کوئی بتا جائیے

کیا عبادت خالصاً للہ شکل ہو تراب
بے صفت ہو آشنا ہے ذات کوئی بتا جائیے

۲۶۹
یاد وہ دن مین وہ شب مجھ کو آتا ہے
کہ اندھیری مین مجھے چاند نظر آتا ہی
چاہون ہر روز وہان جاؤن نہین کچھ مشکل
پر مرے دلمین یہ وسواس خطر آتا ہی
ہی وہ لڑکا کہین نہ شرما کے کہہ بیٹھے یہ
کیا ترا کام ہی یان کیون تو ادھر آتا ہی
ضعف اور جاتی ہی آنکھون سے شب وصل مین ہائے
جس گھڑی دل کو مرے خوف سحر آتا ہی

دلکی آنکھون سے نہین ہوتے ہو اک خطہ جدا
اب ملو یا نہ ملو کچھہ نہین بی کام مجھے

سو نہ لگاتے نہین اور کہتے ہو آدیونگے
خوش نہین آتا ہی یوسہ پیغام مجھے

خط کا آغاز یہ آخر کو گنوائے گا جمال
غیر اسکے نظر آتا نہین انجام مجھے

کل جو بھولے سے ترا نام لیا اوسنے مرا نام لیا
نیکنامون مین کیا عشق کے بدنام مجھے

۲۷۳۰

کیون دکھیکر تمین یونہی کہان چلے
آئے تھے دیکھنے کہ ترے ہم یہان چلے

مارے خوشی کے پھولے ہر اک غنچہ و کلی
گرسنے تیغ وہ گل غنچہ دہان چلے

عزم سفر ہی تجھکو نکر ہم کرب جدا
ہم بچ چلین یہ ساتھہ ترے تو جہان چلے

جز بیدلی ہمین غلا تم سے اور تجھہ
دل تیری نذر کرکے ہم اے بوستان چلے

تلوار لیکے آج چلا ہی کہین وہ شوخ
کسکی اجل ہو دیکھیے کسپر کہان چلے

بلبل کی نبض سست ہو کیونکر نہ یک بیک
گر تیز و تند باغ مین باد خزان چلے

پر گر نہ کیجیے سخن جیسے قصور
کہیے ترا ب اسمین جہان تک زبان چلے

۳۷۴

کرکے رنجور مجھے آپ ادھر یار گئے
پھر عیادت کے لیے آپ تو کی بار گئے

بیکلی جب سے بڑھی دم نہین کل پڑتی ہی
مجھسے تم کہکے جو کل عدہ دیدار گئے

کوئی صیاد سے پوچھے یہ بیانصافی کیا
دام مین چھوڑ کے کیون مرغ گرفتار گئے

ہے ہمدرد دو عالم اپنے نہ کوئی ایک رہا
کس سے غم کہیے کہ سب محرم و غمخوار گئے

یار و یکبار بھی ہمسے نہ ملا و بخوشی
جسکے دربار مین ہم خون سے سو بار گئے

کہیو میرے صنم کے در پہ جائے
جسے بیت الحرم کی آرزو ہی
عدم اوسکی کمر کو جب سے جانا
ہمین تب سے عدم کی آرزو ہی

ترا ب اوسکی گلی مین بیٹھ رہ جائے
اگر باغ ارم کی آرزو ہے

۲۳۷

کیا کام ہمکو یار جو آتی ہے چاندنی
بے بزم یار کچھ نہین بھاتی ہی چاندنی
ہوتا ہی بر مین جب وہ پیرہن زر نگار
اوسوقت اور ہی لطف دکھاتی ہی چاندنی
بن یار کچھ نہین شب مہتاب کی بہار
ہجرت مین ہے مجھکو رولاتی ہے چاندنی
اندھیر ہی کوئی نہین کہتا ہی اوس سے جای
جلد آ کہ تیری یاد دلاتی ہے چاندنی
کیونکر نہ دل سے نالہ شبگیر ہو بلند
کوٹھے پہ میرے جب لہراتی ہی چاندنی
خط کا غبار آنے لگا مونہہ پہ یار کے
افسوس چار دن کی یہ جاتی ہی چاندنی
مونہہ ڈھانپ کے سر دے دل خستہ کیون نہ رہت
زخمی کو مارتی و ستاتی ہی چاندنی
کسطرح چاندنی کو کہون دھوپ سے خنک
مجھکو تو اوسکے غم مین جلاتی ہی چاندنی

روپ اوسکے گورے مکھ کا ڈبے ہی ترا ب یاد
کیا چوٹ ترے دل پہ لگاتی ہی چاندنی

۲۳۸

رسوا ہون کیون نہ زلف گرہگیر کے لیے
مجنون بنا ہون خاص یہ زنجیر کے لیے
لے مجھسے تیرے ترے قربان مزہ دل
مٹتا ہی اپنے صید سے کوئی تیر کے لیے
کہیے جب اوسکے ابرو و مژگان چڑھاؤ کے
تیر و کمان یہ خوب ہین نخچیر کے لیے
کہتا ہی ہنسکے واہ یہ تیر و کمان تو مین
رکھتا ہون اپنے عاشق دلگیر کے لیے

مین اوسکو دیکھتے ہی بیخود ہو گیا بیخود
سنبھل رہے ہے وہی جسکو خدا سنبھال رکھے

نگاہ پاک پہ میری لحاظ کر کے تو کہہ
خدا ہمیشہ یہ تیری نظر بحال رکھے

جو ایکبار کسی سے ملے اوسے پھر نہ ملے
عبث پھرا اوس سے کوئی خواہش وصال رکھے

نثراب کا ہیگو در خور کرے امیرون سے
ملے وہ اہل دول سے جو کچھ کمال رکھے

۲۴۱

جب تلک خط جاہ باقی ہے
نفس بد رو سیاہ باقی ہے

اوسکو تائب کیے کچھ بھی جسے
دل مین ذوق گناہ باقی ہے

پھیر لی آنکھ یار نے سب سے
ہم سے دو ہی نگاہ باقی ہے

ہو گئے سب طرف کے رستے بند
فقط اک دل سو راہ باقی ہے

خط کے آتے سب اوس سے ہو گئے بد
صرف یہ خیر خواہ باقی ہے

یار سے اور ہم سے آج تلک
دوستی کا نباہ باقی ہے

آتے ہین دن بہار کے بلبل
صبر کر ایک ماہ باقی ہے

کچھ نیو چھو نثراب کا احوال
دل مین غم لب آہ باقی ہے

شیخ فانی ہوا ہے جون یعقوب
تو بھی یوسف کی چاہ باقی ہے

۲۴۲

کیا پریشان وہ زلف مشکین ہے
دل مرا مشتشر او غمگین ہے

جو کرے پیر ناتوان پر رحم
اوسکو کیا کہیے ناتوان مین ہے

شور ہے خوبی ذقن کا تری
اوس زنخدان کا چاہ شیرین ہے

جسطرف مولی اودھر دولا وہی جاتے ہے ہو	برخلافی جو کرے سلطان کی مار اپڑے
بچ گئے رہے جو اوسے پہچان چکے رہے	بڑھ کے باتین جو کرے عرفان کی مار اپڑے

کسطرح کیجے تراب اوس برہمن دل کو رام
اوسکو جو ترغیب ایمان کی مار اپڑے

۲۸۴

جب سے ہم رند ہے پیر خرابات ہوئے	سینچے جام کے مشتاق ملاقات ہوئے
بت پرست اونکو بھلا کیون نہ کہی زاہد خشک	ہمنشین اوس بت کافر کے جو دن رات ہوئے
عشقبازی مین وہ کیا مار گئے جیت رہے	شرط بد کے جو ترے ہاتھ سے خود مات ہوئے
گر یہ ہم جانتے اول تو روتے نہ کبھی	یار آئے گا یہان آخر برسات ہوئے
کون مونہہ ڈالے ترے رخ پہ لپٹ جاتی ہے	زلف کے بال بھلے ماطلسمات ہوئے
شیخ جی تم بھی پھنسے سلسلۂ زلف مین ہائے	قید کافر مین ہین خارق عادات ہوئے
بندگی خوب ہوئی جن سے خدا کی واللہ	وہی مردان خدا اہل کرامات ہوئے
وے جو اخیر ہوئے لوگ مین کیا بات اونکی	آکے دنیا مین جو یون تارک لذات ہوئے
دیکھتے ہین جو جہان سب کہین اک ذات فقط	کیا صفت اونکی کہون ہین جو عجب ذات ہوئے
کلمۃ الحق ہے کہ حرفحق نہین موجود کوئی	ہم تو اس بات سے کچھ اور ہی اثبات ہوئے

کل سے ہم میکدہ رہے یارے کوچہ چین تراب
مورد لطف و کرم اہل عنایات ہوئے

۲۸۵

ازل سے دلکو لبھا کاکل دلگیر لے آئی	کہان سے کھینچکی مجنون کو یہ زنجیر لے آئی
کہان سے گھونگٹ کھارخ قتل کر جھٹ پٹ	قضا یہ کیا ڈھونڈھ کے نخچیر لے آئی

۲۹۶

جو کسیکا کبھی کہا نہ کرے
اوس سے کوئی ہرگز التجا نہ کرے

یار کی گالیون سے جو خوش ہو
حق مین اوسکے وہ کب دعا نہ کرے

پیر بھائی مین اوسکو کیسے کہون
جو مرے درد کی دوا نہ کرے

یاری اوس سے نہ کیجیو یارو
ہے وہ بیدرد کچھہ دغا نہ کرے

آئینہ توڑکے وہ کہتا ہے
سامنے میرے کوئی ہوا نہ کرے

مجھکو پروا نہین تجلی کی
مجھکو اللہ خود نما نہ کرے

عاشق بیقرار اوسکا ہاے
کسطرح عرض مدعا نہ کرے

گھر سے اپنے وہ اتنلک نہ پھیرا
ہجر مین کیون جگر جلا نہ کرے

ہم تو خوبون سے ہوگئے بے آس
کوئی خوبون سے آسرا نہ کرے

بوے گل سے کوئی پتا دے خبر
کچھہ بھی ایسا اگر صبا نہ کرے

دلمین جسکے تو بس گیا ہی شراب
نام غیر اوہ کیون لیا نہ کرے

۲۹۶

صنم کے دیکھنے کو ہاے دل کیا للچاتا ہی
کہان تک اوسکو سمجھاؤن نہ گھبرایا آتا ہی

مجھے پہونچا دے کوئی واں اگر آسانہین وہان
یہان سے کرون مین کیا نہین کچھ مجھکو بھاتا ہی

وہ مجھسے کہہ گیا تھا جلد مین گھر سے پھر آؤنگا
تو کیون مایوس ہوتا ہی عبث آنسو بہاتا ہی

کہون کس سے کہا تھا جو قسم کرکے گیا تھا وہ
مرا ہمراز کوئی ایسا نہین اوسطرف جاتا ہی

مہینے دو کا وعدہ تھا یہ آیا ہو گئے سہ چند
کہے کون اوسسے اب بھی آزیا کیون ستاتا ہی

کہو انصاف سے یارو مجھے کسطرح صبر آوے
خبر آنی کی جھوٹی بھی نہین کوئی سناتا ہی

دیکھکر مجھکو کل کہا اوسنے ق
کون یہ ناتوان جاتا ہے
بول اوٹھا اک مصاحب اوسکا تب
یہ وہ اسے مہربان جاتا ہے
تو کڑھانے کے واسطے جسکے
غیر کی بات مان جاتا ہے

کیا ترآب اوسکے آگے بولے اب
جی کا مطلب جو جان جاتا ہے

۲۹۱

ہین دیدۂ تر مین مرے دریا کے تماشے
اے برہمن آ دیکھہ یہ گنگا کے تماشے
کیون گھر سے نہ گھبراے کے کون راہ بیابان
دکھلاتی ہی وحشت مجھے صحرا کے تماشے
آنکھہ اوسکی جھپک جاے نہ پھر آنکھہ لگاوے
دیکھے جو ترے عاشق رسوا کے تماشے
یارو وہ مرے گھر مین پھر آئے کہین اکدن
دکھلاؤن مین اوسکو دل شیدا کے تماشے
عالم وہ کہان جو قد بالا کا ہی تیرے
دیکھے ہین بہت عالم بالا کے تماشے
آ دلکو ذرا اپنے مرے دل سے ملاوے
بندہ ہون دکھاؤن تجھے مولا کے تماشے

کہہ اوس سے ترآب اپنے تماشے پہ نہ بھولے
دیکھے نہین اوسنے ابھی فقرا کے تماشے

۲۹۲

سینے سے اگر یار نہ پیکان نکل جاے
قربان ہون ترے تیر پہ کیونکر جان نکل جاے
مرتا ہون غم ہجر سے دکھلاے ذرا مونہہ
مشتاق ہون دیدار کی ارمان نکل جاے
آتا ہے تو آ وعدہ نکر راہ نہ دیکھا
صبر آئے کسیطرح یہ غلجان نکل جاے
ہین خال و خط و زلف سبھی ظالم و کافر
ہندو سے کہان بچ کے مسلمان نکل جاے
دیوانہ اوسے کرکے کہا لیلی نے دیکھو
مجنون نہ کہین بے سر و سامان نکل جاے

مرے دلمین سوا اوسکے نہین کچھہ
سہان نازل وہی وارد وہی ہے

کہان طالب کدھر رہتا ہی مطلوب
جہان موجود اور واجد وہی ہے

جو باز آئے صنم کی دوستی سے
ترا ب اسوقت مین زاہد وہی ہے

۲۹۵

کیا روئیے فراق مین کیا آہ کیجیے
یا وصل مین اللہ ہی اللہ کیجیے

ڈریے خدا سے مانگیے اللہ سے پناہ
عاشق کی آہ پر نہ بہت واہ کیجیے

جس زلف و رخ کی فکر مین گذرے ہی رات دن
ذکر اوسکا کیون نہ شام و سحر گاہ کیجیے

مجھہ باوے کو تونے جھکائے بہت کتوے
مشہور کچھہ تو جگ مین تری ہاہ کیجیے

کوئی برہمن کرے نہ مسلمان کی رہزنی
گر راہ حق سے ہم اوسے آگاہ کیجیے

جو اک نظر مین شاہون کو چاہے کرے فقیر
اوسکا خطاب کیون نہ شہنشاہ کیجیے

راہ وصول حق تو نہین دور کچھہ ترا ب
صاحبدلون کے دل سے اگر راہ کیجیے

۲۹۶

نہ دلکو کاکل دلگیر بھائی
دوانے کے نہین زنجیر بھائی

نہ کر مجھسے حجاب اے لیلی شوخ
کہ مجنون کا ہون تیرے پیر بھائی

مین دلکو چھوڑ بیٹھا تن بتقدیر
مرے جی کو یہی تدبیر بھائی

وہ کب سنتا ہی ناصح تیری باتین
جسے معشوق کی تقریر بھائی

تو مت دکھلا مجھے شیرین کی تصویر
کہ مجھکو اور ہی تصویر بھائی

پیر و بال اوسکے کب سیاد توڑے
اوسے تو وحشت فچیر بھائی

مرے کون اوس سیم بر کے لیے
جو گھر گھر پھرے سیم و زر کے لیے

خبر اوسنے میری کسی دن نہ لی
نہ بھیجا کسیکو خبر کے لیے

ادھر وہ کبھی پھر نہین دیکھتا
ترستا ہی جو اک نظر کے لیے

مجھے عید ہو ماہ رمضان مین
اگر وہ ملے اک پہر کے لیے

کرم وہ کرے تو نہین کچھ بعید
کہ مشتاق ہون شب قدر کے لیے

سفر اوس سفر کو نہین کہتے ہین
جو ہو کسب علم و ہنر کے لیے

ہم ایسا سہو گار رفیق و شفیق
ہمین ساتھ رکھہ لے سفر کے لیے

خوش آتی ہی کاکل تو مکھڑے کے گرد
یہ ہالہ ہے زیبا قمر کے لیے

تو اپنی قبا کی ذرا آستین
بڑھا دے مری چشم تر کے لیے

وہ بڈھے کو سودائی کہتے ہین لوگ
پھرے ساتھ اپنے جو لڑکے لیے

خدا نے ازل سے دیا ہمکو عشق
امانت یہی تھی بشر کے لیے

کرو عشق صادق کہ ہے فائدہ
ادھر کے لیے یا اودھر کے لیے

ہوا عشق مین اب تو بدنام خوب
نثار اب اک برہمن پسر کے لیے

جہد ہے ایسا مجھے اوس گلبدن کے واسطے
باغبان کو تاک ہو جیسی چمن کے واسطے

یار بن سب مجلس عیش و طرب ہے نور ہی
چاہیے کوئی شمع تابان انجمن کے واسطے

کہہ دو شانے سے نہ الجھے پیچ و بل ہی خوب ہے
کاکل پرچین و زلف پر شکن کے واسطے

تار نخدان گر سیاہی زلف جانان میش ہی
رسی چھوٹی چاہیے چاہ ذقن کے واسطے

چشمۂ حیوان ہی لب اوسکا سکندر سب کہو
سبزۂ خط خضر ہی زلف سیہ ظلمات ہے

دل کی شیشہ سی عشق کی بازی تو نیسے جیت لی
جی نہین ہارا کبھی تسبیر وہ کہتا مات ہے

طفل بازیگر ہی میرے بس مین کٹھ پتلی کی طرح
پھیر دوں جی ہون جدھر کو اوسکی میرے ہات ہے

عشق کا دعوی ہی مجھکو یار شاہد ہی شراب
گر وہی منکر نہو تو مدعا ثابت ہے

۱۶۳

وہ دلبر سر پہ آ پہونچا خنجر لے
آ کہی اب مین جاؤن دل کدھر لے

مین اوسکے غمسے مرتا ہون کہو چلے
خدا کے واسطے میری خبر لے

گیاہ خشک ہو جاتی ہی سرسبز
جہان جاتا ہون مین یہ چشم تر لے

اگر جنگل مین جاؤن آگ لگ جاے
کہان بیٹھون مین یہ سوز جگر لے

حقیقت کا مزہ سالک بتاوے
طبیعت سے نہ جب تک خوب مر لے

جسے چاہے وہ اک چتون مین مارے
پھیرے ہی ناحق اب تیغ و تبر لے

شراب اوس بت کو ڈر ہو کر خدا کا
تو بند مہرا دامن پکڑ لے

۳۰۲

مرے دل کا غم یار ہی کھو سکے
مین لاچار ہون مجھسے کیا ہو سکے

رلایا مجھے جس قدر عشق مین
کوئی اس قدر اور کب رو سکے

جسے صبح وعدہ کا جدائی کا ہو
شب وصل مین وہ کہان سو سکے

کبھی ہمکو وہ مونہہ لگاتا نہین
کوئی یار سے بات کہہ تو سکے

شراب اوسکو دی عشق پیچے کا تخم
صنم دل مین اپنے اگر بو سکے

خفاش کو کب مہر کی طلعت نظر آوے
ناصح تجھے معشوق کی پہچان کہان ہے

جب تک کہ مرے بر مین نہ آوے گا وہ دلبر
صبر آئے مرے دل کو یہ امکان کہان ہے

احوال مرا دیکھکے کہتے ہین اطبا
اس درد کی یان دارو و درمان کہان ہے

مجنون کو ترے چاہیے صحرا سے قیامت
اس وحشی کو یان وسعت میدان کہان ہے

اوس طفل برہمن سے کبھی دل نہ ہٹے گا
کافر سے جو بھاگے تو مسلمان کہان ہے

کسطرح ترآب اوسکو مین بندہ کرون اپنا
یوسف کی خریداری کا سامان کہان ہے

۲

تپ ہجران سے مرتا ہون مجھے کیا کام بیماری
وہ اک دم یار کرتا ہی مجھے ہر دم کی بیماری

الٰہی خیر کیجو دردمند اتبو ہوا وہ خود
دعا جسکی کرے تھی دفع اک عالم کی بیماری

ترا عاشق بچارا آرزو سے دل کا سے مارا
یہی ہی سخت پیرہن بنی آدم کی بیماری

تو اپنی آستین کھیے مری انکھون سے سنسکے
رولاتی ہی مجھے اس مہ پر نم کی بیماری

ترآب آزار سے دل کے خبر کیا ہے طبیبون کو
کہے بن کیسے ہو تشخیص نامحرم کی بیماری

۳

اے شاہ تو نے کچھہ بھی لحاظ کدانہ کی
مجھہ بینوا کی طرف کبھی اعتنا نہ کی

معشوق تب باز ہوا بادشاہ کا
مولی کی بندگی مین جب اوسنے غلامی کی

وہ بیوفا تو مار کے مجھکو چلا گیا
افسوس عمر نے مری کچھہ بھی وفا نہ کی

روتا رہا مین کچھہ نہ کہا ہنسکے چل دیا
ایسی تو ہاے اوسنے کسی پر جفا نہ کی

دیکھا جو دردمند کو اوسکے طبیب نے
تجویز رفع درد و علاج شفا نہ کی

۳۱۲

ترکھ تو مکھڑے پہ اپنے نقاب جانے دے
اوٹھالے مونہہ سے یہ برقع حجاب جانے دے

نہ کر وعدہ دیدار کو روز شمار
مجھے بہشت مین جھٹ پٹ حساب جانے دے

تو ساقی اپنے حظ و چشم میگسار کو دیکھہ
لحاظ نشۂ بنگ و شراب جانے دے

نہ دے حریفون کو بھر بھر کے جام میرے خلاف
نہ دل جلا یہ طریق کباب جانے دے

وہ اپنے گھر سے پھر آویگا جلد اے مشتاق
تو دل سے ہجر کا اب اضطراب جانے دے

جو اوسکو خواب مین دیکھا تو کیا ملا تجھکو
خیال خواب نکر ذوق خواب جانے دے

وہ بیوفا کا نہ لے مجھسے نام اے ناداں
اوسے نہ خوب سمجھ کر انتخاب جانے دے

لگا تو شوق سے بحر محیط مین غوطہ
کہان کی موج کہان کا حباب جانے دے

بتون کو دعوی خدائی کا ہے معاذ اللہ
نہ التفات اودھر کر ترا جانے دے

۳۱۳

وہ غم مرا نہ کبھی دیکھہ بھال کے روئے
گلے مین غیر کے جو بانہہ ڈال کے روئے

یہ کیا عقیدہ ہی یار و یہ کیا محبت ہی
کہ پیر سے دم رخصت نہ بالکے روئے

شفیق اونکو سمجھکے وہ باغ باغ ہوا
جو بڈھے سامنے اک خوبسال کے روئے

قدیم یار کا رونا نہ اوسکو آیا یاد
جب اوسکی ہجر سے اوباش حال کے روئے

بہے سرشک کی کنجون مین کسطرح جمنا
سبب فراق مین وان نندلال کے روئے

ہوا نہ دامن مژگان بھی تر ذرا اپنا
ترا ب بحر مین ابکی سنبھال کے روئے

۳۱۴

بازار گرم یار سے اغیار کی ہوئی
ارزان مٹھائی حسن کے بازار کی ہوئی

راہ جذبے کی کسطرف سے کھلے | دل جو اکطرف بیخطر نہ لگے

دستگیری تراب اوسکی کر
غیر کے ہاتھہ جسکی کر نہ لگے

۳۱۶

گو رہے لکھہ سے ترے قمر نہ لگے | خوبروئی مین کوئی شبہ نہ لگے
بارک اللہ کیا جمال ہے واہ | مو نہہ چھالے کہین نظر نہ لگے
عشق ہی پیرے اک جہان ہی خبر | آپ تک کسطرح خبر نہ لگے
جسکو ہر گز نہو خدا کا ڈر | ایسے کافر سے کسکو ڈر نہ لگے
ابرو خم کا ہے کچھہ اوری کاٹ | دم کو اوسکے دم خنجر نہ لگے
نرجمی چتون سے بار بار نہ مار | دیکھہ زخم اور زخم پر نہ لگے
عین گرمی مین وہ گیا تھا ادھر | کیون اودھر آنسوونکی جھڑ نہ لگے
کیفیت دل کی کچھہ نجان پڑے | دل کسی کا کسی پہ گر نہ لگے

جسکٹھری ہو وہ چار چشم تراب
کب مری آنکھہ پھر اودھر نہ لگے

۳۱۷

اذنون بھٹکا کہان اوری طرف مٹا دی | بلبل بستان سے کہدو نیا مبارک بادی
سادہ لوح اوس برہمن وا کو مت جانے کوئی | گرچہ بھولا ہی پر اپنے کام کا استاد ہے
مار کے عاشق کو کسنے راہ اپنے گھر کی لی | شہر مین چار و طرف غل ہی یہی فریاد ہے
شکل باد تند جلتی ہی سواری جسکی تیز | اوسکے رستے مین مجھ مشت خاک مو برباد ہے
خوبی ادائی کی صفت کس سے ادا ہو یارکی | ہر ادائے شوخ مین اوسکی نئی ایجاد ہے

عشق کی رہگذر مین اوسکے تراب
خوب تم چین سے گذر بیٹھے

۳۲۰

خریدار اپنا جو پایا مجھے
تو دل لیکے ٹکڑا دکھایا مجھے

کیے اوسنے مجھپہ ہزارون ستم
بہت عشق مین آزمایا مجھے

رقیبون کے برمین رہا مدتون
مین روٹھا نہ کبھی منایا مجھے

گیا اوسکی مجلس مین جب مدعی
بٹھایا اوسے اور اوٹھایا مجھے

فغان سُنکے میری وہ کہنے لگا
مین سونا تھا کسنے جگایا مجھے

وہ گھر اپنے بیٹھا خوشی کر رہا
مزہ درد و غم کا چکھایا مجھے

مین قاصد کا مونہہ کیون نہ میٹھا کرون
یہ مژدہ تو اوسنے سُنایا مجھے

مری طرف رخ کرکے کہتا ہے یار
ادھر جلد لیجا خدایا مجھے

مین جاؤنگا مجھکو نہ روکے کوئی
ز بردست نے اک بلایا مجھے

خدا یہ خبر سچ کرے آئے جاے
کہ دم ناک مین غصے آیا مجھے

نہین کم ہے طل تمہارے تراب
وہ زلف پریشان کا سایا مجھے

۳۲۱

بہت اوسنے ابکی ستایا مجھے
نہایت جلایا کڑھایا مجھے

تھا مین فریبون سے اوسکے خبر
گیا گھر وہ دے کر بھولایا مجھے

یہ کون اوس سے پہری طرف سے کہے
غضب تو نے رستہ دکھایا مجھے

نہ پیغام پہونچا نہ کوئی خط لکھا
بھلا دل سے اپنے بھولایا مجھے

لکھون اوسکو مفصل حال مین کیا
جو پوچھے کوئی مرے طومار جانے

جو لذت وصل مین ہے ہجر کے بعد
ترابؔ تشنۂ دیدار جانے

۳۲۴

جو ابرو کو ترے تلوار جانے
وہ قاتل اور کب ہتھیار جانے

وہ جان بخشے کو اپنے کیا جلاوے
جو عاشق کا فقط جی مار جانے

کرے ناصح نہ پھر تجکو ملامت
محبت کے اگر اسرار جانے

جو غمخواری کرے یار و کسی کی
اوسے کیونکر نہ کوئی غمخوار جانے

نہین کچھ عشق کے دریا کا پایان
کوئی کیا اوسکا دار و پار جانے

خدا کے واسطے اوسکا نہ لو نام
ہو کعبے کو در و دیوار جانے

نہین اوس سے زیادہ کوئی نادان
جو بندے کے تئین مختار جانے

نتیجہ ہے یہی مخدومیت کا
مجھے اپنا وہ خدمتگار جانے

ترابؔ اوسکے کرم سے آسرا رکھہ
وہ جانے آگے اوسکا پیار جانے

۳۲۵

گلی مین اوسکی رقیبونکا آج میلا ہی
یہان فرقت مین عاشق پڑا اکیلا ہی

نہ پوچھو ہجر مین کیا وارداتین ہی پیہم
ہجوم آہ ہی اور آنسوونکا ریلا ہی

کٹھن ہی صبر غم عشق کس سے کھایا جاوی
کہ دلکا رنج تو میٹھا نہین کریلا ہی

وہ بازیگر نے تماشا مجھے دکھایا خوب
عجیب عشق کے پردہ مین کھیل کھیلا ہی

ترابؔ عشق مین اوس بیوفا کے سنکھ سے نکھ
گرہی کون نباہا ہی کسکا چیلا ہی

اوس سے کیا ہوسکتی ہے جسکے سراپا مین تمام
کج خرامی کج نگاہی کج ادائی چھا گئی

کیون نہ پھیلے جگ مین تاریکی شب دیجور کی
رخ پہ تیرے زلف کی جلوہ نمائی چھا گئی

یار خود بین نے لیا ہی جب سے اوسکو ہاتھ مین
آرسی مین اور ہی کچھ خود نمائی چھا گئی

بندہ فانی انا الحق کیا کہے گا آپ سی
جب خودی سی اپنے مجکو اب جدائی چھا گئی

ہی خیال اوس ماہ کا از بسکہ خاطر مین تراب
دل مین یار و طرف سے اک روشنائی چھا گئی

۳۲۹

کیا ستم مجھ پر کیا اوس سرو جبین سے پوچھیے
مجھ پہ جو گذرے ہی میرے ہمنشین سے پوچھیے

کیا کہون جو وقت رخصت آنسو نکلا تھا مرے
دامن سے کہ اوسکی آستین سے پوچھیے

خاطر نازک پہ اوسکے بارہی عاشق سے کیا
جیمین سے کیا بار ہم اوس نازنین سے پوچھیے

گور مے گھر پر اوسکی لہراتی ہی کیا زلف سیاہ
زہر اس کالے کا مارا یاسمین سے پوچھیے

جو خدا کے واسطے کب بنتی پوچھے آپ کو
اوسکو ناحق ہم کسی سے اور کہین سے پوچھیے

حال میرا صاف کہدیگا رقیب مدعی
آدمی کا عیب ابلیس لعین سے پوچھیے

جو مرے گھر اپنا کہا مومن کا دل کیا جانے
خوبی اس چھوٹے مکان کی اوس مکین سے پوچھیے

جو مزا ملتا ہی تنہائی مین معشوقون کے ساتھ
کیفیت اوسکی کسی خلوت گزین سے پوچھیے

ہجر مین مونسہ دیکھہ اوسکا درد ہوتا ہی ہمین
کیا تراب غمزدہ اندوہگین سے پوچھیے

۳۳۰

وہ دوست اگر چاہی تو دشمن سے بچاوے
شرم اوسکی نگہبان ہو چون سے بچاوے

ہمین نہین کوئی فتنہ دور فلکی سے
اللہ تری گردش دامن سے بچاوے

کسکو لکھون حال اپنا کس سے دکھہ اپنا کہون
ہر ورق اوس کے لئے بالکل نامۂ وپیغام ہے

وصل کی امید ٹوٹی گئی رسے عہد بہت
وقت گرمی کا گیا سردی کا اب ہنگام ہے

یار کے کہنے سے جیسے کہتے ہیں دعا
کہتے کہتے ہیں یہ عاشق لائق دشنام ہے

وہ رہے جب تک یہیں سلامت عشق میں جسکے ترآب
یہ علامت خلق کی سمجھنا ہمارا کام ہے

۳۳۲

دلمیں جو بیٹھے کے جھوٹ وہ شخص ایمان کرے
ایسے کافر کو خدا جلد مسلمان کرے

پیرہن پھاڑ کے زاہد نہ کرے رقص وسماع
جب ہوا سے وہ صنم جنبش دامان کرے

عشق میں ہم تو خدا سے یہی کرتے ہیں دعا
خوش رکھے دوست کو وہ دشمن کو پیشمان کرے

واہ کیا خوب ہے مجلس میں تری باغ وبہار
یہ شگفتگی جو نہ تعمل گلستان کرے

رلف سے اوسکی جو شاعر مو پریشان خاطر
جمع کسطرح وہ اشعار سے دیوان کرے

دلمیں ہے تنگ نہ دل آوے نہ کیونکر ہو ملول
تنگ دل زیادہ کہان خاطر مہمان کرے

آبرو تب ہے ترے آب رواں آنسو کی
وہ ہے شوخ یہ گنگا مین جو اشنان کرے

دلکو مین برمین پکڑ دھر کے رکھا اوسکے لیے
ورنہ یہ وحشی ابھی سیر بیابان کرے

دلکے مجھپہ یہ مشکل وہ گیا لے گھر
وہی پھر آئے تو مشکل مری آسان کرے

وہ تو آتا نہیں مان مین ہمارے لیکن
کسطرح کوئی ملاقات کا سامان کرے

عشق مین اپنی حقیقت تو کھلی مجھپہ ترآب
کہین اوسکو بھی خدا صاحب عرفان کرے

۳۳۳

کون زلفون سے او لجھہ دلکو پریشان کرے
کون مونہہ دیکھہ ترا آپ کو حیران کرے

کرچہ خود ہے تراب سیف زبان
بات کہتا ہی اونسے ڈر ڈر کے

۳۳۵

جانان نہین کرتا ہے سفر اپنے وطن سے — عاشق کی یہان جان نکلتی ہی بدن سے
اب سینۂ پُر داغ دکھاے کسے بلبل — لالہ تو گیا ٹوٹ ہزارے کے چمن سے
کیا لگ گئی ہی ٹکٹکی حیران آنکھ نرگس — اوسکی بھی کہین آنکھ لگی تیرے سجن سے
ہرگز نہ کمان سے ہو خطر صید کو ایسا — ڈرتا ہون بہین جیسے تری ماتھے کی شکن سے
کوئی لاکھ بناوٹ کرے ہرگز نہ ادا ہو — ہوتی ہی ادا اوسکی جو بے ساختہ پن سے
بلبل نے کہا گل اوسے کل ہی وہ چٹکا — بولے نہ کوئی آج مرے غنچہ دہن سے

کسطرح تراب اوس سے ملون چھوٹے وہ کیونکر
نزدیک ہی وہ جان سے اور دور ہے تن سے

۳۳۶

بچتا نہ کسی طرح یہ دل چاہ ذقن سے — گر یار نہ کہتا اوسے زلفون کی رسن سے
زلفون سے نہ سب ڈھانپ کے رخسار کو اے — آتی ہی بلا جگمین بہت سرو کہن سے
مرجان کہان اور کہان جان کا ٹکڑا — اوس لعل کو نسبت نہین یاقوت یمن سے
کہتا ہی وہ صراف بچہ دل کو مرے دیکھ — ناخوش ہون مین ایسے قلب تیرے کھوٹے پن سے
آنکھون مین ہے لیلی کے رم آہو وحشی — کیون دل لگے قیس کا صحرا ختن سے
مت گور پہ رکھنا تم کسیکے دم تلقین — مردہ وہ کہین ہاتھ نکالے نہ کفن سے

مفتون ہوا جسپہ تراب ایسا مسلمان
اللہ بچاوے وہ بت شوخ کے فن سے

لوح دل سے رقم عشق مٹاوے گا وہی
ہاتھ سے جسکے یہ سب نقش و نگار آیا ہے

وہ بت شوخ مرے حال کو کیا جانے ہے
مجھسے جو مجھپہ گذرتا ہے خدا جانے ہے

عشق مین کھینچے تو کچھ اپنا بھلا دیکھا کیا
کیا ہوا ہمکو کوئی جگ مین جو جانے ہے

دلربا پر مرے یارو نہ کوئی حرف کرے
بیوفا ہی وہ نہین رسم وفا جانے ہے

اب ہی لڑکا ہی خبر کیا ہی اوسے کچھ کہئے
وہ پر پیچہرہ فقط ناز و ادا جانے ہے

ہمکو کہتا ہی برا جان کے عاشق اپنا
بیخبر ہمسے نہین کچھ تو بھلا جانے ہے

دوستو بہر خدا حق مین کرو اوسکے دعا
درد کی اپنے نہین کچھ جو دوا جانے ہے

کس طرح آنکھہ ملائے دل مسکین تجھسے
وہ تو چتون کو تری تیر قضا جانے ہے

ہمکو کیا سمجھے گا وہ ہم تو بیچارے ہین لیکن
شاہ خوبان ہی وہ کیا قدر گدا جانے ہے

کیون جدائی سے ترے اوسکی تو مضطر ہی بہت
وہ تو ہے تجھسے ملا جسکو خدا جانے ہے

آیا ہی ترے در پہ کوئی دور سے چل کے
مشتاق ہی دل اوس سے ذرا گھر سے نکل کے

دیدار کا شوق اپنے جو اظہار کیا مین
وہ شوخ پھر یزاد لگا کہنے یہ جل کے

ارنی تو یہان کہکے بہت مر گئے عشاق
اس وادی ایمن مین قدم رکھو سنبھل کے

کل اوسنے مجھے دیکھا جھٹ آنکھہ چرائی
آنکھین مری بھر آئین اور آنسو مرے دھل کے

ہر پیچ و گرہ مین ہی عجب طرح کا پھندا
بل جایئے اوس زلف گرہ دار کے بل کے

پہچانے اوسے کون جو آپی نہ بتاوے
آتا ہی جو ہر وقت نیا روپ بدل کے

گردش میں ہے جب تک یہ فلک دور ہی رہے گا
ڈورہ جو مرے یار کا دامان نکالے

گھائل تو ہی عاشق لب معشوق پہ مرنا
بیدم ہوا گر تیر کا پیکان نکالے

لیلیٰ کی مژہ چبھ گئی مجنوں کے جگر میں
کیا پانو نسے وہ خار بیابان نکالے

جو دیدہ و دانستہ کرے سب سے تجاہل
کیا اوس سے کوئی جان کے پہچان نکالے

کافر کو کرے رام محبت میں ہو بدنام
کوئی جگ میں ترابؔ ایسا مسلمان نکالے

۲۴۴

خدا بچاوے وہ کافر بچے کی چتون سے
لگے نہ آنکھ کسی شیخ کی برہمن سے

نہ پیچ دے کہیں بد کورشتۂ زنار
نکالو دانے سیا بانی اوسکی سمرن سے

بہت نہ جھاڑ جھٹک اوسکی خاک کی دامن
غبار دلمیں نہ رکھ یار پاک دامن سے

وہ گھر میں بیٹھ رہا کیوں نہیں نکلتا ہے
کل نجائیں کہیں عاشقوں کے جی تن سے

کمان کی ہولی کہا تکا لست کسی ہیار
نیہان تو آگ لگی ہی اسار ھساوں سے

جو درد پیر کی ہنیں سمجھتا مجھیہ
ہمین تو کام پڑا اوس جوان پیرفن سے

کسیکو دیکھ ہرے کیا وہ شوخ پردہ نشین
جو چوپ کے سبکی طرف دیکھتا ہی خلوت سے

لگا ہی دلیہ مرے گھاؤ جسکے غمزے کا
دے ہین ٹانکے اوسی نے مژہ کی سوزن سے

چبک نے جسکی کیا یار و جاں زدن مجھ کو
ہین خوشہ چین ہوں اوسی ہار وکی خرمن سے

چمن مین دیکھ پڑے جسکو چار دن کی بہار
وہ کیا سمجھے دل اپنا لگاوی گلشن سے

جو کام اوسنے کیا دستی کے پردے مین
ترابؔ کب ہی ہوتا وہ کام دشمن سے

وہ قاتل ہی بڑا خونریز اوسکا ہاتھ کٹوا دیجے
خدا سی کشت خون پر جسنے اتنے یار باندھا ہی

نہیں ہے بند سے دسنے کی قدرت اوسکی چوٹی کو
بڑے افسوس سے مشاطہ نے انمی مارا باندھا ہی

خفا ہو آنکھ دکھلا کر لگا کہنے وہ متوالا
مری آنکھو کو تو نے نرگس بیمار باندھا ہی

ادھر سے لوس کمان ابرو کا ناوک بیخطر کیا ہی
رگ جان سے مین جسکے تیر کا سوفار باندھا ہی

نہین لگتی ہی جیمین جھٹ اوسکے آہ کیا کیجے
وہ ظالم سنگدل پر کسنے میرا وار باندھا ہی

مین کب تعویذ محبوب الکہ کے دربا مین بہا تا تھا
قیسون نے سنا جل جل کے کیا طومار باندھا ہی

اوسے غمخوار مت کہنا وہ اک خونخوار ہی یارو
کسی نے بھی کہین معشوق کو غمخوار باندھا ہی

نری بسمل کے دورے سے رشتہ ہی نہ توڑ اوسکو
ترا ب اوس نے ہمن والے نے کر زنار باندھا ہی

۳۴۲

دل تجھے کیسی بیقراری ہی
کسکے آنے کی انتظاری ہے

کبھی اوسنے تجھے نہ یاد کیا
تجھکو یون جسکی یادگاری ہے

غیر کے گھر وہ آکے بیٹھہ رہا
یہ بھی کوئی راہ ورسم یاری ہے

مونہہ سے قاصد کے سُنکے خوشخبری
وصل کی پھر امیدواری ہے

وہ تو کرتا ہی وان دنون کا بچار
ہجر مین یان نفس شماری ہے

کہدو اوس سے نہ دیکھے بیٹھہ کی راہ
ماہ بیسا کھہ ہمیہ بھاری ہے

نہوئی ہوگی یون کسیکی ترا ب
غم سے جو کیفیت ہماری ہے

۳۴۳

یار کو وان شکار مین گذری
یان مجھے انتظار مین گذری

صنم کی آشنائی مین ہوئی ہے حاصل رسوائی
ملا پھل عشق کا اچھا محبت کی سزا پائی

نچاہو نگا کسیکو پھر کوئی ہو مومن کافر
کہ سب مین ہے فا آخر خصوصًا یار ہرجائی

حیا نے گھر کیا جانان تو پ کر بیگیا تن مین
مجھے یون چھوڑ کے گریان او سکے جیمین ڈر آئی

مرا دل غمکا مارا ہی کہ دلبر کہ سد ہارا ہی
کسے یار و گوارا ہی یہ مہجوری تنہائی

وہ عاشق کس سد اکا ہی جو دشمن اک کدا کا ہی
اوسے کیا ڈر خدا کا ہی وہ اک کافر ہرجائی

نہ خط اوسنے لکھا مجھکو نہ کوئی قاصد اوسنے بھیجا
خدا او سکو رکھے جیتا مجھے بھی دی شکیبائی

تراب اوسنے قسم کی تھی کہ پھر آونگا مین جلدی
سبب کیا ہی جو اب تک بھی نہین تشریف فرمائی

۳۵۰

رخ پہ خط سبز کی تحریر دیکھا چاہیے
سورہ یوسف کی یہ تفسیر دیکھا چاہیے

مجھسے وہ کہتا ہی کیا دیکھے گا تو میرا جمال
گر یہی ہی یار کی تقریر دیکھا چاہیے

اوس پری کی آنچ مین شمع آسا مثل دل
جل کے خاک اوسکی ہوئی اکسیر دیکھا چاہیے

شمع جسکا نام لے موسے تو جل جاوے زبان
اوس پری رخسار کی تصویر دیکھا چاہیے

اوس کمان ابرو کی پیدا بیخطائی ہی مرتجھی نگاہ
کس پر آب لگتا ہی سیدھا تیر دیکھا چاہیے

جسکو طفلی مین نتھی کچھ درد اپنے پیر کی
نوجوانی مین اوسے یا پیر دیکھا چاہیے

وہ تو بن ہتھیار ہاسے دا التا ہی الامان
ہاتھ مین جسوقت ہو شمشیر دیکھا چاہیے

پھر لگی پیری نظر اودھر ہوئی مجھسے خطا
بخشتا ہی اب مری تقصیر دیکھا چاہیے

وہ دل آزار اپنے عہد دلربائی مین تراب
کب تلک مجھسے رہے دلگیر دیکھا چاہیے

کون کتنا ہی فقیرون مین ترا ایک ہی رند
رند مشرب تو ہوے صاحب عرفان کتنے

۳۵۴

آشنائی مین تو خونون کی برائی دیکھی
دل ملا جس سے بہت اوس سے جدائی دیکھی

رام رام اوسکو سبھی کہتے ہین اور جپتے ہین
بندگی مین بت کافر کی خدائی دیکھی

موہنہ سے جون انیسے ہین چونت صاف
دلمین اونکے نہ کبھی ہمنے صفائی دیکھی

آشنائی سی کی ہی جسکی ہوس شاہون کو
اوسکو ارمان ترے در کی گدائی دیکھی

اور جنجال سی سب عشق مین چھوٹے لیکن
یار کے دام سے دلکو نہ رہائی دیکھی

ذرے ذرے سے دکھنو نکرے الفت و مہر
جسنے ہر شی مین تری جلوہ نمائی دیکھی

تر ہوئی آنکھ مری خشک ہوا خون تمام
جب ادھر سے مین ترے موہنہ پہ رکھائی دیکھی

بے اثر جان کے اے آہ صنم کہتا ہے
آہ مشتاق کی سب باد ہوائی دیکھی

آپ بدنام ہوا یار کو رسوا نہ کیا
آف ترے دلمین ترا اتنی سمائی دیکھی

۳۵۴

اسطرح وہ اک جلوہ دکھا مار گیا جی
پھر جینے کی خواہش نہی اگیا جی

ناصح نہین کوئی آپسے جی اپنا گنواتا
دل اوسنے شیفتہ لاچار گیا جی

معشوق سے کسطرح کوئی جان بچاوے
عاشق کا تو اک آن مین سو بار گیا جی

دم دے کے رکھا اوسکو دوا کچھ بھی کی آہ
جب سامنے اوسکے کوئی بیمار گیا جی

تاریکی گور اوسکے نصیبون مین لکھی تھی
ہو گور سے کی زلفونمین گرفتار گیا جی

از بہر خدا مجھسے منہ دور تو بیچ کہہ
کسطرف ترا ان فنون اے یار گیا جی

کیا لب لعل یار جھوٹا ہے
سچی اک بات بھی نہ ہمسے کہی

اوسنے گنگا پہ جا کیا اشنان
اشک سے یان لہو کی ندی بہی

جسکو ہی حسن کج سنش کا عشق
اوسکو بھائی ادا سے کج کلہی

دودھ سے جل گیا جگر جس کا
وہ تو پیتا ہی پھونک پھونک ہی

کہدو اوس بیوفا سے یا رو
بیوفائی تری بہت مین سہی

۳۵۸

بار آیا مرا اب مجھسے اب
حق مین اوسکے تو صلحت ہی یہی

جسکو مولی نے بادشاہی دی
عاشقی نے اوسے گدائی دی

پوچھو محمود سے ایاز کا حال
بندگی مین عجب خدائی دی

مت کرو فعل حق پہ چون و چرا
عقل کو یان نہین رسائی دی

خوش قدون کو کیا سراپا خوب
کج خرامی اور کج ادائی دی

دل فرہاد تلخ کام رکھا
لب شیرین کو یہ مٹھائی دی

پاے لیلی مین کفش مخمل ہو
قیس کو یون برہنہ پائی دی

دامن دشت مین بھرا خس و خار
صحن گلشن مین دلکشائی دی

شب دیجور کو کیا تاریک
ماہ تابان کو روشنائی دی

پشت سے آئینہ نکدہ ہے
مونہہ پہ یہ صیقل و صفائی دی

چاہ عاشق سے ضبط ہو نہ سکی
دلمین معشوق کے سمائی دی

اک طرف کی ہی رندی و مستی
اک طرف زہد و پارسائی دی

خود جمیل اللہ ہی اور دوست رکھتا ہی جمال — حق مین اوس محبوب کے نازان آیت کیجیے
خوش ہوا اوسکے مین اور دلمین آیا جوش — کلمہ چند اسکو تلقین ہدایت کیجیے
تب کہا اوس سے کہ پیارے یاد رکھ میری یہ بات — کیجیے جو کچھ سمجھکے اوسکی غایت کیجیے
الفت و شفقت سے دل اڑکو نکالینا لطف ہے — پیر کے دلمین عقیدے سے سرایت کیجیے
جو ستم کرتا ہی اپنے ساتھہ ہی دشمن وہ دوست — لطف اوسکے ساتھہ بیحد و نہایت کیجیے
گر مے ناب حقیقت سے بھرا ہو جام دل — پر جوارح سے شریعت کی رعایت کیجیے

حق کا جلوہ دیکھکے صورتمین خوبون کی تو اب
ملک ہندستان مین سیر ولایت کیجیے

۳۶۰

عبث خلاف کہے شیخ اوس برہمن سے — کرے جو رشتہ زنار تار سمرن سے
وہ بت تو ہنسکے دکھاتا ہی صورت الصمد — جب اپنے دانت ملے ہی سیاہ منجن سے
بزو پنجہ وہ دامن پکڑکے کہتا ہے — تو گل کو خار سمجھکے نچھاڑ دامن سے
لیا تھا دلکو مرے زر گری سے اوسنے تھی — جب اوسکے روپ کا تھا بھاؤ تاؤ کندن سے
سیان تو جل گئی ہوری ہی ہنسنے ہی بھا — اوٹھین ہی بیر مین کیون چنگیان مرے تن سے
وہ برہمن کی جو من مین برہ کی لگنی ہی آگ — تو بھولتا نہ کبھی وہ مری برہمن سے
کبھی عشق مین کرتا مین اوسکا پردہ فاش — جو دیکھتا وہ مری طرف کھل کے جیلون سے
صنم سے کہیو مسلمان کے درد سر سے ڈرے — نہ اپنے ہاتھ سے یہ ٹیکا لگاوے چندن سے
بہار لالہ و گل چار دن سے بیش نہین — خزان نے سیر کیا مجھکو سیر گلشن سے
صبا ادھر تو نہ آئیو کہ گل ادھر ہی بچا — مراد لاغ ہی تر اوسکی بوے پیرہن سے

وہ چلا تو ہی ادھر دیکھکے ہر بار مجھے — دل عاشق کی کہان تو نہین ہی
وہ کیا اوسکا کہ پورا نہ ہو ارمان مرا — دل عاشق کی کہان تو نہین ہی
ناصحا کب تلک تو ہی ادھر آتا ہی — اوس پیر زاد کی شکل تو نہین ہی
وہ عجب لذت و سرور مین ہی — دل تو عرش ایک سر تو نہین ہی
دیکھہ پرتی ہی ہر صنم مین مجھے — وہی صورت ہی کوئی دو نہین ہی

یار و کیا دیکھتے ہو مونہہ میرا — بیکلی کیا مری تماشا ہے
یان تو آنسو کا لگ رہا ہے تار — ہر مسلسل لڑی تماشا ہے
کبھی لعل اور کبھی گہر ہے اشک — دیکھ اے جوہری تماشا ہے
قاصدا اوس سے کہیو یہ جسکی — صورت کافری تماشا ہے

ق

جلد آ دیکھلے ترا کمال — یہ بھی اک آخری تماشا ہے

۳۶۳

خوشنمی دل ہی جو در و دیوار سے غمناک ہے — جسمین کچھ گرمی نہین وہ آدمی کیا خاک ہے
بلبل آگے اور کیا ہو عشق کا تیرے اثر — داغ ہی لالے کا سینہ گل گریبان چاک ہے
حیلہ و سستی ہے میرے کام مین کرتا ہے کیا — کام مین اپنے جو الیاس تیز اور چالاک ہے
دامن اوسکا ایک دنیا سے ملا دیتا ہے صاف — گردش اوسکی ہے غضب کیا گردش افلاک ہے
دل جو لیتا ہو کبھی چھپ کے کبھی کھل کے نرا — دلبر اوسکو مت کہو جی چور ہی قزاک ہے
منتظر دیدار کا ہون اوس سے کہیو جلد آ — آنسوؤن کے تار سے آنکھو نہیں مُندھی ڈاک ہے
رند بدمستون سے کہنا چھپ کے مینخوار رحمی مین — دختر رز پیر تو بیٹھا محتسب کی تاک ہے
بت جو دامنگیر ہو میرا تو تر دامن نکہہ — مینے جسکا ہاتھہ پکڑا وہ تو دامن پاک ہے

عشق مین پروا شیخت کی نہین یہ کھتا تراب
رند مشرب ہی قلندر ہے بڑا بیباک ہے

۳۶۴

میری غمخواری کسینے غائب و حاضر کی — جی دیا جسنے پہت اوسنے بھی کچھہ خاطر کی
روز اول دل لیا تھا کیا تعلق ہی مرا — پھر تو مجھہ بیدل کی دلجوئی دم آخر کی
مونہہ دکھا کر توڑ ڈالا خوب تا بد کا گھمنڈ — کچھہ لحاظ حق پرستی اوسنے ہی کافر نہ کی

جو سر خروئی و سبز رہی غیر کی خوشا
وہ اپنے ہاتھ سے اک پان کسیکو دے

جو ایک جیب کسیکو نہ دے بخیلی سے
وہ مال و ملک فراوان کیا کسیکو دے

کبھی نہ راز کہے اہل کیمیا اپنا
جو اوسکے پاس ہے امکان کیا کسیکو دے

جو ایک لڑکے کا مونہہ دیکھہ جن کو بھول گیا
وہ پیر لقمۂ عرفان کیا کسیکو دے

بھی سے اپنے خدا نے کہا جو لاشہدی
ترا جو چاہے تو ایمان کیا کسیکو دے

۳۶۷

کام واعظ کی نہ کچھہ پند و نصیحت آئی
عشق مین دلکو پسند اپنے ملامت آئی

پھر گئی آنکھہ مین تصویر یہ کس ظالم کی
دلپہ جو ایسی بلا جانگہ آفت آئی

کس سے کہیے جو سنے اوسکا کلیجا چھلنی
ہجر مین اوسکے جو کچھہ مجھپہ مصیبت آئی

خواب مین رات جو مشہود ہوا قامت یار
یک بیک چونک پڑا مین کہ قیامت آئی

یار واو تھہ جاؤ مرے پاس آدمی کوئی
یاد اسوقت مجھے یار کی خلوت آئی

جسکی الفت سے مین بدنام ہوا ایسا ہے
دلمین اوسکے نہ مری کچھہ بھی محبت آئی

قیس نے اپنا ولیعہد کیا تجھکو ترآب
جذبۂ عشق سے تجھمیں یہ ولایت آئی

۳۶۸

عشق مین آپ کی تقصیر بہت ہے کی
آپ بھی کہیے کہ تقریر بہت ہے کی

حاکم عشق ذرا بات بھی میری سنی
درد و غم اپنے کی تقریر بہت ہے کی

قیس و فرہاد تھے اس کام مین گو بانی کار
خانۂ عشق کی تعمیر بہت ہے کی

شان مین رخ کے نکلنہ لف کا دفتر ہے سیاہ
آیت نور کی تفسیر بہت ہے کی

وہ تو کہتا ہی چھوڑ دونگا تجھے مین جیتے جی
عاشق بے بس بھلا اوس سے کنارا کیا کرے

گھر سے باہر اک قدم جسکا کبھی پڑتا نہو
در پہ اوسکے رہ کے کوئی اپنا گذارا کیا کرے

زخمی برچھی تو اپنی کر سکے ہے سو علاج
آہ و نالے کے سوا چھون کا مارا کیا کرے

گل کے آگے بلبل اپنے شور سے لاچار ہے
داغ جگری ہو تو پھر لالہ ہزارا کیا کرے

ہو کے ہم آغوش اوس سے ہنسکے کہتا ہے شباب
گر نہ روئے بحر مین عاشق تمہارا کیا کرے

چاہ مین اوسکی ترآب ایسا ہوا بے اختیار
چاہے سو سولی کرے بندہ بچارا کیا کرے

۳۷۲

کل مجھسے کہتا تھا کیون تو بکتا ہے
آج اوسکو وہی غم ہی سر اپنا پٹکتا ہے

کیا درد کی ہی سوزش کیا عشق کی ہی گرمی
سینے مین عاشق کا جون آگ دہکتا ہے

کیون نکرے پریشان ہو کاکل طپش دل سے
کرتا ہی قفس جنبش جب صید پھڑکتا ہے

کیا خطرہ سما یا ہی کچھ جان پہ بنتا
رل آج مرا یار دیطرح دمڑکتا ہے

بیمار کا حال اوسکے کیا کیسے کچھ پوچھو
تنہا ہی تڑپتا ہی یہ دم ہی سسکتا ہے

ماہ فلک خوبی حسن تجھکو کیا سمجھے
وہ دیکھکے کیا ہمکو بجلی سا چمکتا ہے

کیون سر پہ چڑھایا تھا کل کہکے ترآب اوسکو
جو خار تجھے کرکے دامن سے جھٹکتا ہے

۳۷۳

وہ شوخ کمان ابرو کہ نیزے سے لڑتا ہی
گہ چین بجبین ہو کر شمشیر سے لڑتا ہی

گہ آنکھ چڑاتا ہی گہ جلوہ دکھاتا ہی
کیا حسن کے میدان مین مذہب سے لڑتا ہی

کیون جنگ و جدل مجھسے کرتا ہی محبت مین
ناصح تو دوانا ہی تقدیر سے لڑتا ہی

کبھی ہی زلف کا چرچا کبھی ہی رخ کا بیان
یہان تو تذکرہ شام و سحر اوسیکا ہے

وہی خبر ہی مرے گریہ وصال ہے خوب
کہ دامن آنسوؤن سے تر اوسیکا ہے

سوائے عشق کے دکھلائے کون اوسکی راہ
یہ راہ عشق نہین رہگذر اوسیکا ہے

جدھر نگاہ کرو دیکھہ لو اوسیکو اودھر
کہ جلوہ سب کہین ابدھر اودھر اوسیکا ہے

تو جسکا پیر قدم ہی مین جانتا ہون تراب
یہ جوش عشق کا تجھہ مین اثر اوسیکا ہے

۳۶۲

دوا نا ہی جو خود اپنے لیے رنج و بلا چاہے
کسی پر کوئی نہ عاشق ہو اگر اپنا بھلا چاہے

مین جل بھن کیون نہ جاؤن سامنے آگ شمع کے جلتے
جو دیکھے شمع کی صورت پروانہ جلا چاہی

اشارہ کیجیے اوس سے تو ہو جاتا ہی آزردہ
کہے کسطرح حال اپنا جو اوس سے بولا چاہے

زوال حسن عارض کیون نہو عہد جوانی مین
ہوئی جب دوپہر کامل تو پھر سورج ڈھلا چاہے

مہک سے اوسکی گل گل کے عرق ہوتا ہی گویا دو
عطر بالکل نہین ہے وہ پر پھر ہ ملا چاہے

کٹھن ہے جی سے ملنا جب تلک عالم مین دل بھا ہی
دو عالم سے کہو نکلے خدا سے کرملا چاہے

کرے تصفیہ باطن طریق صوفیہ سیکھے
تراب آئینہ دل پر جو کوئی اپنے جلا ہے

۳۶۳

شب فراق مین ان دلکا داغ جلتا ہی
مکان خالی مین جیسے چراغ جلتا ہی

سنبھل کے بیٹھیو بلبل کہین نہ پر جل جاے
کہ آگ لالے کی دہکی ہی باغ جلتا ہی

گل اوسکے سامنے پھولے نہین سماتا ہی
چمن مین رشک سے بلبل کے زاغ جلتا ہی

نے دو آتشہ کسطرح بھر کے جام ہیون
پھپھولے لب پہ پڑین گے ایاغ جلتا ہی

عشقبازی کی تجھی سے ملامت چھوٹ جائے
یک قلم خوبوں سے جب صاحب سلامت چھوٹ جائے

بھول جاتا ہی تجھے جب یاد کرتا ہی اوسے
یا الٰہی کوئی طرح یہ دلکی شامت چھوٹ جائے

قامت بالا سے جسکو آشنائی ہو ذرا
اوس سے بالکل وہ شوخ و بھول قامت چھوٹ جائے

دلبری ہو زاہد کے جب دیدار خوبوں کی طمع
در بدر پھرنے لگے راست استقامت چھوٹ جائے

کہتے ہین اللہ اکبر دیکھکے اوسکو سبھی
کیون مؤذن سے نہ تکبیر اقامت چھوٹ جائے

دست بستہ صف کے پیچھے ہون اگر مردکھڑی
پھر تو پیر عشقبازون سے امامت چھوٹ جائے

عشق مین نادم ہوئے ہم فعل سے اپنے تراب
گر خدا چاہی تو ہمسے یہ ندامت چھوٹ جائے

۲۶۶

سواد عشق سے ہاتھ آئی کیا مراد دلی
صنم نے دی مجھے پتھر کی اک سیاہ کلی

مثل ہی کھاتے ہین جھوٹا طمع سی میٹھے کی
جو اوسنے پی مجھے دی تو مینے جھٹ پی لی

کلی کا رنگ کھلا بیکلی کے بعد مجھے
کہ آنبوس کی ہو دال ناریل کی پھلی

دروون سے پانی برہون اوسکے سر پہ آگ ہی تیز
کہ شیخ کرتی ہی وہ ذکر حق خفی وجلی

ہزار چون سے حق حق کہے ہی مونہہ لگ کی
جو دم سے ٹوٹ گئی دم بخود ہو کچھ نہ چلی

بغل مین کیون نہ رکھون کھینچکے اوسے ہر دم
مجھے تو لگتی ہی تصویر اوسکی سچ مچ بھلی

سمجھ کے دار و پے اوس سے محبت کرو ے گھوٹ
کبھی نہ گرم دعوے سے مری زبان جلی

مزہ نیو پھیو جو ملتا ہے گرسے گر مکھہ کو
طریق سو ہنسی اوسکو ہمارے دم سے چلی

تراب راہ سے تیری کہان بھٹک جاوے
اوسے دکھانہ تو اپنے سوا کسیکی گلی

کہنے لگا بگڑ کے اکدن تراب سے وہ
صورت فقیر کی تم ناحق بنا کے بیٹھے

۳۸۴

عاشقی کان نامرادی ہے — عشق دوکان نامرادی ہے
کون اس راہ مین قدم رکھے — یہ تو میدان نامرادی ہے
اوسکی بے التفتی اور استغنا — ساز و سامان نامرادی ہے
اور سے حکم ہے کہ مانگ مراد — ہمسے فرمان نامرادی ہے
ہاتھ اوٹھائین نہ کیون دعا سے ہم — وہ تو خواہان نامرادی ہے
یار کو عمر بھر ہمارے ساتھ — عہد و پیمان نامرادی ہے
نامرادی کی بھی طلب تر ہی — یہی پایان نامرادی ہے
اہل فقر و فنا ہین جو اونپہ — نت نئی شان نامرادی ہے

ہی عجب اندنون تراب کا حال
دست و دامان نامرادی ہے

۳۸۵

جسکو میلان نامرادی ہے — وہ قدردان نامرادی ہے
نہوئے ہم کسیکے دست نگر — یہ تو احسان نامرادی ہے
وہی رہتا ہی نامراد سدا — جسپہ فیضان نامرادی ہے
کشتی آرزو گئی سب ڈوب — روز طوفان نامرادی ہے
دل سے گر آہ نارسا ہی دراز — سرو بستان نامرادی ہے
خطرہ نار ہو نہ خواہش خلد — یہی عنوان نامرادی ہے

گئے تھے یہاں سے قرار کر کے ہی چند روز کا یہ سفر
ہوئے دن بہت نہ ملی خبر نہیں اب جدائی کی تاب ہے

مجھے یہ قرار کیا ہے من قرار کرے گا یہ تھا کیوں
نجھے کوئی مین جلاؤں جیون مرا لو غم سی کباب ہے

اوسی عشق مین جلون ہی مین لگا ہی دی آگ مین
مین جلون تن کیسے یہ آگ مین کہ فراق یار عذاب ہے

کوئی اوسے ظلم کو کیا کہے کسے غرض ہی یہ کچھ کہے
مین ہلاک ہون تو وہ خوش ہی اوسی قتل کا کہ ثواب ہے

وہ جو میری آنکھ سے دور ہی مرے غم کا اوسکو نہ سور ہے
اوسے اپنے فن کا غرور ہی نہ کسی سے در حجاب ہے

کہو اوس سے پھر کبھی درد کر نہین کیا فقیر سے تجھکو ڈر
تو قدم یہ رکھ کے تقاضا سر یہ وہی فقیر تراب ہے

۳۸۸

تو بہت اوسے نہ خراب کر تری چاہ مین ہی خراب ہے
کہ حشر مین ہو گا مواخذہ مجھے خوف ذرہ حساب ہے

تو ہزار سب سے کرے حیا کہین جس نے ہاتھ سے کھا حیا
تو مری نظر مین ہی خوب سا ترے مونہہ پہ کیا نقاب ہے

تری طرف جسنے نگاہ کی ہوا محو لگ گئی ٹکٹکی
گئی نیند اوڑ نہ پلک جھپکی وہ ہمیشہ بیخبر و خواب ہے

تو ستم کریگا جہان تلک مین کرون گا صبر وہان تلک
تو اوریگا مجھسے کہان تلک ترے ہاتھ تیغ بکف ہے

نہین جو ہیر لیلی مین مجھ سا فنا نہ تراب اوسنے ہوا شنا
کوئی دل کسی سے لگائے کیا یہ جہان منزل جا ہے

۳۸۹

ہو مو ہو قصے مین اوسکے کامل ہان نئی
خوب منشا سے سر آقلیم ہندستان ہوئی

نصیب جاگے غریزو کیا زلیخا کا نصیب
خواب مین ظاہر جو شکل یوسف کنعان ہوئی

کھل گئی قلعی اولوٹا آرسی کا سب کمبخت
سادہ رویون کی صفائی دیکھکے حیران ہوئی

کسطرح مجنون کا دل صحرا مین لگتا بیٹھ کر
ہر جہین اوسکے کتنے ہو گئے واصل بحق

وسعت میدان تو اوسپر تنگ زندان ہوئی
مت کہے کوئی تراب اونپر شدت ہجران ہوئی

۳۹۰ ولہ

اسکا دل پیکر خوبان باقی
ہوا

ہوا گو غم سے مین جل بھن کے جون خاک
ولے غمخوار کا ہی دھیان باقی
نجانے کیون اودھر اوڑ کے مری گرد
ہنوز اودھر کا ہی ہیلان باقی

تراب اوس شوخ نے لوٹا مجھے خوب
رہا اک دین اور ایمان باقی

۳۹۳

نہ بلبل نے نظر گلشن پہ ڈالی
کہ آنکھ اوس سرو سیمین تن پہ ڈالی
رقیب اوس بت کی لیتا ہے بلائین
خدا نے کیا بلا دشمن پہ ڈالی
لیا ہی اوسنے سیتا رام کا دل
اوسی نے موہنی موہن پہ ڈالی
وہ بہر دیپ نے کیا یہ زرگری کی
کہ میری خاک جا کندن پہ ڈالی
بھلا کیسے رہون مین یار سے صاف
کہ گرد اوسنے مرے دامن پہ ڈالی
نہ کاٹے ہاتھ اوسکا شیخ کیونکر
کہ چھٹی اوسکے پیراہن پہ ڈالی

تراب اوسکو تو گل کر آنسوون سے
جو آگ اوسنے ترے خرمن پہ ڈالی

۳۹۴

جسکو سب کہتے تھے دارا گنج ہے
یار کہنا ہی ہمارا گنج ہے
ہو جہان پیارے کی میرے بود و باش
وہ تو سب گنجون سے پیارا گنج ہے
کیون نہو گنجت وہان عشاق کا
حسن کا پورا وہ سارا گنج ہے
شہر ہے تیرے کدھر جاؤن نکل
ہر طرف تو نے پسارا گنج ہے
تم جہان چاہو وہان تھانہ کرو
دیدہ و دل سب تمہارا گنج ہے
عشق مین کیونکر نہ دل کو رنج ہو
رنج کا تو وہ بچارا گنج ہے

۳۹۵

عاشق سے گلے لگ کے معشوق اگر روئے — چین اوسکو پڑے کیونکہ چین کیون ہووے
سونے کی سزا دیکھے رونے کا مزا پاوے — اوقات حضوری میں جسو قوت کوئی سووے
اوس گل سے تعجب ہے شبنم سے جو کھلاتا — بلبل کے لیے روئے خود اشک سو نہ دھووے
ہمنے تو نہ پھل پایا راحت کا کبھی اوس سے — کوئی تخم محبت کا ہرگز نہ کہیں بووے

کون اوس بت کافر پر عاشق ہو مرے اب الیا
کون اپنی مشیخت لون برباد کرے کھووے

۳۹۶

جگ میں سب سے گرم عشق و حسن کی بازاری ہے — بلبل و گل ہو جہان تختہ وہی گلزار ہے
اللہ اللہ اکطرف کیا ان تیرانی کا شور — اکطرف اوسکی مجھے اور خواہش دیدار ہے
اکطرف بیدل نظر آتے ہیں اور رو گیر سب — اکطرف سودا لیے سو جلوہ دلدار ہے
اکطرف ہے درد و ساری اکطرف ہی سب دوا — اکطرف آپی طبیب اور آپی ہی بیمار ہے
اکطرف ہی ذوق عصیان اکطرف خوف عذاب — اکطرف عفو گناہ و رحمت غفار ہے
اکطرف ہی علم عرفان اکطرف جہل محض — اکطرف نادان بنا اور اکطرف ہشیار ہے
اکطرف ہی ایل تقوی اکطرف رندست — اکطرف ہی محتسب اور اکطرف میخوار ہے
اکطرف ہی بت پرست اور اکطرف ہے بت شکن — اکطرف تسبیح ہے اور اکطرف زنار ہے

نیک کسکو جانیے اور بد کسے کیجے خراب
اسطرف بھی یار ہے اور اوسطرف بھی یار ہے

۳۹۷

کون تجھ سے اوس کمان ابرو کی زد پر سامنے — یہ وہ میدان ہے جہان چلتے ہیں خنجر کے
اوس شکار افگن کے سب دل مرغ ہیں تیر قضا — جی اوڑا دیتے ہیں خنجر دیکھ کے سینے پر کے

مشکل ہی اوسکے نور کو سمجھ انکھ دیکھنا
کرتی ہی خیرہ چشم وہ تیر کی روشنی

جون دھوپ دنکو رات کو مانند چاندنی
تابان ہی اوسکی مرقد اطہر کی روشنی

کیا نور کا ظہور شب عرس مین ہی واہ
کوئی دیکھیے اوسکی قبر منور کی روشنی

ہی چاندنی بھی فرش دان دیکھ لو عیان
اوس شاہ کے مزار کے اندر کی روشنی

ہی نور باری ایسے چراغون کی اوس جگہ
جون چرخ پر ہو انجم و اختر کی روشنی

چون نور شمع پردہ فانوس مین تراب
کاظم کے بیچ دیکھی ہمیشہ کی روشنی

۴۰۲

عیش کا نام تو نہ لے ہم سے
ہمکو فرصت کہان ترے غم سے

جب سے عالم ترا نظر آیا
اوٹھہ گیا دل تمام عالم سے

مجھکو دم دیکے تو کہین مت جا
زندگی ہی مری ترے دم سے

کبھی آہو نہ ہو سکا ہمچشم
نگہ چشم یار کی رم سے

عارض اپنا عرق سی خشک نکر
ہی طراوت گلون کی شبنم سے

تیغ ابرو کا گھاو دلپہ لگا
یہ تو چنگا نہو گا مرہم سے

مجھکو تر دامن آنسوون نے کیا
کیون نہ شاکی ہون دیدۂ نم سے

حور کیا چھوڑتے بنی آدم
گر نہوتا قصور آدم سے

کسنے یان سے سفر کیا ہے تراب
غم ہے جسکا تجھے محرم سے

۴۰۳

جی مرگیا جہان سے انکھ ایک سو لگی
کیا گرم ہائے دلمین محبت کی تو لگی

کاش اوسکو خواب مین بھی چھیڑوہ نظر بھی
عاشق کا بخت کچھ بھی تو بیدار چاہیے

رنگ حنا بہت ہی نہ رکھہ تیغ ہاتھہ مین
کچھہ قتل دل کی واسطے ہتھیار چاہیے

ہرچند تجھکو یار مرا کہتے ہین سبھی
لیکن تری ہی زبان سے اقرار چاہیے

تجھسے جو کوئی قصاص مانگے نہ خونبہا
کاہیکو اوسکے خون سے انکار چاہیے

بوس و کنار کے ترے خواہان کثرت ہین
ہمکو تو پیارے صرف ترا پیار چاہیے

حال اپنے دل کا تجھسے جیاؤن مین کس طرح
درمان کے آگے درد کا اظہار چاہیے

ناحق کو یار باشی کسی سے کرے ترک
مولی سے اپنے اوسکو سروکار چاہیے

۴۰۶

صورت مار و شکل عقرب ہے
زلف کا پیچ و خم یہ بیڈھب ہی

جو پہنتا ہی اوسپہ پھبتا ہے
واہ کیا خوب یار کی چھب ہی

عشق سے میرے ہوگیا وہ شوخ
ورنہ سرتا قدم مؤدب ہی

مجھکو اپنا سمجھکے کہتا ہے
یہ فقیر دن مین رند مشرب ہی

ساقیا جلد آ نہ کر دیری
ساغر شوق یان لبالب ہی

دور سے زلف کی تو کھینچ اوسے
دل اگر غرق چاہ غبغب ہی

عشق مین گرچہ تیس ہے استاد
میرے نزدیک طفل مکتب ہی

عشق کی راہ عقل سے ہی دور
عاشقونکا کچھہ اور ہی مذہب ہی

ہمکو یکسان ہی وصل اور ہجران
حال میرا جو تب تھا سو اب ہی

ہر فنا مین ہی رویداد بقا
ترک مطلب حصول مطلب ہی

عشق مین جو رہی یہ عاشق بیخبر ترا
اوسکو دیوانہ کوئی جانے نہ دھرماتا ہی

بسطرح سایہ آدم سے لگا پھرتے
شوخ اسطرح مجھے دیکھکے شرماتا ہی

مجھسے کہتا ہی اودھر جا اِدھر آ نہین
اکبھی رستے مین جو تنہا مجھے وہ پاتا ہی

لوگ روتے ہین تراب اوسکو ہنسی آتی ہی
سنکے اوسنے غزل میری جو کوئی گاتا ہی

۳۹

اوسطرف شرک جو کفار کو سمجھاتا ہی
اسطرف کلمہ توحید وہ فرماتا ہی

واہ خود جسنے کیا ایک جہان کو گمراہ
راہ عرفان کی بھکو وہی بتلاتا ہی

ہندو ہو یا کہ مسلمان ہو ہے مشرب جان
مونہہ پہ تقریر دوئی کی جو کوئی لاتا ہی

رام کہتا ہی کوئی اوسکو کہین کوئی خدا
وہی مولی ہی وہی حق ہی وہی داتا ہی

نخلی سیوے کی ہی تا لبش خونریز سبب
کیا ہوا باغمین گل حوصلے کملاتا ہی

آہ کرتا ہی بلکتا ہی تڑپتا ہے جو دل
اسجد عشق کا یارو یہ الف پاتا ہی

آفرین ترے جگر پر او تحمل پر تراب
اسطرح عشق کا غم ہائے کوئی کھاتا ہی

۴۰

اوس بت کے مثل کوئی پری ہی نہ حور ہی
صدقے مین اوس خدا کے جسکا ظہور ہی

مین اوسکو دیکھکر محو ہوا عقل گم ہوئی
غیبت اک جہان سے اوسکے حضور ہی

پھر کسطرح اڑا دھڑکے دل دیدہ بصیر لون
آنکھون مین جسکے نور ہی دلمین سرور ہی

نزدیک سے ہاتھ جو بتا تمہارا دون
یارو وہ ان دنون مری آنکھون سے دور ہی

بیدل مین وہ حور کی تقصیر کچھ نہین
اے داغ تیری عشق کا سارا قصور ہی

سرمۂ دیدۂ جان خاک درِ جانان ہے
کیون نہ آنکھون سے ملون دھول ترے چوکھٹ کی
بیدلون سے کوئی لیتا ہی تلاشی دل کی
دلربائی مین نئی کرنہ لگا پریٹ کی

کب ہے عشق مین وہ تیغ ملامت سے ترب
دلیہ رکھتا ہی جو داغون سے سر سلھٹ کی

۴۱۳

دام ہی دلکا رخ زلف سا کیا کہیے
جان کے مین نے دو عطے مین پھنسا کیا کہیے
چور کی طرح مرے دلکو صنم نے بیوجہ
مھے بل دار کی رستی مین کسا کیا کہیے
اثر زلف سے عارض کا ہوا نیلا رنگ
خود فسون گر کو یہ کالے نے ڈسا کیا کہیے
وہ توصیاد کا تھا خوا بکہ اے مرغ چمن
ناحق اوس باغ مین تو جاکے بسا کیا کہیے
اے گل اندام پسینا ہی ترا عطر گلاب
پیرہن کو ترے پھولون مین بسا کیا کہیے
بوم کی طرح ستم سے جو اوجاڑے بستی
ایسے اُلّو کو عمل دار رسا کیا کہیے

جس سے غمخواری کی رکھتا تھا مین امید ترب
وہی رو دینے پہ عاشق کے ہنسا کیا کہیے

۴۱۴

ہجر مین حال ہی عاشق کا برا کیا کہیے
ایسے جینے سے تو مرنا ہی بھلا کیا کہیے
کسطرح اوسکی اداؤن سے بچاؤن دل کو
دشمن جان ہی ہر ناز و ادا کیا کہیے
اوس کمان ابرو کی چوٹون سے خدا حافظ ہی
دلمین پھر چبھہ گئی جون تیر قضا کیا کہیے
نہیں چلتا ہی اوسکا ضعف سے بن آہ کیے
ہوگئی آہ تو پیری کی عصا کیا کہیے
نہ سونگھائی کبھی بلبل کو قفس مین خم شبو
ترے انصاف کو اے باد صبا کیا کہیے
کبھی آئینہ نظر بھر کے نہ دیکھا اوسنے
چھا گئی آنکھہ مین از بسکہ حیا کیا کہیے

جب تلک صورت سے تک غیریت کی ہی دیکھی
مل گئی صورت حقیقت مین تو کیا دریا ہوئے

جسطرح مہمان سرا مین ہون مسافر مجتمع
ویسے ہی ہم وانسے یان آکر ہم بچھڑا ہوئے

ہی یہ صحبت اتفاقی کس سے کہیے کس لیے
عالم اعیان سے ہم اب وارد دنیا ہوئے

طالب دنیا تھے طالب عقبیٰ نساء
طالب حق مرد مین سب سے وہی بالا ہوئے

یار کی کافر ادا سے الحفیظ والامان
کچھ نہ پوچھو کس ادا پر اوسکی ہم شیدا ہوئے

حسن سے اپنے وہ شمع جمع بن بتھے نتراب
عشق سے جل بھنکے جون پروانہ ہم رسوا ہوئے

۴۱۷

صبر ٹھہرے کسطرح کیونکر شکیبائی رہے
یار بن دلپر جو ہر دم رنج تنہائی رہے

دیدہ و دل عاشقون کا خانہ معشوق ہے
خوش رہے جاہے جہان وہ شوخ ہرجائی رہے

گر نظر آئے نہ برسون مین کبھی اوسکی جھلک
کسطرح چشم نظر بازون مین بینائی رہے

چاہیے ہر طفل کے ساتھ ایک دایہ ہوشیار
تو وہ لڑکا ہی کہ جسکے ساتھ سودائی رہے

عارف اوسکو کیہیے جو اپنے تئین پہچان کے
ہر جگہ اپنی حقیقت کا تماشائی رہے

کی ہو جسنے عاشقی پھر ملامت اختیار
کیون نہ وہ بدنام ہو کر گرم رسوائی رہے

آئینے کی طرح مین اوسکا دعا گو ہون نتراب
مونہہ نہ پھیرے مجھسے وہ محو خود آرائی رہے

۴۱۸

عمر جو بہر دھری وہ ننگ نہ رہے
کری مین کب دھن سے ادھر کو سفر کرے

جب سے وہ گھر گیا ہین مجھکو یہ خبر کرے
اوس پنجر سے کون بھلا یہ خبر کرے

مین راہ دیکھتا ہون اوسکی اور وہ بے خبر
گھر سے وہ اپنے دیکھیے کب رخ ادھر کرے

نظر آیا جمال یار جب سے
مرے اوسدن سے مجھ بھایا نہ کوئی

کہا لیلی نے صورت قیس کی دیکھ
دوانا بن گیا ایسا نہ کوئی

وہ بت کرتا ہے خلق اللہ پر ظلم
خدا نا ترس ہوا ایسا نہ کوئی

مری فریاد سن کہتا ہی خاموش
کہے ہان شور اور غوغا نہ کوئی

ترا ب الفت مین اوس کافر بچے کے
ہوا میری طرح رسوا نہ کوئی

۴۲۱

ہم نگہان اونکے در کے بنے
آشنا وے ادھر اودھر کے بنے

مر گئے غیر خانہ جنگی کر
یار ہم اوسکے لڑ جھگڑ کے بنے

دیکھکر اوس سنہری روپ کا رنگ
سب طلبکار سیم و زر کے بنے

قطرے آنسو کے ہین مرے ایسے
جسطرح دانے ہون گہر کے بنے

وے کب آتے ہین مجھ گدا کے گھر
وہ تو ہین شاہ اپنے گھر کے بنے

کسطرح کوئی بچا ہے خوبون کو
وے تو مقتول ہر بشر کے بنے

پیر ہمدم سے کہہ ندا لڑکے
ساتھ لڑکے کے تم بھی لڑکے بنے

بڈھے اور بالے کا مزاج ہی ایک
سب تو ہمدم وہ یکدگر کے بنے

جسطرح بن گیا بگڑ کے ترا ب
کون یون عشق مین بگڑ سکے بنے

۴۲۲

مین او سپر غش ہون جانا نہ سمجھکے
وہ گالی دے ہی دیوانہ سمجھکے

بھری مجلس مین کل اوس شمع رخ نے
جلایا مجھکو پروانہ سمجھکے

ہر ترشروئی مین ہر شیرین دہانی چاہئے
کلمۂ تلخ و ترش اونکا شکر آمیز ہے

کوہکن ہجران کے غم سے سر پٹک کے مر گیا
وصل مین شیریں کے فرہاد اون حسرت پرویز ہے

چاہ سے ست پھیر موجہ اے زاہد بادہ مزاج
عشق ہی تیری دوا خوبون سے کیا پرہیز ہے

جز شکست دل نہین مضمون مکتوب تراب
۴۲۵ خط مین اوسکے جو رقم ہی سو شکست آمیز ہے

نہین نرگس کو کوئی بیماری
وہ تو ہے تیری آنکھہ کی ماری

کل ہنسا غنچہ ہو گیا خاموش
اوسکے بلبل کا نالہ و زاری

رات اک پر جلا تنکے کا
شمع رو رو کے بھگی ساری

دیکھیے کسطرح سے جیتا ہو
عشق کا دلپہ زخم ہی کاری

اشک سے میرے کرلے شیخ وضو
یہ تو ہی آب چشمہ جاری

وہ دل آزار لے کے دل سب کا
نہین کرتا کسیکی دلداری

مجھکو غم دیکے گھر جو اپنے گیا
کیا کریگا وہ میری غمخواری

راہ و رسم و وفا وہ کیا جانے
جسمین ہو شیوۂ ستمگاری

حسن کا اوسکے شور کیا ہوتا
۴۲۶ گر نہ ہوتی تراب سے یاری

شیشہ بغل مین ہاتھہ مین جام شراب ہی
اس دور مین نہین کوئی مجھسا خراب ہی

قاصد وہ ابتلک نہین آیا سبب ہے کیا
لاوے خبر تو اوسکی مجھے اضطراب ہی

نالان ہون اوسکے شوق مین بلبل کیطرح مین
خائف غضب سے اوسکے رقیب غراب ہی

کرتا نہین کلام کسی سے وہ غنچہ لب
گالی جو مجھکو دی تو نہایت پیار سے

جھپکی نہ اوسکی آنکھ نظر باز سی کبھی
بدمست عین نشہ مین یون ہوشیار سے

یارو بزور حسن وہ کرتا ہے دلبری
دل کسطرح بچاؤن مین کیا اختیار سے

چھپکے شراب بیٹھہ رہے عشق مین کہان
وہ شہرہ تمام خوار و دیار ہے

۴۲۹

شہرئی ایک آرزو پوری
کھل گئی عاشقی مین مجبوری

عشق اگر دے خدا تو اپنا دے
کچھہ نہین عشقبازی صوری

دل اودھر لگ چلے تو ہو واصل
دل لگی ہے ادھر کی مجبوری

لبکن ہو کے مر گیا فرہاد
نہ ملی اوسکو کچھہ بھی مزدوری

جل کے پروانہ جب لگن مین گرا
روئی پردے مین شمع کافوری

مینے سو بات اوس سے جل کے کہی
نہ سنی ایک بھی زمغروری

قاصد اوس سے یہ بات کہیو ضرور
کیون خوش آئی تجھے مری دوری

خوب دارا نگر مین بھولا ہے
نہین کرتا ہے یاد کا کوری

اب وہ طاقت کہان کہ پہونچون وہان
ایک پیری ہزار معذوری

نہین دیتی ہی گھر سے اوٹھنے ہاے
تن کی سستی و دل کی رنجوری

توہی پھر آ ایمان خدا کے لیے
لیکے موئس سے اپنے دستوری

شوق مے در پے خرابی ہی
محتسب تجھسے کیا کرون چوری

دیکھہ کیا رنگ و روپ لاتا ہی
مو گلگون سے جام بلوری

بھول جائے ترا کسب رنج
یار جسوقت جلوہ فرمائے

۴۳۴

کوئی ناصح کو دکھلائے پیر اونکی رعنائی
وہ دانا وہ بھی ہو جسکا خطا ہو عقل نادانی

مین کسکی زلف ہندو پر ہوا ہون والہ و شیدا
جو کافر لت وہ اسے یہ مجھے کہتے ہین سودائی

کہو لیلی سے تو ہی اکیدن صحرا مین ٹہر کر
جو آسکتا نہین وحشت سے یان مشتاق صحرائی

عذاب و ضعف و قہر کا سب بھول جاتا ہی
جو یاد آتی ہی عاشق کو شب ان کی تنہائی

مین پیکر ہو گیا یاس سفر اونسے کیا جب سے
ادھر جانان ہوا رخصت ادھر صبر و شکیبائی

تمنا تھی مجھے جسکی نظر آئی نہ شکل اوسکی
بسنت آیا تو کیا آیا بہار آئی تو کیا آئی

مین ایسے دل پہ ہر دم ہر کیا جان کے دل دین
جو بیدل کی نکرتا ہو تسلی اور دلاسائی

یہ قاصد اوس سے کہدینا جو اوسکا لکھا لینا
کیا وعدہ وفا اچھا بھلی سچی قسم کھائی

وہ جگ مین ہو گیا نامی رہی عاشق کو رسوائی
اوسے دی عشق نے عزت مجھے خواری اور سوائی

مین اوسکی دستگیر مین ہوا رسوا فقیری مین
مشیخت کھو کے ہر یہ مین ملامت کی وہ پائی

شراب اوس سے کنارہ کر فقط لطف و مدارا کر
فراق اوسکا گوارا کر کہ ہی معشوق ہرجائی

۴۳۵

جسکی ہر بات مرے دلکو پسند آتی ہی
حیف اک بات مری اوسکا نہین بھاتی ہی

کبھی گھڑے پہ کبھی تی کبھی بل کھاتی ہی
زلف پیچے سے دلکو مرے اوجھاتی ہی

خط مین جب اوسکو کیا شکوہ دیر نہ رقم
ہنسکے قاصد سے کہا باقی یہ سنواتی ہی

کیون نہ ٹپکے قفس نوچ سے بیچاری بلبل
اوڑکے وہ باغ ملک جانے نہین پاتی ہی

گور کی منزل مین چل تھک کے مسافر سو گئے
مت کہو جی مر گئے ادھر سے اودھر ہو گئے

جو وہان سے آئے دنیا کے چمن مین سیر کو
شبنم و گل کیطرح یا ہنس گئے یا رو گئے

اس مسافر خانۂ دنیا مین ہو کیونکر قرار
آہ و شیون لگ رہی ہی ایک آیا دو گئے

واقعی یہ دار دنیا آخرت کا کھیت ہی
ہو یہان جیسی بدی نیکی کا دانہ بو گئے

غفلت و عصیان مین جنکی ہو گئی دفعات صرف
اوسسے پوچھو تم نے کیا پایا یہان کیا کھو گئے

یا الٰہی موت کا فرکو دے توفیق خیر
دوستی مین جسکی ہم بدنام و رسوا ہو گئے

عشق مین بے عقل و ہوش صبر و طاقت ہی تراب
ایک دل کے ساتھ کیا یہ بیوفا چار و گئے

کیا او جا کر یہ حسن لیلی ہی
چاندنی چار و طرف پھیلی ہے

ہے مکدر غبار مجنون سے
نہین پوشاک اوسکی میلی ہے

کیون نہ صحرا سے قیس اوٹھ دوڑے
در پہ لیلی گھڑی اکیلی ہے

تیرے لیل و نہار کی کیا بات
چہرہ شمسی ہی زلف لیلی ہے

سر پہ ٹیکے کی ہی چمک کیا خوب
ہمسر طلعت سہیلی ہے

اوسکو بھر بھر کے جام کوثر دے
ساقیا جو ترا طفیلی ہے

مخلص کا بھی ہی اودھر سیلان
نامہ بر چھپ کے خط مرا دینا

کہیو اوس سے ہوا تراب فقیر
برہمن کفنی گلے مین سیلی ہے

ردیف یا تحتانی

۴۴۲

یہ کیا صحرا مین اوڑتی قیس کی تصویر پھرتی ہی
کہ باد گرد سے گرد اوسکے اک زنجیر پھرتی ہی

سنا مجنون تو بیدل ہو کسی صحرا مین جا بیٹھا
کہو لیلی سی تو کس کے لیے دلگیر پھرتی ہی

شراب وصل شیرین سے وہ تشنہ لب نہ ہی ہی
مہائی جسکی کوہستان مین سے شیر پھرتی ہی

مصیبت کوہکن کی اوس سے کیا فائدہ کہنا
جو یاری کر کے خسرو سی بصد توقیر پھرتی ہی

نہین ملتی ہی فرصت ایکدم بیٹھنے کی عاشق کو
گلے پر اوسکے جسدم یار کی شمشیر پھرتی ہی

چھپاؤن کسطرح نامحرمون سے عشق اپنا مین
محبت کی خبر میری تو عالمگیر پھرتی ہی

تراب اودھر نظر رحمت کی پھر مولا نہین کرتا
مریدون کی طرف سے جب نگاہ پیر پھرتی ہی

۴۴۱

دنیا ہی سبکو گالی کرتا ہی دلکی چوری
حل ہو گئی مشل یہ چوری و سینہ زوری

کل عہد کر گیا تھا بھر عمر دوستی کا
آج آکے یاری کھٹ کی جھٹ آشنائی توڑی

بولا یہ خونبہا لے مجھسے تو اپنے دل کا
آنسو سے میرے اپنی جب آستین نچوڑی

ہو چاندنی اوسیکی گورون کے عاشقونکے
مونہہ جسکا چاند سا ہی رنگت ہی جسکی گوری

غم کی کہانی کیسے وصلت مین کٹ گئی شب
گھبرا کے یار بولا بس کر ہی رات تھوڑی

راہ اوسکی تاکتا ہون ہر طرف جھانکتا ہون
کسطرح آنکھ موندون اودھر لگی ہی ڈوری

رکھے کوئی توقع ایسے بخیل سے کیا
مانگے سے جو نہ دیوے اک پان کی گلوری

کیون صاحب عدالت کھاتی ہین مال رشوت
کسنے حلال کی ہی اون پر حرام خوری

پھر کیون تراب بچے اہل دول سے درخور
دنیا کی جب تگ و دو سی و تلاش چھوڑی

دیکھکر داغ جگر کہتا ہے یار — خوب جلتے ہین دوا لی کیجیے
مینے اوس سے نہ توڑی بندگی — اوسنے آزاد اور بندے کر دیے
شیخ جی حق بات مین کہدو نگا صاف — مجھکو از بھر خدا مت چھیڑیے

بیخودی مین جو خدا مین ہو شراب
اوسا کہتے ہین ہے سودہ ہے ۴۴۵

منتظر بڑھے نہ کیونکر ہون اجل آنے کے — دن لگے آنے لگے دنیا سے چلے جانے کے
گفتگو عاشق شیدا سے نکالے ناصح — وے ردے ہین جو مونہہ لگتے ہین دیوانے کے
اوڑے خاک اوسکی گمان ہے لگن ہے باہر — بال و پر پھونک دیے شمع نے پروانے کے
ساقی اک دو پیالے کا ادھر بھی ہو جانے — ہم بھی ہین دست نگر گردش پیمانے کے
دیکھکر بت کی طرف سجدہ کریگا کسکا — شیخ مسجد نہ بنا سامنے بتخانے کے
بے نیاز ہے جو پرواز مہبت کرتے تھے — پھنس گئے دام مین لالچ سے وہ دانے کے

کسطرح بستی مین رہنا اونھین خوش آئے بیتاب
قیس کی طرح جو خوش باش تھے ویرانے کے ۴۴۶

ہوا بدلی اودھر کی جب ادھر سے — لگی جھڑ آنسو دنکی چشم تر سے
چلا ہی یار اس گرمی مین گھر سے — الٰہی ابر گھیرے پانی برسے
قریب آیا وہ بجلی سا چمکتا — جو کوسون دور تھا میری نظر سے
دل نالان نہ باول سا گرجتا — جو حال اپنا وہ لکھتا پیشتر سے
گھٹائین آہ کی اوٹھنے لگین پھر — شتاب آئے کہو اوس سیمبر سے

ترا اللہ والے کا رضا و صبر مسکن ہی
کبھی اس گھر مین رہتا ہی کبھی اوس گھر مین رہتا ہی

۴۴۹

جو نہ ڈرتے تھے بحر فلزم سے
ڈر گئے میری چشم پر نم سے

آئے طوفان ڈوب جا ئے جہان
روئے عاشق جو ہجر کے غم سے

زلف کا بال بال یون تر ہے
جیسے کالے کا دانت ہو سم سے

لہرین اوٹھتی ہین دلین شانے کے
طرۂ یار کے خم و چم سے

چشم آہو کا ہے وہ آہو گیر
اپنی چتون کی وحشت و رم سے

نام اوسکا تو یاد رکھہ اے شیخ
کیا خبر تجھکو اسم اعظم سے

یاد رکھنے سے ابھی خفا ہو تراب
حال اوسکا کہون جو محرم سے

۴۵۰

کثرت سے اسقدر تری وحدت کا زور ہی
چار طرف جہان مین انا الحق کا شور ہی

ہر شے مین جسکو حق کی تجلی پڑے نظر
کیا کہیے اوسکے حق مین وہ آنکھون سے کور ہی

زاری وہ کس طرح نہ کرے وصل کے لیے
عاشق ترا نہ صاحب زر ہی نہ زور ہی

کیون اشک سرخ بہ نچلین اشتیاق مین
اندوہ دل کا جوش ہی غم کا نچوڑ ہی

دلکو اودھر سے توڑ کے اودھر لگا دیا
اے عشق تیرے ہاتھ عجب توڑ جوڑ ہی

پھولون کا رنگ ایک ہوا مین بدل گیا
کیا باغبان چمن مین خزان کا جھکور ہی

توڑا ہی جسکی زلف نے مارسیہ کا بل
شانے سے اوسکے دلین گرہ ہی مڑوڑ ہی

کس طرح دل سے یار پہ صدقے نچاؤن مین
موہنہ اوسکا چاند ہی تو نظر اول چکور ہی

جو آپی دیکھتا ہے روپ اپنا
وہ بہروپی کی کچھ اور ہی کلا ہے

ترا اب آیا وہ تیرے بسمین کیسا
بھلا افسون ترا اوسپر چلا ہے

۴۵۳

ملون اوس یار سے جو عہد سی جھٹ اٹ خدا کردے
کروں خوبندگی اوسکی جو مجھکو یا خدا کردے

سبا دا دم کی موجون سے گشتی دلکی جاوے ڈوب
شتابی مجھکو اوس دریا سے پار آنا خدا کردے

مرا صادق وراسخ ہے وہ کیا بات اوسکی ہے
جو اپنے پیر پر سب جان و مال اپنا فدا کردے

نہ گردن کھینچیا اپنی اگر تلوار وہ کھینچے
کہ گردن جرمی حق بندگی کا ہی ادا کردے

کہان سلطان محمود اور کہان ہے ایاز اوسکا
محبت وہ بلا ہی شاہ کو جا گدا کردے

کرے کی صفت سنکر یقین آئی مرے دل پر
گناہان کو مرے بخشے کرم مجھپر خدا کردے

ترا اب اوسکی قدموسی کی خواہش کیون نہ ہو مجھکو
خدا جسکے تئین دنیا مین شیخ متقدا کرے ہے

۴۵۴

سینہ جلتا ہی کیون نہ سے جلی ہو نکلے
سوز دل دیکھکر مرا شمع کے آنسو نکلے

مین تو سودائی ہون اوس لب شیرین کا یارو
کسطرح دل سے مرے خواہش گیسو نکلے

چشم خیرہ ہوئی بھر آنکھ نہ کوئی دیکھ سکا
نے حجابانہ جو گھر سے وہ پریرو نکلے

ہو وہ تلوار اصیل اوسکا بل نکلے گا
دست شانے سے بھلا کب خم ابرو نکلے

رخ کیا یار نے میرا کیطرف مہر شکار
کیسے سیدان سے وحشت زدہ آہو نکلے

ہائے قسمت جسے کہتے تھے مسیحا دم ہے
حق مین عاشق کے وہ بیرحم بلا کو نکلے

نہ گئے اوڑکے کہین اور حرمین سے باہر
جب سے مرغان حرمین کے پر و بازو نکلے

تراب جسکی ملاقات سبکو خواہش ہے
وہ اپنے لطف وعنایت سے یار میرا ہے

۵۰

دلمین میرے اوس پریرو نے لگائی آگ ہے
زلف کالی جسکے رخسارے پہ کالا ناگ ہے

رقص بسمل دیکھکے بلبل کا نغمہ سنکے یار
ہنسکے کہتا ہے کہ کیسا ناچ وکیسا راگ ہے

دوستون سے دشمنی ہرگز نہین کرتا کوئی
عاشقون کے ساتھہ معشوقون کو کیا بیر لاگ ہے

عشق مین حال پریشان دیکھکے میرا انکھہ
اذنون صورت پہ تیری واہ کیا پیارا گ ہے

حسنے خلوت مین حضوری کا مزا پایا تراب
خلق سے وحشت ہے اوسکو سب سے بھاگا بھاگ ہے

۵۱

مئی وحدت سے کوئی مجھکو لبالب ایک ساغر دے
مین صدقے اوسکے ہو جاؤن جو مئے الا مجھے کردے

پلا ساقی مجھے وہ مئی جو ذوق بیخودی بخشے
رگ وریشے مین میرے کیفیت منصور کی بھردے

تو شیخ جام کر مجھکو قسم ہے پیر مغ تجھکو
سقام رشہم پر چلکے ترا گ مرے دھردے

عدن مین سب کو رشک آئے جو پہلے جام کوثر کا
مجھے فرزند اپنا جان کے ساقی کوثر دے

نہ مست عشق کی گر تاہی خوبی ہے نہین واقف
غرب مین عقل پر تیری تو نامرح جہل کے پردے

چمن مین شوق گل سے جیسے بلبل چہچہاتی ہے
مرے بھی نالہ و شیون سے نہین مین خالی از دردے

وہ میری استغاثہ گر پہ وزاری سنی کہتا ہے
خدا ایسا کسی کو دل نہ ایسا دیدہ تر دے

ہوا عاشق بیچارا رنج وغم سے ناتوان اتنا
کہ چھاتی سے لبون تک آنہین سکتا دم سرد سے

ملامت عشقبازی کی اوسکا کون سنتی ہے
تراب اس کام کو بھی کہ ہر کارے و ہر مردے

کیا وہ کہتا ہے مری تسبیح و سمرن دیکھکے
ہین مرے یان بہت ایسے کنٹھے اور زنار پڑے

کفر سے بیزار ہو جھٹ تارکِ زنار ہو
یار وہ کافر مسلمان کے اگر پالے پڑے

پی کے مل ناحق شراب اتنا کری ہی شور و غل
دم بخود اس بزم مین ہین کتنے متوالے پڑے

۴۶۱

حسن خال و خط پہ کیا اتنا تفکر چاہیے
اوسکی صورت کا فقط ہر دم تصور چاہیے

جو کوئی چاہے کہ یار اوسکا رہے ہر وقت پاس
صحبتِ اغیار سے اوسکو تنفر چاہیے

نے گہر خالی صدف کی قیمت کچھ نہین
گر خونِ کانمین آویزۂ دُر چاہیے

دیکھہ پڑتا ہی کہین رستہ اندھیری رات مین
اور بھی کی مانگ مین البتہ سیندور چاہیے

دیکھکے صورت مری مونہہ پھیر لیتا ہی کیا
اسقدر تجھکو نہ یار دل سے تجرد چاہیے

چشمِ مست ناز کرتی ہی اک جہان مین لوٹ
ساقیا ہمکو وہی پیمانۂ پُر چاہیے

بلہوس کرتا ہی ناحق عشقبازی کا گھمنڈ
یان دلِ دیوانۂ بیخواب و بیخور چاہیے

ہندوون سے ربط رکھتا ہون مسلمانون سے راہ
مین حقیقت مین ہون مجھکو سب سے وزر چاہیے

اغنیا سے بے نیازی کیون نہ ہم کیجے تراب
مالدارون سے فقیرون کو تونگر چاہیے

۴۶۲

الٰہی خیر کیجو بیطرح بارش کی شدت ہی
گرے پڑتے ہین گھر سبکے خرابی کی یہ صورت ہی

دما دم اسقدر پانی برستا ہی خدا حافظ
دھما دھم ہو رہا ہی ہر طرف گرتی عمارت ہی

جدھر دیکھو اودھر یا للہ یا للہ
یہی سب کی یہ حالت ہی مکانون کی یہ صورت ہی

کٹھن ہی یا تھمنا لگنا ابتو مطلق خشک ہونیکا
زمین تر ہو گئی ساری یہ پانی کیا ہی آفت ہی

کر دو دنیا مین نیکی جسقدر ہو
اجر عقبیٰ مین اک حسنہ کا دس ہی
رکھو تیار توشہ آخرت کا
سفر درپیش ہے انکا ہر نفس ہی

عبث ہو آرزو دنیا و دین کی
ترا اللہ بس باقی ہوس ہی

۴۶۴

نجانون تونے دلپر کیا کیا ہی
کہ مقتول ہی مجھے رسوا کیا ہے
سخون مین کسطرح خوبون کو مشتاق
کہ عاشق تن مجھے پیدا کیا ہے
بنایا ہی تجھے حق نے طرفدار
مجھے دیوانہ و شیدا کیا ہے
نہین رکھتا مجھے ساتھ اپنے ہی ہے
مین تیرے ساتھ کیا ایسا کیا ہے
مین تجھکو نہین کہتا ہون پیارے
جو کچھ تونے کیا اچھا کیا ہے
رقیبون کو مخالف عاشقون سے
اگر تونے کیا بیجا کیا ہے
محبت کا اثر کب کم ہوا تھا
کہ جسنے بیوفا بے پروا کیا ہے
نگار اپنے کسکا عاشق نہین
عبث تونے مجھے کیون بوا کیا ہے

ترا اللہ لون لوا تجھین سے کیا ہے
بہت ہم اور ادھر دیکھا کیا ہے

۴۶۵

دنیا کے رنج و راحت و آرام سی گئے
اے عشق تیرے عہد مین کام سی گئے
اچھے ہوئے جو ہجر مین واصل بحق ہوئے
ہجران کے رنج و کلفت و آلام سی گئے
تا صبح کل تڑپتے رہے نیند اوڑ گئی
گھر کو جو اپنے یار سر شام سی گئے
کسطرح پھر نہوتہ و بالا کسیکا دل
پہلے ادھر ترا ابھی وہ لب بام سی گئے

تیغ ابرو کھینچ کر آنکھیں دکھاتا ہی وہ شوخ
کسکو جراءت ہی جو ہو متوالے اسپاہی لڑے

زلف کا ہر بال عاشق کے لیے جنجال ہی
اوسکے پھندے مین کسیکا دل نہ جتنے ہی پڑے

دل دیا کیا آپ سے ہمنے لیا اوسنے بزور
کرے نہ ہمن ناحق ملامت مجھکو تم جھوٹے بڑے

چاہ مین اوسکی تو کچھ چارہ نہین اپنا ترآب
جاہے سو موالی کرے عاشق بیچارا کیا کرے

۴۶۸

باغ مین لالے پھولے ہین کیا آگ لگی گلشن مین ہی
رنگ چمن کا خوب ہے دا آگ لگی گلشن مین ہی

باد خزان کی قدموسی ہے باغ ہوا تھا ارستان
دم ہی ترے اے باد صبا آگ لگی گلشن مین ہی

تازے پھول ناکے سونگھتے ہین مرغ چمن کے دیکھ
بھوسا اجل کے ہوا کو ملا آگ لگی گلشن مین ہی

یار چمن مین پھرتا ہی پھول قدم پر گرتا ہی
پہنچے ہی وہ کیا مرغ قبا آگ لگی گلشن مین ہی

دیکھے شعلے گل کے ترآب بن گئی بلبل مرغ کباب
کون ادھر آجاے بھلا آگ لگی گلشن مین ہی

۴۶۹

تن پہ ہے غم سے ناتوانی بڑی
درد دل کی ہے یہ نشانی بڑی

عشق کی بات کسطرح ہو تمام
رات چھوٹی ہی اور کہانی بڑی

کس کو تو نے نہین دکھایا مونہہ
ہم سے ناحق ہی لن ترانی بڑی

یار رہتا ہے دوستون سے خفا
دشمنون پر ہے مہربانی بڑی

نہین معلوم کس لیے ہمسے
دل مین ہے اوسکے بدگمانی بڑی

پیرہن چاک گل بھی رکھتے ہین
تو ہی بلبل ہی کیا دوانی بڑی

شیخ جا شکر کر بڑھاپے کا
کٹ گئی آفت جوانی بڑی

تراب اوسکی گلی سے ایک ہم ہی
دل و دین لیسکے جیتے جان اوسکے

۴۷۲

ناحق پری رخون کو غرور جمال ہی — صورت کے ہر کمال کو اک دن زوال ہی
رنگ حنا سے سرخ ہین جنکی ہتیلیان — ہاتھون سے اونکے ایک جہان پائمال ہی
اوس طفل شوخ پر دل پیر و جوان سے — آگے خدا پناہ ابھی خرد سال ہی
زنجیر زلف یار کی دیکھی ہی دل نے کیا — دیوانہ بن گیا ہی عجب اوسکا حال ہی
لٹ زلف کی لٹکتی ہی کیا اوسکے دوش پر — صیاد ہی وہ کاندھے پہ اوسکے یہ جال ہی
مضمون عشق سے تجھے ناصح خبر نہین — اس مسئلے مین تجھکو عبث قیل و قال ہی

معشوق اگر تراب کسی سے جدا نہین
ناحق غم فراق و ہوائے وصال ہے

۴۷۳

ہر تار زلف یار شب تار ہی مجھے — چلنا اندھیری رات مین دشوار ہی مجھے
بہر خدا نہ مجھسے تو اتنا حجاب کر — برقع اوٹھا دے خواہش دیدار ہی مجھے
کیون میری نبض دیکھکے چپ ہو گیا طبیب — مین جانتا ہون عشق کا آزار ہی مجھے
تا حشر مین تو پنڈ نہ چھوڑونگا یار کا — اوس سے وفائے عہد کا اقرار ہی مجھے
یار و طریق عشق ملامت کی راہ ہی — جو نا سزا کہو وہ سزاوار ہی مجھے
کوئی چاہے جس پرست کرے چاہے بت پرست — البتہ ایک بت سے سروکار ہی مجھے

ناحق مین پارسائی کا دعوی کرون تراب
خوبون کی دوستی سے کب انکار ہی مجھے

کہ مکھولے تجھے دیکھون تو چھپے رستا عدم کا کون — عبث میرے لیئے پیکا کسے باندھے کمر تو ہی

مری حالت ہی یارون کی سے غمسے تو کیا جانے — خبر اونکی نہین لیتا ہی کیسا بیخبر تو ہی

مری آنکھون سے خونبن کی طرح تو بھی کہین جھپ جا — شب بیخبر ت مین کیون مجھکو جلاتا اے قمر تو ہی

اگر تجھسے زبانی کچھ کہا جاوے تو کہدینا — مری حالت سے کیا واقف نہین ہے نامہ بر تو ہی

تری آواز سنکے چونک اوٹھا وہ نیند کا ماتا — گلا نیزا کٹے کیا بولتا مرغ سحر تو ہی

نہ مسجد سے غرض اوسکو نہ بتخانے سے کچھ مطلب
تراب اک سطرف رہ کرتا ہی یا مولی جدھر تو ہی

۴۷۷

چاند اندھیری مین عبث صورت دکھاتا ہی مجھے — گورا مکھڑا اک پری کا یاد آتا ہی مجھے

عشق کہتا ہی کہ اوٹھ چل بیخودی کی راہ مین — راہ و رسم ہوش ناصح کیا بتاتا ہی مجھے

بیگانے ہوگئے بیگانے مجھسے عشق مین — کون غمخواری کرے اب کس سے ناتا ہی مجھے

یارو مین کیونکر جفاے یار کا شکوہ کرون — وہ تو اپنی عاشقی مین آزماتا ہی مجھے

کس سے کہیے عاشق و معشوق کا راز و نیاز — مین جو چاہتا ہون وہ گالی سناتا ہی مجھے

رہ کے اوٹھ جاتا ہی آپی بزم سے اوسکے رقیب — یار اپنے پاس جب بیٹھے بٹھاتا ہی مجھے

سامنے اوسکے رہین کیونکر بجا ہے حواس — وہ تو اک جلوہ مین دیوانہ بناتا ہی مجھے

کون پکڑے دامن اوسکا خونبہا کے واسطے — وہ جب آتا ہی ادا سے مار جاتا ہی مجھے

گو مجھے پروا نہین کچھ سونے روپے کی **مرزا**
پر سنہرا روپ معشوقون کا بھاتا ہی مجھے

۴۷۸

غم سہت ہجر کا کھایا مرا جی جانتا ہی — رنج کیا کیا نہ اوٹھایا مرا جی جانتا ہی

کبھی وہ لطف نہ محمود سے ایاز پہ ہو
جو اپنے بندوں سے پروردگار کرتا ہی

سیان تو مجھسے بہت یار مین ترے سچ کہہ
تو اپنے جی سی بہت کسکو پیار کرتا ہی

رقیب رشک سے میرے جو زہر کھاکے موا
اوسے شہید وہین ناحق شمار کرتا ہی

قرار آنے کا اوسنے کیا نکہہ قاصد
کہ او سکا وعدہ مجھے بیقرار کرتا ہی

خدا کرے وہ شتاب آوے کون اوسے کہے
تراب کب سے ترا انتظار کرتا ہی

۴۰۱

اگر ترے مونہہ کی چمک لو سیمین چھپائی ہوتی
آرسی مین نہ جلا یہ نہ صفائی ہوتی

سخت طاؤسی یہ کب شاہجہان دیتا یا توان
حاصل اوسکو ہو ترے در کی گدائی ہوتی

اے صبا گئی ہی کیا باغ مین پھر آئی بہار
اوسکے آنے کی خبر تو نے سنائی ہوتی

باندھا تھا تجھے ناگن کو اگر افسون سے
ہاتھ مین تیرے جو تی نہ گندھائی ہوتی

ترک خوتخوار بھی کہتے ہین انکھون کو تری
اپنے عاشق سے کبھی آنکھ لڑائی ہوتی

یار و دے مال بجا صرف کرتے کیونکر
اہل دنیا کی اگر یاک کمائی ہوتی

گر نہوتا مین گرفتار محبت کا تراب
کب مجھے قید مشیخت سے رہائی ہوتی

۴۰۲

زلف پر یار کے کنگھی جو لگائی ہوتی
مومبو دلی مے عقدہ کشائی ہوتی

نیند آتی مجھے پھر آنکھہ ذرا لگ جاتی
اوسنے گر خواب مین شکل اپنی دکھائی ہوتی

زور و بل اپنا دکھاتی نہ مجھے زلف رسا
گر کمر تک تری اوسکی نہ رسائی ہوتی

دردمندون سے وہ بیدردی نکرتا ہرگز
دلمین اوسکے جو ذرا پیر پرائی ہوتی

جیتے رہوگے کتنے اگر دن مرو گے ایک ۔ موت آویگی یکایک یہ امر ہے یقینی

دیکھے تراب کتنے دنیا کے یار ہمنے
یاری اوسیکی بھائے ہووے جو یار دینی

۴۸۵

یار بن لطف انجمن کیا ہے ۔ گل نہو جسمین وہ چمن کیا ہے
جسم بیجان خاک سے ناپاک ۔ خالی از روح وہ بدن کیا ہے
روح کا چاہیے بناؤ سنگار ۔ زیب و آرائش بدن کیا ہے
عشق نے نامور کیا ورنہ ۔ قیس کیا ہے او کوہ کن کیا ہے
دیکھکر چشم تر کو میری نکہہ ۔ عاشقون کا یہ مکر و فن کیا ہے
کیون تو مجھسے حجاب کرتا ہے ۔ تجھکو عاشق سے سوء ظن کیا ہے

حق و باطل سمجھکے کہدے تراب
شیخ کیا ہے او برہمن کیا ہے

۴۸۶

کیون تب غم سے جیجیے اور مرجیے ۔ عشق سے دور رہیے اور ڈریے
کب تلک تیرے ہجر مین ساقی ۔ ساغر چشم اشک سے بھریے
سرو قد گلبدن ہے یار مرا ۔ کیون نہ او سیر درود ہم پڑھیے
گلرخون سے ندا نہ ڈالے کام ۔ مہر کرتے نہین کسی پہ رہیے
وے تو خون سے مارتے ہین تیر ۔ ترک چشمون سے کس طرح لڑیے
حق نے مجبور کو کیا مختار ۔ کیون نہ ہم حیص بیص مین پڑیے
یہ مثل حل ہوئی تراب تمہ ۔ آپ کرے یہ اور پر دھریے

پہن کے بجلی وہ عاشق کو قتل کرتا ہی
جو اوس سے پوچھو تو کانوں پہ ہاتھ دھرتا ہی

تری بلا سے تجھے کیا غرض تو کیا جانے
تری جدائی مین عاشق پہ کیا گذرتا ہی

بگڑ گیا تری یاری مین اک جہان ہمسے
تو ہمسے ہر گھڑی ہر وقت کیا بگڑتا ہی

اگر تو پہین بچہین ہو تو بھاگ جاے رقیب
مین جانتا ہون یہ کو آکمان سے ڈرتا ہی

بھلا وہ کب ہے دو چار دن مرے گھر مین
جو ایکدم مرے بر مین نہین ٹھہرتا ہی

کبھی نگاہ لڑاتا ایدھر کبھی اودھر
وہ شوخ چشم مرے کی طرح لڑتا ہی

جہاد نفس کا بیشک جہاد اکبر ہے
بڑی ریاضت و محنت سے نفس مرتا ہی

ترابؔ کیون نکرون ہر کسی سے مین الفت
مجھے تو سب مین محبوب دیکھہ پڑتا ہی

۴۹۰

کفر و اسلام تقاضای رخ و گیسو ہی
رخ مسلمان ہی گیسو سے ہندو ہی

جلوہ گر جب سے چمن مین بت گلرو ہی
کیا مہکتا ہی چمن چار و طرف خوشبو ہی

حربہ تیر و کمان کس لیے وہ ہاتھہ مین لے
خود مژہ یار کا جون تیر و کمان ابرو ہی

سنگدل ظالم بیدرد اوسے کیون کہون تون
کبھی روتے مرے اوسکا گر آنسو ہی

دیکھکر مجھکو بچل جاتی ہی جیون اوسکی
اوسکو ہنچل نہ کہے کوئی رم آہو ہی

بیطرح دلکو وہ باتون مین لگا لیتا ہی
اوسکی تقریر مین کیا جانے کیا جادو ہی

دیکھی مینے ترابؔ آج رسائی تیری
کون کہتا ہی بڑا اوسکا مصاحب تو ہی

۴۹۱

ہم اوسکے سامنے آئینہ ہو کے بار ہا بیٹھے
کبھی وے کھول کے مونہہ رو برو مرے نہ ہوے

مورد یوسف کنعان نظر آیا اوسکو — اے پری جسنے تری چاہ زنخدان دیکھی
بجلی چمکے تو ابھی آنکھ جھپک جاتی ہی — سہر نظر کسنے بھلا صورت جانان دیکھی
عارض یار تو ہی ماہ شب چار دہم — طلعت اوسکی تو عوانی مین دو چندان دیکھی
لئے جاتا ہی جنون کھینچے ادھر کیا کیجے — قیس کی تھی نہ کبھی راہ بیابان دیکھی

کنت کنزا تو اشارہ و کنایہ ہی تراب
ہمنے جو ذات نہان تھی سو نمایان دیکھی

۴۹۴

کہو ناصح مرے آگے سے ٹل جاے — مبادا مونہہ سے میرے کچھہ نکل جاے
نہین بنتا ہی کہنے گھر سے چل — خدا جانے وہ لڑکا ہی مچل جاے
جدھر وہ رخ کرے ترچھی بھوین کر — غضب نازل ہو جھٹ تلوار چل جاے
پسینہ اوس تن بھرے کی گرمی — نقاب آئے اگر مونہہ پر تو جل جاے
بلائین نیزی اے مشاطہ اون مین — جو تیرے ہاتھہ مے کاکل نکل جاے
خفا ہی آج کیون مجھسے تو ناحق — کہی یہ بات مینے اوس سے کل جاے
کہا خامہ نے سر کھنانہ یہ حرف — تو عاشق کیون ہوا تھا نامہ چل جاے
ہوائے گرم ہے فصل الٰہی — خزان مین کیون نہ ضائع پھول پھل جاے
رقیبون کو مٹا دو باندھکے دان — جو بندر سے بنا ہے اصطبل جاے
ادے مغاہ بتان کہتے ہین یان سب — کہان تک دیکھیے اوسکا عمل جاے

تراب اوسکا اگر زنار توڑے
تو سمرن کا مری رشتہ بدل جاے

۱۹۷

جہان مین دوست کیا ہست ہین ہمارے
جو اقرب ہین سو عقرب ہین ہمارے

ہین غیرون سے کیا امید یاری
وہ اتنے آشنا کب ہین ہمارے

محبت مین کسی سے کیا کہین ہم
جو کچھ اعمال و کرتب ہین ہمارے

الٰہی خوبرویون سے بچانا
وہ دشمن دل کے بیحد تب ہین ہمارے

رقیبون کو برا ہم کیون نہ کہیے
وہ ہر ہمکار مطلب ہین ہمارے

کہان ہم اور کہان فرہاد و مجنون
یہ دونو طفل مکتب ہین ہمارے

جنون و وحشت و رنج و ملامت
یہ چار و خاص منصب ہین ہمارے

جب اوسکے گھر گیا بولا کہ چل نے
بہت ایسے مقرب ہین ہمارے

کبھی اگدن نہ اوسکے مونہہ سے نکلا
یہ ہمدم ہین مصاحب ہین ہمارے

تراب اوسکی طلب ہی فرض ہمیشہ
ہزارون جس سے مطلب ہین ہمارے

۱۹۸

مین کہتا ہون خدا سے پانی برسے
کرے آمین کہو اوس سیمبر سے

یقین ہی آخری برسات ہو خوب
خبر دیتا ہون مین یہ پیشتر سے

خدا بندون پہ اپنے رحم کردے
نہ کوئی سیمر کہین پانی کو ترسے

یہان سیمر دہان برسے لگے جھڑ
خبر آئے یہی ایدھر اودھر سے

سیمر پھر اسقدر رستون مین پانی
کہ دو سیمر ہو نکلنا سبکو گھر سے

جو کرتے ہون ہمیشہ سیر دریا
وہ گھر مین چھپ رہین پانی کے ڈر سے

تلے پانی اوپر پانی جو دیکھین
مسافر کیون نہ باز آئین سفر سے

۵۰۰

اے خزاں تو نے یہ کیسی پھونک ماری ہائے ہائے
ہو گئی برباد جمعیت پھولوں کی ہائے ہائے

رک ہوا مین اور گئی سب غنچہ و گل کی بہار
کیون نہ شور و غل کرے بلبل بچاری ہائے ہائے

قاصد اوس سے کہیو تو بیٹھا ہی اپنے گھر مین خوش
مجھکو ماری ڈالتی ہی انتظاری ہائے ہائے

بیوفا تو کر گیا تھا مجھسے کیا قول و قرار
آشنائی دیکھ میری بیقراری ہائے ہائے

اوس سے کیا کہیے تری مژگان مین ہے یہ سنان
وہ دکھاتا ہی مجھے چھوری کٹاری ہائے ہائے

اوس ستمگر کافر کی چتون سے خدا ڈالے نہ کام
دل لگاتا ہی اوسی کا گھاؤ کاری ہائے ہائے

عشق مین ہیں ہوگئے ناحق مرے دشمن تراب
کسکے آگے مین کرون فریاد و زاری ہائے ہائے

۵۰۱

عید کا چاند ہی تو عید مبارک ہو تجھے
مجھہ دعا گو سے یہ کہہ دید مبارک ہو تجھے

نذر لایا ہون تج دل و ٹھہ کے بغلگیر ہو مل
عید مین دید کی فہمید مبارک ہو تجھے

واہ کیا ساز طرب ہے تری محفل گرم
عیش و عشرت کی یہ تمہید مبارک ہو تجھے

محتسب مین تو ہون اک گس مخمور کا مست
کر تو مے خوارون پہ تہدید مبارک ہو تجھے

زاہد از راہ حقیقت سے نہین تجھکو علم
علم خیر بتقلید مبارک ہو تجھے

کہو منصور سے حق کہکے تو سولی پہ چڑھا
ثمرہ شجرہ توحید مبارک ہو تجھے

تو تو آزاد قلندر ہی مشائخ مین تراب
شان تجرید او تفرید مبارک ہو تجھے

۵۰۲

تو نے جگایا مجھے پھر آکے کسونے
دکھلائی بھلی آن سیجا کی کسونے

ہر چاک سینے کے نمک اور ہی چھڑکا
مرہم نہ رکھا زخم کو سلوا کے کسونے

گور مجھکو دیکھکے کہنے لگی ہے بہشتی اے فرشتو یہ ہوا

حشر میں جھٹ پٹ دلا ان میوے تجھ تقرب
ہو جہاں قائم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لوا

خاتمۃ الطبع

حمد بیحد اوس خدای دوجہان کو سزاوار ہے کہ جسکی قدرت کاملہ سے تمام عالم پردۂ عدم سے جلوہ گاہ ظہور میں آیا اور بیچونی سے چگونگی کا رنگ دکھایا۔ اور نعت بیقیاس لائق اوس نبی مختار برگزیدۂ حضرت پروردگار ہے کہ جو ایجاد عالم اور تکوین بنی آدم کا باعث ہوا مصداق لولاک لما خلقت الافلاک۔ اور رحمت کاملہ اوسکی آل اطہار اور اصحاب کبار پر کہ جنکے پرتو نور ہدایت نے ظلمات کفر وظلام کو تعلیم سطح عالم سے کھو دیا۔ اما بعد اذنون افضال سرمدی وتائید ایزدی سے پرتو بخش خواہش شائقین دیوان ہدایت ترجمان حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین مقتدائے ہر ارشاد خضر طریق سداد قطب اوج افضال بدیع سپہر کمال غواص محیط معرفت شناسے بحر حقیقت شہسوار عرصۂ ریاضت شہنشاہ اقلیم قناعت حاکم احکام شرع متین عالم علم الیقین جناب فضیلت مآب ولی ابن ولی حضرت شاہ [illegible] قدس سرہ مطبع عالی طبع کرم وسخا سرچشمۂ جود وعطا صاحب ثروت ومنزلت منشی نول کشور دام اقبالہ میں جاہ جون ۱۸۷۲ عیسوی تعلیم پذیر انطباع ہوا

به عون صنایع یکین و یمکافضل خلایق مین وزن ماین

منشی خانه

مطبع نامی منشی نولکشور بطبع مزین مقبول جهانی ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدا گر عشق کو پیدا نہ کرتا — تو بندہ حسن پر کاہیکو مرتا — نہوتی گرم معشوقوں کی بازار — نہوتا گر کوئی عاشق خریدار

نہ لکھتا میں صنم کا نامہ مضمون — اگر عاشق نہوتا اوسپہ مفتون — اگر مجنوں نہوتا اوسپہ شیدا — تو لیلیٰ کو بھلا کوئی جانتا کیا

نہ کرتا کوئی کمر کا عشق اگر زور — تو شیریں کا نہ چلتا اسقدر شور — نہوتی شہرہ واسق کی گر چار — نہوتا کوئی بھی عذرا سے آگاہ

نہوتا عشق اگر حاصل تو مومن — تو کب ہوتا کوئی مائل دو تن — نہ غمزہ جانتا کوئی نہ عشوہ — نہ صورت دیکھتا کوئی نہ بلوہ

نہ روز ہجر دلپر شاق ہوتا — نہ کوئی وصل کا مشتاق ہوتا — کوئی انداز پر ہوتا نہ قربان — نہ کوئی ناز پر دیتا دل و جان

نہوتا کوئی کسی چشم و لب کا بیمار — نہ ہوتا لاف میں کوئی گرفتار — نہ کہتا زلف کو کوئی معنبر — مر کہتا قید سے اوسکے کوئی ڈر

نہ بالوں کو کوئی بلا بتاتا — نہ کوئی اوسکو اندھیری رات کہتا — نہ کوئی رخ کو کہتا رشک مہتاب — کوئی ہوتا نہ اوسکو دیکھ بیتاب

نہ کوئی پلکوں کو کہتا خنجر تیز — نہ کوئی گیسو کو کہتا رشک عنبر — نہ کوئی عارض کو کہتا مہر طلعت — نہ کوئی کہتا یہ آئینہ صورت

نہ کوئی حسن کی گرمی جتاتا — نہ کوئی شمع رخ کو کہہ نکلتا — نہ کوئی مژگان کو کہتا نوک خنجر — نہ کہتا کوئی اوسکو شکل جدھر

نہ کوئی آنکھ کو کہتا کہ آہو — نہ کوئی اوسکو کہتا عین جادو — نہ ترک اوسکو کوئی خونخوار کہتا — نہ کوئی مردم بیمار کہتا

نہ ابرو کو کوئی شمشیر کہتا — نہ پھر کوئی نگہ کو تیر کہتا — نہ کوئی قوس قزح کا نام دھرتا — نہ ماہ نو کوئی تمثیل کرتا

نہ قد کو کوئی بلاتا قیامت — نہ فتنہ کوئی کہتا اور نہ آفت — نہ کوئی اوسکو کہتا سرو آزاد — نہ کہتا کوئی یہ نخل شمشاد

نہ خال و خط پہ کوئی دل کو لٹاتا — نہ لب کو کوئی عیسیٰ دم بتاتا — نہ کہتا خال کو کوئی دانۂ دام — نہ حجر الاسود دنی نقطۂ شام

نہ خط کو کوئی کہتا خط گلزار — نہ کہتا برگ ریحان کوئی اوسکو — نہ اوسکو کوئی کہتا سبزۂ چاہ — نہ کوئی مورسیہ دالہ بالہ

نہ کوئی ہونٹھوں کو کہتا لعل سیراب — حلاوت اوسکے بوسے میں عجب ہے — کوئی عاشق نہ بتیاں صنم پر — نہ سرو ہوتا کوئی اوسکے قدم پر

کسی پہ دل کوئی اپنا کہتا — سر بازار کوئی رسوا نہوتا — نہ کہتا یوں کوئی خوبوں کی پروا — نہ لیتا عاشقی کا کوئی سودا

غضب ہے عشق اے یار و عجب ہے
اسی کا ہر طرف شور و نغب ہے
کہین بلبل کہین پروانہ ہی عشق
کہین مجنوں و کہین دیوانہ ہی عشق

کوئی پایا نہین بے عشقبازی
حقیقی ہو کے عاشق یا مجازی
ہوئی ہی عشق سے بنیاد آدم
یہی ہی باعث ایجاد آدم

کیا معشوق حق نے مصطفے کو
نہ کیسے کسطرح عاشق خدا کو
کہا مینے جو تمسے عشق کا رنگ
یہی سچ ہو جیسے بے بنیاد رنگ

آغاز داستان عشق جوانی عاشق لقب و بیان حالات آن از طفلی کہ چنین لقب یافت

اگر اسکو نہین باور کروگے
تو اک قصہ مین کہتا ہون سنوگے
پیا ساقی مجھے اک جرعہ مے
کہ ظاہر ہو جو کچھ مجھمین چھپا ہی
شتابی گرم کر یہ طبع بارد
کہ اک قصہ کہون نکتا نہ وارد

ہوا رلکھنؤ مین اک جوان تھا
عجب صورت سے خالق نے دی تھی
جسیم اوسکا بنایا تھا آب و گل سے
سراپا درد کی تھی اوسکی ایجاد
وہ سر سے پانوں تک تھا صورت درد
نظر بازی کا شوق اوسمین تھا غالب
نگاہ اوسکی کہے تھی حسن پر میل
نوفوراً اوسکا ہو جاتا تھا مجذوب
پسند آتی اوسے محبوب صورت
ہمیشہ گلرخون کا ذکر رہتا تھا بقدر
سنا کرتا تھا تعلیم جنون ہی کی بات
روان اوس ہی طرف ہر دم رہتا تھا
مشام اوسکا تھا خوبون سے معطر
تصور اوسکو تھا محبوب ہی کا
حد هر رو دیکھتا تھا صورت گل
تو پروانہ ہو جل جاتا تھا آکر
نظر بازون مین تو استاد تھا وہ
سمجھتا تھا وہ سب انداز خوبان
اوٹھاتا عشق مین جتنا وہ بیداد
کہ عاشق اوسکا طفلی سے لقب تھا
کہون کیا کیفیت اوسکی زبانی
لکھون ہون مین تراب اوسکی کہانی
ادھر آساتے ستر ہا پا ناز
کہ کرتا ہون مین اک انساف غماز
مے کہنہ سے مجھکو جام بھر دے
کہ بیخار دن ہوش کے تازہ کر دے

جو شہر لکھنؤ مین چند مدت
گذرتی تھی عجب دن رات اوسکی
گیا اک روز آصف گنج مین وہ
کٹے تھی سیر مین اوقات اوسکی
بظاہر گو تھا وہ کاروبار
گرا بیتاب ہوا و سکے قدم پر
ہوا بیخود وہ دیکھکر اوسکی طلسمات
کہون کان اوسے یا حسن کی کان
ملاحت سے تھی ہر اوسکی صباحت
قیامت غنیاوہ لڑکا کھتری کا
کہ کیسی حال اوس شکر پری کا
کوئی بھی کھتری سا ہو نہ گورا
نہ کیسے چاند کو کیون اوس سے تھوڑا

کیفیت خوبی صنم و دل رفتن عاشق بران دلربای عالم و مبتلا شدن بتیغ ستم

مجھے اسوقت ایسا تاب گفتار
کہون احوال اوسکا بے توقف

نجانون نام تھا کیا اوسکا کیا کام
صنم کہتے تھے اوسکو لوگ آن شب

قد و قامت قیامت آفت اندر قیامت
سراپا ناز سرتاپا نزاکت

چمکتی اسطرح اوسکی جبین تھی
کہ اسمین اوسکی زہرہ بھی نہین تھی

دو ابرو اوسکے جون مہ نو تھے
خم و پیچ من غضب بنکے بسطرح تھے

غمزہ تھی اوسکی یا تیر و سنان تھی
کہ جسکے زخم کی ہر دل نشان تھی

نظر بازون کو کر دیتا تھا بیخود
بیک نیم نگاہ دو طرفۃ العین

نہ تھا سنے کا دبنالہ نمودار
کہ تھی اوسکے کے قبضے مین تلوار

لبون کی اوسکے کیا کہیے بڑائی
کہ اعجاز اوسکی دیتا تھا گواہی

لب گنج اوسکے کہتے تھے عبث تنگ
نہ لگتا لعل تن جسکے ہا سنگ

دہن پر لعل ان لبہائے جانان
کہے تو درج مین سلک گہر تھے

تبسم کا جو عالم زیر لب تھا
قیامت تھی بلا تھا کیا غضب تھا

ملائم گفتگو آہستہ گفتار
کرے اک بات مین سو دل گرفتار

مقابل اوسکے گر آئینہ آتا
تو اپنے مونہہ کی خوبی بھول جاتا

بمونہہ پر اوسکے تھی مونہہ لٹ دلے
تھی ناگن جا ذقن مین سر نکالے

بدن چودہ کا اوسکا سال و مہ تھا
بخوبی رشک ماہ چاردہ تھا

دہانہ کا تھا حلقہ آفت ہوش
کیا دل کو اوسنے حلقہ در گوش

عجب بیدل کا دکھلانا کرشمے تھے
جو اوسکے نرم نرما تھو نہین پر تھے

دو چھب تختی کہون یا قد بالا
سراپا تھا غرض سانچے مین ڈھالا

گلہ کج سرپہ تاکہ دھج سے تھا
کہ جسکی سج پہ اک عالم مرے تھا

پہ چھو وضع اوس سیمین تنی کی
سراپا تھی بسجاوٹ بانکپن کی

عجب تھی حق نے اوسکی چھب بنائی
تھی لو سیر خرم شان میرزائی

نہین کچھ اوسکی خوبی کی نہایت
جو دیکھے تھا اوسے آتا تھا اشتہا

نظر افتادن عاشق بر رے و صنم و دل رفتنش بر حسن او و در عشق شورش و بیقراریش

وہ صنم اوسکا کہ نہین ہے تکلف
کہ تھا آدم زاد ہی یا پارہ ماہ

اوسے سب دیکھکر کہتے تھے اللہ
کہ تھا وہ حسن کا پتلا سراپا

سراپا وصف اوسکا مین کہون کیا
کہے تو بحر خوبی موج زن تھی

لطافت سے جبین اوسکی شکن تھی
مژہ تو آنے مین جیسے ہون دو

نظر آتے تھے یون رخ پر دو نو
کہے مین جسکو عاشق عین جادو

وہ نرگس مست یعنی چشم آہو
مبادا اسنکے ہر جا ہوش برہم

کہون کیا اوسکے غمزے کا مین عالم
کرے تھا اوسپہ گویا زخم خنجر

نگاہ اوسکی پڑے تھی آ جسپر
لب چشمہ حیوان وہی تھے

روان بخش دل ایمان وہی تھے
تراکت مین مہ جیسے برگ گل تھے

لطافت مین وہ گویا موج مل تھے
دہن یون تنگ جیسے غنچہ گل

وہ تنگی سے نے لے کیون نام بلبل
تکلم مین جو اوسکا لب ہلے تھا

گویا تصویر کا غنچہ کھلے تھا
لگھون کیا اوسکے عارض کی صفائی

کہ تھا آئینہ نور خدائی
وہ گلرو کا جو کرتا تھا نظارہ

درود اکبر پڑھے تھا یا ہزارہ
کسی نے رات ان دیکھا ہی باہم

خدا تھے جسپہ تھے اوسنے وہ بالے
کہ خوبی اوسمین ہوتی تھی وبالا

نہ کہتے کیون ہم اوسکے بالے کو بالا
کہ ہندستان مین نکلا ماہ کنعان

صنم کو دیکھکر سب دنگ تھے حیران
کہ اوسکے برہمن شمنم کی قبا تھی

کل اندامی تو اوسکی ہر ادا تھی
کرے تھا حسن مین وہ شاہداری

کہے سر پنجہ کی قدرت کی پیاری
قبا پر جسکی تھے گلہائے رنگین

وہ پہنے تھا عجب مرزائی پوشاک
ہوا مین جسکے اوسکی کیفیت غش

جو دیکھے تھا اوسے آتا تھا اشتہا

سنو عاشق کی اب مجھسے حکایت
کہ ہوش اپنا کرون جسکے حوالے

بیان تجھسے کرون اوسکا فسانہ

گفتگوی دلجوئی صنم با عاشق دلربائش

خوشامد و کیفیت دکاندار بتش

تمہیں فرماؤ تمکو کیا ہی مقصود — متاع آخر دکھانی سب دکانکی
غرض کہ چیز ہمیں سے نکالی — ہوا تھا جنس کا خاطر میں طالب
بہ مطلوب اپنی مولا لب — خریدار و فروشندہ ہو باہم
خریدار دل اور وہ بیچنا تھا — گھڑی دو ایک وہ عیار عاشق
بٹ عاشق کو وہ معشوق بھایا — غضب تھا یار وہ طفل دکاندار
خیال اوسکا دو انسے اوٹھا — اسی سے جب سکا لگ گیا دل
کب اوٹھنے دیتا عشق اوسکو تا دم — یہ اندیشہ ہوا تھا اوسکو لاحق
کیا الفت نے اوسکے دل کو پامال — جو الفت کا لگا سودا اوسے ہاتھ
لگی ہونے ہر اک کو گوں سے وحشت — کبھی چڑھتا تھا وہ اشعار سودا

غیب

سنے کیوں سکا یہ ماجرا دل — کوئی دشمن نہیں عاشق کا ہرگز
تو یہ تا کس سے جا کے سودا دل — ہو دلکو آشنا مانے غلط ہی
جو سچ پوچھو تو ہی خود ہیوا دل — غرض اوسنے ہیو فاکو دیکھے ہی

غزل

ہوا دلکی یہ دولت ہیں گرفتار — بجا اوسطرح یار و بجا تھا
جو وہ مجھسے تو کیوں ہی ہمجار — نہوں اس شہر میں کہ نکلیں
کہ غم ہی میرے غم ہی وہ دلدار — مجھے واں پوچھتا ہی کون یارو
نہوں میں رایت کیونکی اوسکو — مرے سینے میں دل بتا ہیچین
کہ آوے خود بخود میرے طرب وہ یار — غرض عاشق کی یوں کٹتی اوقات
تو کہتا اوسنے ان جی چیز ہے کیا — تو کہتا ہیں دل ہی تجھکو کیا ہوا ہی
بیان کرتا نہ کچھ احوال دل کا — محبت پر نہیں چھپتی چھپائے
کہ عشق و شک نہ انسان کو ہو ہرگز — گنہ تھا یار جو تھے مرد دانا

ہوا کچھ اور سودا اور عالم — دکا نہیں لو سکی جانا تھا ہیں
عرض کی اوسنے جو تجھ کو بچے گا — کہاں کیا ہیں جو تھی اجناس وانکی
ولے باطن میں تھا عشق اوسکا غالب — ہوئے راضی بنا سودا اوسی دم
سخن کرتا رہا اوس سے موافق — ہوا عاشق کا دل اوسپر گرفتار
چھڑانا اوس سے ہی بہت مشکل — کوئی جانے نہ سودا دلی ہی عاشق
لگا بکنے وہ سودا دلی سا رات — کبھی ورد زبان یہ پختہ تھا
گیا دل تجھ سے میرے گیا دل — اگر ہی تو اوسکا دیدہ یا دل
نہیں ہوتا کسیکا آشنا دل — گیا فا تجھ سے میرے کیا مرا دل
کبھی پڑھتا تھا رو یہ غزل وہ — کیا دل نے مجھے رسوا بازار
وہاں بہتیرے اک شوخ دل آزار — نہ یاں شفیق مرا کوئی نہ غمخوار
وہ یوسف کے ہزاروں ہیں خریدار — خدا جانے کہ ہو کسکا طالبگار
کبھی سنتا کبھی گاتا تھا بیہات — طبیعت کچھ مری کیفیت لے
کوئی سو طرح کی باتیں بنائے — کہ دل اسکا کسی سے دو دانا

وہ اپنے موجد سے یہ کر کہتا — کہ دل میرا لغاتے نے بیرحم شیدا — نہ کھلتا تھا کسی پر راز اوسکا — وہاں کوئی نہ تھا اوسکا مسازاوسکا

وے رہتا جہاں وہ خستہ اتنا — مکان سے اوس ہمسر کے متصل تھا — پڑا تھا وہ مکان واقع سر راہ — کہ تھا اک شہر خوبو نکا گذرگاہ

نہ تھا اور وسکے کچھ اوسکو سروکار — اوسے بھایا تھا وہ طفل مکاندار — وہ اکثر بیٹھتا باہر نکل کے — سنوگے حال اوسکا آگے چل کے

خیال اوسکا یہی رہتا تھا اکثر — کہ شاید آوے کوئی ادھر ادھر سے — جو نکلے تھا کوئی واں اوس گلی کا — تو واقع ہوتا اوسکی بیکلی کا

بہت ہوتا تھا شاد اوان سے جسکے — نسلی ہوتی اور چال کی اوسکے — تو خود اوسکی طرف جاتا وہ بیدم — زیادہ دل کو ہوتا شوق جسدم

بظاہر کرکے حیلہ سیر بازار — وہ لے باطن میں مشتاق دیدار — جسے چاہے تھا اوسکو دیکھتا تھا — تھا اک نسبت سی یہ مدعا تھا

اوسی بازار میں اوس اک مکاں تھا — کہ اوسکا دوست اک رہتا واں تھا — وہاں جانا تھا وہ نت خواہ نخواہ — کیا کرتا تھا آمد شد اوسی راہ

وہاں جانے کی یہ باعث تھی کہ اوسکی — کہ رہتے تھے دکان اوسکی پہ تھی — کہ آتے جاتے ہوتا تھا نظارہ

صنم بھی خوب اوسکو جانتا تھا — کہ حیلوں چالوں کی پہچانتا تھا — خریدار سچی چلے سے کسی روز — دکان اوسکے جاتا تھا وہ پیر سوز

دو جانب اوسکے دو دکاندار تھے اور — تھے عاشق سے اوانھی کسی طور — اوہی جب دیکھتے تھے آتے جاتے — صنم کی طرف مونہہ کر مسکراتے

صنم دیکھے اپنے ہمتا کا اسلوب — نظر عاشق پہ کرتا تھا وہ محبوب — کہ خیرہ کرے اک لحظ صحبت

وہ شیریں لب و شکریں تبسم — کرے تھا شرم کے ماری تکلم — یہی تھی روز عید اوسکو میسر

مقابل لوگی جب بنی تھی انھیں — بپوچھو کسطرح ٹلتا تھی انکھیں — دل عاشق غرض ہوتا تھا قائل

کٹی عاشق کی اک تت اسی طرح — صنم کا لطف تھا اور پیر کچھ جور — تو کہہ جاتا صنم سے اپنی حالت

صنم احوال اوسکا سن تو لیتا — جسے پر جواب اوسکو نہ دیتا — اشارہ دین وہ کر لیتا تھا آپ

حریف اوس سے جبھی کچھ کہتے سنتے — ہوئے جب جاتے کے آگے سے ہوتے — اوسے اغیار کی سمجھیں بچارے

میان عاشق و معشوق رسمیت — کرام کاتبین ہم خبر نیست — تو اوسکے دل سے اوسکو راہ ہے ہے

جو اوسکے دل میں ہے جاہیں ظاہر — سو اوسکے دل میں ہے جاہیں ظاہر — محبت کی نہایت ہو تکمیل

جو سنتے رہتے لیلی کا یہ خوان — سنا ہوگا جو گذرا حال مجنون — کہ دی تھی جان ہی دو کو

محبت کا عجائب ماجرا ہے — وہی جا جوش عشق میں پیدا ہے — محبت ایک کر دیتی ہی دو کو

بظاہر محض وہ نا آشنا تھا — کبھی از خود نہ اوس سے بولتا تھا — غرض عاشق صنم سے تھا جو ملتا — ہوا تھا ربط کچھ باطن میں پیدا

کرے تھا خوب مزخرف پسند — ہوئے جیسے طور باہم آشنا میں — جو جاتا تھا وہاں وہ پر ملامت

ہوا یہ رفتہ رفتہ اوسکو معلوم — کہ پہلے اوری بیچا جاتا تھا اوسکو — خریدار اوسکا تھا اوسکو

یہ میرے دوسلے آتا ہی ہر روز — خریداری کی ہے اوری مفہوم — نہیں کوئی جنس اوسکو سروکار

کھلا عاشق پہ معشوق کا رنگ — یہ اپنے دل میں کہتا ہی مر آسوز — تو در خور کی ہوئی کچھ اور ہی صورت

نکالے اوسنے اپنے اوری دو تنگ — نگاہ نے ملاقات اوسکی کمتر — نگاہ چلنے اودھر سے راہ بٹ کر

ادے خطرہ تھا نوش و نوا کا — اظہار حیلہ تھا شرم و حیا کا — اسے اعتبار کا بستہ تھا مگر کا — کہ دشمن کو جنہ کہتے ہیں مسلمان
سدا کہتی تھی ان سے یہ بات — سنو تی اکیلے ہی ملاقات — نظر ہیں اوسکو رکھتے تھے وہ ایسا — کہ دیکھیں کس سے کھاتا ہے وہ کار
ملاتی تھی وہ عاشق سے بہ حیلہ — کہ اوسکے جی میں جو کچھ تھا دلہ — صنم کو گھیر رہتے تھے خود رات — نہ پائی تھی اجی ملاقات
وہاں عاشق کا کچھ چلتا نہ تھا زور — دے تھا اوسے جو کچھ اوسکا جی چاہے — یہی بس تھی اوسکے جی میں خواہش — کہ دن وصل کا کر دے وہ روشن
خدا سے وہ یہی مانگے تھا ہر رات — صنم سے ہو کبھی تنہا ملاقات — الٰہی کون سا وہ روز ہوگا — کہ مجھکو وصل کا نور روز ہوگا
صنم کی بے تکلف دید ہوگی — مرے گھر کون یہ عید ہوگی — ادھر آوگا وہ کب دن الٰہی — گدا کو ہوگی کب یہ بادشاہی
تن تنہا وہ مجھسے کب ملے گا — مرا غنچہ دل کب کھلے گا — مصیبت ہوگی کیونکر مجھکو یہ سہر — کہ اوسکی بزم میں ہو کاہ کو رہبر
عرض عاشق یہی رکھتا تمنا — یہی چین دسا تھا اوسکے سودا — اسی پر تین وہ مانتا تھا — اسیکو خاص مطلب جانتا تھا

رسیدن ایام میلہ آنحضرت و خوشنودن عاشق باین خیال کہ درین میلہ با صنم ملاقات خواہد شد و گفتن عاشق با آشنای واقعہ خود و جواب تقریر آن آشنا با عاشق بیخود

وہ رہتا تھا اسی فکر میں ہر دم — کہ آئے آنحضرت کے میلے کے ایام
مجھے اے ساقی غمگیر ہوش — پلا وہ مے کہ سب غم ہو فراموش
کروں بیخود ہو میں بھی سیر میلا — نے مجھسے بھی سیر یار اکیلا
وہاں تنہا اک محب عاشق کا ہوگا — تمامی راز پنہانی سے محرم
صنم کی کیفیت سے خوب آگاہ — کہ جاتا تھا کبھی عاشق کے ہمراہ
کہا عاشق نے جب اوس آشنا سے — کہ پاؤنگا خدا سے جو مانگا خدا سے
برآتی ہے مرادیں اپنی کسیدن — وصال اوسکا ہی خاطر خواہ گشتن — قریب آتا ہی اب آنحضرت کا میلا — صنم کے ساتھ میں دیکھونگا میلا
کہا آشنا نے بہت بہتر جلیں گے — اسی حیلے سے ہم اوسے ملیں گے — مگر جب ہو یقینی اوسکا جانا — ہمیں معلوم ہو اوسکا ٹھکانا
کہا عاشق نے فکر اسکی نہ کیجے — صنم سے یہ ابھی جا کر کہیے — ادھر اوسکے ادھر سے کہ سنائے — ادھر اودھر کی کہکر اوسکو لائے
سخن آنحضرت کے میلے کا جو آیا — صنم نے روز اوسکا خود بتایا — کہا عاشق نے تم کسدم چلوگے — تبھی سب کچھ لیا کہو کے
کہا آگے کہوں کیا داستان میں — پہر دن کدر سے جا رہگا وہاں میں — پہ سنکر عاشق شیدا وہ سمجھا — کہ فردا جان شادان شاد ہوگا

اضطراب عاشق بروز میلہ باستظار یکپاس روز موافق وعدہ صنم و تسلی کردن آشنای معہود و آخر الامر رفتن عاشق و آشنا بمیلہ و کیفیت اجتماع آنجا و جستن صنم و نیافتن مقصود

کلای بھر کے لا ساقی گلفام — کہ آیہو چاہی وہ عشرت کا ہنگام — مجھے سرشار کر دے بے تحاشا — کہ بیخود دیکھوں آنحضرت کا تماشا
سنو یارو جو میلے کا دن آیا — خدا نے بخت خفتہ کو جگایا — ہوئی جب صبح عاشق پر نمودار — ہوا صد جشن وہ مشتاق دیدار
دل اوسکا تھا فراز بیں پر مشتاق — یہی کی انتظاری اور یہی تھی شوق — کہوں کیا اوسکی روز انتظاری — سرشام ہو گیا تھا بیقراری

کبھی او کھنا کبھی وہ بیٹھتا تھا — کہے تو ہو گیا ہی اوسکو سودا — ہر اک سے وان ہی وہ پوچھتا تھا — کہ او یار و دن آیا ہوگا کتنا

جو کہتا تھا کہ آیا جو گھڑی بھر — تو وے مارے تھا لینا جان پر — جو کوئی دنکو کچھ زیادہ بتاتا — تو او اوسکے پانون پر جا جھکاتا

وہ بیدل پر عجب مشکل پڑی تھی — گھڑی او سکو قیامت کی گھڑی تھی — محب او سکے نے جب یہ احوال — کہی کیون اک پہر ہی تجھکو اک سال

گئے کٹ اتنے دن تجھ بن میرے — پہر مشکل ہی تجھ بیمار پر رے — ترا جلدی تحمل کر ذرا تو — نہ بیتاب اب پہر خدا تو

شتابی کیا لگے گا ہاتھ تیرے — چلیگے ہم بھی اگر ساتھ تیرے — یہ اک سا کان اوسکی گفتگو سے — کہ واقف تھا وہ اوسکی آرزو سے

غرض گذرا سہر آیا وہ ہنگام — کیا دونو نے جلے کا سر انجام — شتابی سے وان اک میدان اوضاع — جہان تھا اوس میلے کا اجماع

وہ مجمع تھا جو تالاب مہاراج — زمین جان اوسکی مثل تختہ عاج — کہون تعریف کیمین اوس مکان کی — کہ خوبی سب ظاہر ہے وہانکی

عجب باغ و عجب تالا تھا وہ — پسند خاطر نواب تھا وہ — برائے سیر اک عالم وہان تھا — عجب میلے کے دن عالم وہان تھا

وہان تھے جمع سارے شہر والے — ہر اک اپنی سی سج دھج نکالے — زادنی تا اعلی سب وہان تھے — وزیر الملک امراسب وہان تھے

ہزارون اہل حرفہ اہل بازار — وہان بیٹھے تھے کس سامان سے کار — تھا بارہ وہان سے کوئی فرقہ — بھی تھی وان فقیر و اہل حرفہ

خلائق کا رہا بس انبوہ وہان — کہے تو اوس جگہ تھا حشر برپا — ہر اک اپنی صدا بیچون بولتے تھے — کوئی کچھ بیچتے کچھ تولتے تھے

کوئی کہتا تھا لو جی جلوہ بین — صدا جسکی کرے تھی دیسہ بین — پکاتا تھا کوئی حلوائی پکوان — کوئی آگے مٹھائی دھرے خوان

کوئی پاپین غوطے مارتے تھے — کوئی باہر گریباں پھاڑتے تھے — کوئی کرتے تھے پوجا اور پرستش — کوئی کرتے تھے اوری کندکاوش

کوئی وان ناچتا تھا کوئی گاتا — کوئی اوری سوانگ اپنا دکھاتا — کوئی انکھیلیان کرتا کسی سے — کوئی اچھل کود تھا کرتا کسی سے

کوئی کرتا تھا اک سو دلنواری — کوئی ہیر اتھا وان گھورا کراتا — کوئی اپنی شہسواری کی دکھاتا

کوئی گبھی کوئی رتھ پر چڑھا تھا — کوئی مونہہ دیکھتا اوسکا کھڑا تھا — کوئی ہیر اتھا اپنی یار کے سا — ہاے مونہہ مونہہ اور ہاتھ ہاتھ

کوئی بیٹھا کسیکا ہمنشین تھا — علا نقش قدم سا خاکمین تھا — کسیکے کوئی گلے مین ہاتھ ڈالے — کسیکا تھا کوئی دامن سنبھالے

کوئی کرتا کسی سے عشوہ و ناز — دکھاتا اپنی معشوقی کے انداز — کوئی کہتا تھا ہان مک برقع تو کھولو — کوئی کہتا تھا ہان مجھسے نہ بولو

کوئی بیٹھا کہین سینہ بھائی — سر سر عمدگی کی سج بنائے — کوئی ہیرا تھا بیٹھا یار ہر سو — پھرے ہی جسطرح دیوانہ ہر سو

کوئی تو ایک جا پر ہو تھا قائم — سخن گیتا تھا یارون سے ملائم — کوئی ہنستا کوئی تھا کھلکھلاتا — کوئی قہقہ کسیکے مرد پر لا تا

کوئی ہندو پنے پر اپنے مغرور — کوئی کافر سنگر شوخ مشہور — دکھاتا کوئی عالم لڑکپن کا — کوئی تھا منتظر اوسکے سخن کا

کسکا کوئی کھڑا موتہہ تاکتا تھا — کسیکا کوئی پردہ جھانکتا تھا — کسی سے ہو تا تھا کوئی بغلگیر — کوئی کرتا کسیکی عفو تقصیر

تھین کوئی کسی سے عذر کرتا — قدم پر اوسکے اپنا سر دھرتا — کوئی تالاب پر کرتا سھان — کہ جسکو دیکھ مہ ہوتا تھا حیران

کوئی تھا کافر پیچ سنائے — جبین پر صندلی ٹیکا لگائے — کوئی جاتا تھا کوئی آتا تھا ہیہم — ہوا جیسے دم کی آمد رفت ہر دم

کوئی پروانہ کوئی شمع تھے وان — تماشائی ہزارون جمع تھے وان — نہ تھا القصہ کوئی ایک بیکار — عجائب تھا تماشا وان نمودار

ہوا عاشق جو عالم کو نکھا دنگ — نظر آیا اوسے وان رہی نگ — پھرا اوس واسطے وان جا بجا سو وہ
صنم کو اپنے نشان اپنے بتایا — لگا کرنے صنم کی جستجو وہ — کہ شاید ہو سہیلان بستنان کرتا
ہر اک سے پوچھتا جا جا ڈھونڈھتا تھا — کبھی جا کر سر تالاب نشر پا — کبھی ستو غبن جا بیٹھے تھا بیتاب
کہان ملتا تھا اوسکو وہ مہ رو مین یار — کہ شاید ہو کسی جا گہ وہ بیٹھا — کبھی بیٹھر تا سو دو گرد نالاب — گر آخر کو تھک اک جگہ وہ
تھا ہر در مین ہر جگہ سے آگے ملتا — رہا ہر چند وان عاشق طلبگار — رہا دور اتا ہر جانب نظر وہ — قیامت کا وہی عاشق اوون تھا
یکایک بخت نے خود یاوری کی — رہا خورشید کی تابش مین جلتا — صنم اوس سکو وان جینا کٹھن تھا — خضر آکے اوسکی رہبری کی
پلا ساقی شراب شعلہ مثال — منع کردن شخصی عاشق را از نشستن آنجا — کہ چل جاوین خرد کے شب وصال
کرون تا جو دیان میلے کا عالم — کہ در تلاش خورشید بود در ہنمائی آن — وہان یار و سہیلا ہے خرم
کہا اک شخص نے معشوق سے آکر — بسوئے بوستان خرم کہ آنجا اجتماع سیر تمام و — تجھے کیا ہو پان لگتی نہین ہے
تجھے گر سیر میلے کی منظور — خوبان و مہاجنان شہر بود و رفتن عاشق — وہان جا بیٹھ تا کے تین خوشی ہو
پھر پھر لوگان وان تھا ہی مجمع — دران باغ و دیدن کیفیت آنجا و بعد تلاش — کیا عاشق نے قصہ مختصر وان
بسیار دیدن صنم را نشستہ در مجلسی و — وہ گلشن دیکھکر بولا قسم ہے
بیان سیر آن مجلس و رو بیدا دصنم و خوبی و — وہ سارا باغ تھا مشتاق و خرم
پوشاک رود او عاشق بیچارہ دران — جدا ہر اک کے خیمے کمڑے تھے
مجلس و ہجوم میلہ — موافق ہر کسیکے ساز و سامان — نہ تھا کچھ اوردان تھا راگ ہی رنگ
کہ دنیا مین یہی باغ ارم ہے — کرون کیا ہین اوس مین گل ازہر کا وصف — نہان آنکے سے آپ بیٹھے تھے واہ
ہوئے تھے وان عجائب لوگ جمع — تمامی شہر کے ہندو و مہاجن — وہان آکے سے آپ بیٹھے تھے واہ
فرینے سے وہان جھنڈے کھڑے تھے — تھی جسکی لمبی چوڑی کرسی کہ جا و — موافق تھا اوسکے خیمہ خرگاہ
معیا دان تھا بے اندازہ و پایان — ہر اک مجلس مین ساماں طرب تھا — نمایان ہر طرف عالم عجب تھا
بجے ہر طرف طبلہ اور مردنگ — دکان آگے رکھے ہر اک دکاندار — وہان بیٹھے تھے کرسی صوفے پہ
وہ آئی آگے آہوئی تھی موجود — عرض جو چاہیے سب وان تھا — عجب رنگین وہ باغ و بوستان تھا
پریشان کیون نہو عاشق بیچارا — وہان کچھ بھی نہین گزرا تھا — کہ اوسکا اور ہی دل لگا تھا
جدائی سے بنائی شکل غم کی — وہ ہر جنسے مین جا جا جھانکتا تھا — ہر اک سے پوچھتا اوسکا پتا تھا
نہ آیا پر نظر وہ غیرت حور — نہ آیا جب نظر اوسکا وہ دلبر — تو بیٹھا اک جگہ مایوس ہو کر
لگا چھٹنے نظر مین سبکے جون خار — لگا کرنے وہان فریاد و زاری — نہایت اہ سے کرتا تھا گزارش
تسلی اوسکی کرتا تھا بہت سا — نہو پیش نظر جب تک کہ لیلی — تو کب ہو دل کو مجنون کے تسلی

وہ کہتا تھا ملیگا یار تیرا — جو ہوگا بخت نیک بیدار تیرا — کیا تھا وعدہ آنیکا صنم نے — اوسی پر تو کیا تھا فیصلہ نے

تمہو تا گر اوسے منظور آنا — تو گاہیکو ہمین کرتا روانا — توقف کر اوسے جھوٹے نہیں ہین ہم — کرینگے پھر بھی گشت بوستان ہم

بہم بیٹھے تھے دونو اس چمن مین — کوئی ڈوبا ہو جیسے گہرے غم مین — نظر آیا دہان اک شناور — کہ رکھتا تھا کبھی وہ بھی کوئی ہنر

وہ اوٹھ کر اوسکے پاس آیا — بہت اخلاق کر باتون لگایا — کہا کیون آپ ہین اسوقت بیحال — یہان جو سیر حاصل ہو سب سے حاصل

تماشا کیون نہین تم دیکھتے ہو — کہو سچ تمکو ہے اب کسکی کد ہو — کہا عاشق نے اوس سے حیرتی ہے — یہ میلے مین عجب کیفیت ہے

مجھے لاحق ہوئی ہے ایک شورش — ہوئی دلکو مرے یہ فکر و رنجش — کہ اک ہمراہی میرا گم ہوا ہان — من اب باعث سے ہون خاطر پریشان

گھڑی دو تین اوس جاگہ مین بیٹھا — پھر آخر دانسے دل عاشق کا اوٹھا — کیا حمد و نعت اوس سے اشارہ — اوٹھو پھر ڈھونڈیے اوسکو دوبارہ

اوٹھا دانسے یہ حیلہ کر کے عاشق — غرض دانسے نہان ہے یار صادق — لگے پھر ڈھونڈھنے منحل بہ منحل

پھرے اوس باغ مین پھر چار سو سے — ہمہ کرتے رہے بس جستجو سے — ہوئے جب جمع سو اوسکے نومید — نوبدی سے نکل آیا وہ خورشید

ہوئی نومیدی عین امید اوسکو — کہا یہ فضل حق سمجھا اوسکو — کہ بعد از رنج و محنت ہے یہ راحت — خدا قادر ہی سب کچھ ہے اوسکو قدرت

بہت غم پر ہے ہین اسباب شادی — سبب ہے مین مراد دین نامرادی — دلیل اثبات پر لا تقنطو ہے — عبث نومید یون کی گفتگو ہے

نہو جسپہ خدا کا سر نگشوف — کرے چون و چرا اپنی وہ موقوف — وہ جو چاہی کرے بندہ ہی مجبور — نہین ہجرت مین اوس سے وصل کچھ دور

ہوا عاشق کو یکجا نت گفتہ دان — جسے تھا ڈھونڈتا آیا نظر وان — کہا یکبارہ او سپر بے تحاشا — وجدنی من طلبنی کا تماشا

صنم بیٹھا تھا اپنی جلس مین وان — کہ تھے سب جگہ کی اہل دل آنکے — عجب تھا اوس جگہ انبوہ یارو — کوئی سنتا نہ تھا جسکو پکارو

جدا گانہ تھا سب سے اونکا مجمع — نہایت خوب و نمکین تھی وہ مجلس — بہت پر غور و نمکین تھی وہ مجلس

و مجلس کی کرون تعریف کیا مین — کہ اوسکے تشنگے تھے ہیچ یا مین — سنار و نمین ہو جیسے چاند موجود

ہوا وہ اوسکے جانے کی خبر ور — لگا خود دیکھنے اوسکی طرف یار — کہا ہمدم نے اوس سے شاد ہو کر — صنم بیٹھا ہی تیرا دیکھ ایدھر

کہا عاشق نے دیکھا ہے نے دیکھا — برائی ہی ہے نے نکی نہ سنا — جسے مین ڈھونڈتا تھا اوسکو پایا — مجھے حق نے صنم کا سونہ دکھایا

ہوئی کوشش مری بر مقصود — ملا قسمت سے مجھکو وصل محمود — برآیا جسطرح مطلب ہمارا — ترے دل کا بھی ہو مقصود سارا

رفاقت تمنے میری خوب کی وا — یہی ہے یار حق دوستی وا — تو پھر موتی ہی آسان حل مشکل

گیا مرکو کہان کھا بیٹھا بی — نہ شیرین سے ہوئی کچھ کامیابی — گیا صحرا کو دیوانہ ہو مجنون

سلف سے آج تک عاشق ہوئے سو — کسی کے کچھ نہ آئی کام تدبیر — اکیلے سے نہین کچھ کام بنتا

مٹا تیری بدولت مین صنم کی — یہ دولت پائی مینے تیرے دم سے — خدا روشن کرے کاشانہ تیرا

صنم کے پاس اک لڑکا تھا بیٹھا — کہ عاشق کیتین وہ جانتا تھا — کہا اوسنے صنم سے تب بیا کر — کہ عاشق دیکھلا ان بھی آہو پہونچا

سمجھ کر وہ بنولا مسکرایا — یہ راز عشق مجلس مین چھپایا — صنم عاشق سے تھا کو دور بیٹھا — ولیکن بتھا بین دستور بیٹھا

کہ عاشق جس جگہ مخفی کھڑا تھا — وہی صورت نظر اوسکے پڑا تھا — نظر عاشق کی ادھر لگ رہی تھی — فقط نرگس کی صورت مکتفی تھی

صنم بھی اوسکے جانب خواہ ناخواہ — نظر کرتا تھا چھپ چھپ گاہ بیگاہ — سہم اڑتی تھیں آنکھیں جو ملی ہی — لگی تھی ہر طرف نظر ونکی دوڑی ہی

وہاں عاشق کی کچھ یو چھو زا ایجاد — کہ اٹھا دم بخود جوں نخل آزاد — نہ حرکت تھی نہ کچھ جنبش تھی اوسکو — فقط دیدار کی کوشش تھی اوسکو

کہوں کیا جو صنم کا تھا وہاں رنگ — ہوا عاشق اوسکو دیکھکر دنگ — تھی اوسکے بر بدن پھلکاریکا چکن — نیٹ باریک طیاری کا چکن

بب سے ساری وہ چکن بنی تھی — دھنک کیا خوشنما اوسمیں بنی تھی — دیکھکر چاند سا وہ رنگ گورا — بدن میں چاند تارے کا وہ جوڑا

نظر کرتا تھا جو اوس نازنین پر — کہے تھا چاند تو اتراہی زمین پر — تھی اوسکے نور سے دو بر مہ روشن — وہ مجلس تک سے تھی اوسکے گلشن

عجب رنگین دوپٹا تھا کمر میں — کہ رنگ اوسکا نہ آتا تھا نظر میں — اوسی انجان اوسمیں اطلس کا لگا تھا — اوگر دو اوسکے بُنت گاہ لگا تھا

بندھی تھی سر پہ اوسکے سرخ دستار — ہوئے جیسے شعلۂ آتش نمودار — وہاں عاشق کھڑا یا میں مجلس — کرے تھا لحاظ آئین مجلس

وہ بزم آراستہ سر کیسے تھی — فقط میلے ہی کی تقریب سے تھی — نہ بنتی کسطرح تقریر مجلس — کہ اونکا جو دھری تھا میر مجلس

ضیافت اوسنے اون لوگونکی کی تھی — نکالی یہ طرح اوسنے نئی تھی — ہر اک کے آگے شیرینی و پکوان — رکھے تھا آپ سر بسر دو اوزخوان

وہ یکوان اور شیرینی کے اقسام — بیان کیجے تو ہووے صبح سے شام — غرض سکو دنے تخصیص تعمیم — اسی صورت سے کی مجلس میں تقسیم

گھڑی دو چار اسمیں اوسکی گذری — بخوبی دعوت سکو ہو نی — کھڑا تھا عاشق اوجاا کنارے — تماشا دیکھتا کرتا نظارے

صنم اودھر فراغت پاکے آیا — کسینے ہاتھ موہنہ اوسکا دھلایا — ہمان آیا تھا سو ہنہ جو وہ عیار — اوسی جانب کھڑا تھا وہ گرفتار

نظر اودسو بھی اوسکی نزدیک آکر — سہم اوسکو اوس سے آڑی نزدیک آکر — صنم پھر اوٹھ گیا مجلس میں واسے — لگا کر آنکھ اپنے نیم جان سے

ہوا جب چار چشم اوس سے دوچار — کہ جنبش لے اوسکے نیم بسمل — ہوا تیر نگہ کا اوسکے قربان

اودسے اوسوقت عالم ہی سنبھالا — وگرنہ کر چکا تھا شور و نالا — توہو جاتا بہت رسوا و بدنام

اگر صبر و تحمل نہ اوسکو ضبط کرتا — ہر اک اس راز سے ہوتے خبردار — نہیٹ ہوتا وہاں رسوائے بازار

حقا ہوتا پھر اوس سے یار جانی — کہ جانا غیر نے راز نہانی — نوک جانے کوئی ہی زخم کاری

ہوکے اس راز کے دو نو نگہبان — رہے بسمل او قاتل مو نو پنہان — کہا راتیر نے میرے فشانا

جو کوئی ہوتے ہیں تیر انداز کامل — او سنیدن ہو تا ہی اتنا علم حاصل — تو چکی سے خبر اونکو ملے ہی

نشانہ اون سے گو دور و نہان ہو — خبر ہوتی ہی اوسکی زد سے اونکو — نشانا ٹھیک اور اک اوسکا برابر

وہ عاشق کے تئیں بھانپتا تھا — خبر تھا اوس سے صورت آشنا تھا — کھڑا دیکھا اوسے وان صورتہ

ہوا اودس سے مخاطب وہ تبکریم — سلام اوسکو کیا اوسنے بتعظیم — سنے اودس نے بیٹھے پھر کے دیکھا

ہوا نت جھک کے دلمہ کا سلام — دیا عاشق نے لکھ خط غلامی — حقیقت میں سلام اوسکا یہ تھا

نہ سمجھ محرانہ عرض بندگی تھی — شہادت کی وہ علت عشق کو ہی تھی — وہاں عاشق کو رہی راہ بھولا — نسیم وصل سے جوں غنچہ پھولا

صنم نے کی جو اتنی دلنوازی — ہوئی عاشق کو کیسی سرفرازی — ہوا تھا عاشق اور سمد کیا ہی دلشاد — مجھے وہ حالت اور سکی آئی ہی یاد

وہی سمجھے گا قدر مہربانی — شکر ہوگا جسکا یا جانی — قدر معشوق کی عاشق ہی جانے — جو عاشق ہو وہی بات انے

گھڑی دو چار امل اجل سے دان — رہا عاشق ٹھہر استاد ان محل — کہا ساتھی نے اب اوس سے باہر — چلو جی بس کرو اب گھر کی لو رہ

ہوئے کب تلک بیٹھو یہاں آہ — نہ اب کب اور میلے کا ہی لشکر — نکل چلیے شتابی تو ہی بہتر

کوئی ساعت میں ہیگا گاؤں میرا — اوٹھاؤ حلد یا نسے اپنا ڈیرا — کہ سکے ساتھ ہی مشکل کا نا

پسر کر تب تو ہیگا لاچار عاشق — صنم کی بزم سے مجبور ہو کر — چلا گھر کی طرف مجبور ہو کر

وہاں سے تھا مکان اوسکا مسافت — پیادہ اوسنے کی قطع مسافت — پڑی کچھ بھی نہ آمد شد کی محنت

گئی تھی پہلے اوسکو شوق میں راہ — تھا جانے میں کچھ رنج اوسکو کوتاہ — کرے ہی عشق میں کیا کیا نہ انسان

ہوا تھا کوہکن فرہاد اسی سے — اوٹھاتا تھا وہ بیستون کا بار — نہ تیشہ تو رتا فرہاد کیونکر

تھی خار اشکافی اوسکو مشکل — کہ رکھتا تھا وہ انیش قدم پر — تھی دشوار قطع ایش اوپر

غرض یہ عشق چلے ہے سو کرے ہیں — یہاں اہل خرد ہیں سارے حیران — پھر اتو بھی تھا وہ خال از ذوق

چلا آیا نیر بیمن وصل کے چاق — تھی قطع مسافت اوسپہ کچھ شاق — نہ تھا کچھ آمد و شد ان سے بیہوش

نہایت بیخود و مخمور تھا وہ — نشہ اوسدم نے تھا جو من تھا وہ — دیا پہونچا یا تھا لے جہاں سے

کئی رستے میں ان مشکل اوقات — پڑا تھا مست اور بیہوش یار کا ساتھ — کہ دو بھر ہوئے تھے اوسکا جانا

بازگشتن عاشق مخمور از میلہ ہمراہ رفیق مذکور و مسیر و ریاندن شتام شب دران کیفیت و صبح بیدار شدن و ندیدن روی صنم و حیران شدن کہ آیا این ماجرا غلط بود یا فی الحقیقت و تسلی کردن آشنا او را کہ واقعی چنین بود اضطراب مکن و پرسیدن از صنم بحکمت

ادھر آساقی بزم من عقل — عدو و ہوشیار و دشمن عقل — کہ آ پہونچا نہ بیخودی کا

جو میلا دیکھ عاشق آیا گھر تین — نہ تھا کچھ ہوش باقی اوسکے سر میں — محب اوسکا سنبھالے گر نہ لاتا

رہا بیخود و مخمور رات بھر وہ — پھکا تھا کیفیت میں اسقدر وہ — سنو آگے اوسکی اور خرابی

سحر ہوتے ہوا غفلت سے بیدار — ہوا جیسے صبح کو منوالا ہشیار — کہ دیدی کل تو کیسا ماجرا تھا

نہ وہ مجلس نظر آئے نہ میلا — پڑا دیکھو یہاں اب کیا ہوا — کہاں وہ مجلس اور وہ انجمن ہے

کہاں وہ کیفیت ہے اور وہ عالم — بیکایک ہو گئی مجلس ہی برہم — مرے دلکو یہی آتا ہی اندوہ

صنم مجھکو نہیں اب دیکھ پڑتا — مرا دل ہی اسی حیرت میں مرتا — جو بیداری میں تھا کل مینے دیکھا

کہون خواب یا رب کس سے جا کر — کرے تعبیر اسکی کون بہتر — جو ہوتا کوئی معبر مثل یوسف — تو خواب اوسے مین کہتا لے وصف

کہون اس خواب کا کس سے فسانہ — کہین گے سنکے مجھکو دو انہ — غرض عاشق اسی فکر مین تھا غرق — ہوا تھا شکل حیرت پای فرق

تھا جب اسکا یہ تھا ہمراز و ہمدم — تمامی خوی بو سے اوسکے محرم — جو دیکھا اوسنے ایسا اوسکا حال — کہا اے عاشق مسکین دلمال

تو کیون ہے اسکدھی متفکر ایسا — بتا تحقیق تیرا حال ہے کیا — بنی ہی کیون تری تصویر حیران — تو ہی کیسو اسلے خاطر پریشان

پڑی ہی کون ایسی فکر تجھہ پر — خدا کے واسطے مجھسے خبر کر — ذرا مجھسے تو کر احوال اظہار — کہ ہون مین بھی ترا ہمدم از آخر

کہا عاشق نے اوس سے سیر ہو کر — اوٹھا ہون یا زمین جسد ہم سے سو کر — عجب عجب ستم ہی مجھکو — سبب ہے جسکے یہ حالت ہے مجھکو

عجائب واردات و ماجرا ہی — کہ جسکی شرح مین دل سوختہ ہے — نجانون راست ہے وہ یا غلط ہے — یہی حیرت مرے دل کو فقط ہے

ہوا تھا کل مجھے معشوق کا وصل — خدا جانے کہ سچ ہی یا کہ بے اصل — سمان تھا ہی اوسکا مجھکو اب یاد — کرے ہی دل مرا آہنگ فریاد

گیا تھا سیر کو میلے کے کل مین — کتی لاکھ ہا نسے تھے مکل مین — وہان اک بانکے بعد از بیکے دو — صنم میرے نظر آیا تھا مجھکو

وہان تھا تو بھی میرے ساتھ ہمدم — تمامی دیکھتے تھے اوسکا باہم — ہوا تھا جو غرض عاشق کو درپیش — کہا ہمدم اوسنے لے کو میش

سنی جب واردات اوسکی سیاہی — کہا ایسون نے تجھکو بیقراری — عبث ہے فکر و حیرانی تجھکو — کہون کیونکر نہ مجنون ثانی تجھکو

نہ یہ ہاجر سے واقعی ہے — صنم کی دید کل یون ہی ہوئی ہے — نہین کچھ دید مین اسکے تفاوت — ہوا تھا جلوہ گر میلے مین وہ بت

تماشا غمین دیکھا تھا جسنے — کرم تجھپر کیا تھا کل صنم نے — گئے تھے ہم اوسکی واسطے وان — دوانے کی طرح قفنان و خیزان

اوسکی چاہ مین ہم پا پیادہ — گئے تھے نیچر جون مست بادہ — وہان کیا کیا نہ سیر و دید کی تھی — مگر تجھپر نہایت بیخودی تھی

اسی سے تجھکو اب تک ہجر ہے — مثال خواب کل کا ماجرا ہے — تو اپنے دل سے کر یہ سو دسہ دور — بیان واقعی ہی یہ تو مذکور

اگر اسپر بھی جاتی نہین شک — صنم سے کچھہ اچنبھے کے تئین تک — خدا کے واسطے تا ہم شبہین آ — ذرا تو دل لگے تئین تو اوسے سمجھا

سنا عاشق نے جب یہ بات ساری — گئی تحقیق اوسے اخبار ساری — ہوا اوس مخبر صادق سے راضی — ہوئی تسکین دل کو اوسکی آخر

یقین دل کی گئی تشکیک والی — کھلی جب عقدہ کشا کی مشکل اوسکی — جو دیکھا تھا وہان سیر تماشا

تعجب سے کہا تھا اوسنے کیا تھا — صنم نے بھی کہا تھا جو کہا تھا — وہ سیر میلہ اور وہ مانع و بزم — غرض ہر آن عاشق کو ہوا جزم

بیان خور عاشق با صنم ماہر بالش و دوستی پیدا کردن آن بیچارہ با ہمسایگان نش

پیا ساقی مجھے اک جام لبریز — کہ ہستی جو رہا ہے جسمین سے — کہ ہون مین بھی ترا ہمدم از آخر

وہ سرتاپا محبت یعنی عاشق — صنم کے عشق مین تھا بسکہ صادق — سبب ہے جسکے یہ حالت ہے مجھکو

دکان اوسکے پہ اما تھا بدستور — کئی اسطرح اوسکی ایک مدت — یہی حیرت مرے دل کو فقط ہے

کہ اپنے جی کی کچھہ اوس سے کہہ بات — کبھی پایا نہ ایسا وقت اصلا — پڑا اوسوقت مین تو اوسے یاد

کہ اسکے خواتین و ہمسا سے اول — سر رشتہ دوستی کا ہو مکمل — پھر اوسکے بعد کچھہ خطرہ نہین ہے — غلل من بعد ادراک نہین ہے

نہین معلوم کس سے اور کدھر جانب — موافق ہوگئے اوس سے وہان سب — ہوئے سب مجھسے بیگانے موافق — لگے سب مجھکو عاشق کو صادق

موافق جب ہوئے اغیار اوس سے — لگا مربوط ہونے یار اوس سے — ہوا آگہ مخالف چرخ کجرو — لگا کرنے جدائی کی تگ و دو

جدائی کی سنے جب کوئی تقریر — سنو کہتے ہین قائل بتقدیر — جدائی کا عجائب ماجرا ہے — نہین یان قدرت چون و چرا ہے

خدا مالک ہے جیسا چاہے سو کرے میان — فلک ہے تختہ تن کے انہین ارکان — غلط ہے گر کہون مختار ہے خلق — خدا ہی قادر اور لاچار ہے خلق

سو احق کے جو بوجھے ہی وہ گمراہ — سخن حق ہی یہی والله بالله — وہ لائق ہی یہ جن راشد کو — کہ نسبت دین سے ہو جنکے طرف شر کو

کہ ہی یہ شرع مین آداب یارو — پر ایسے لوگون سے کیا بات یارو — سنی تم نے حکایت یان تلک کی — پو چھو آگے سیر تنگی فلک کی

سنو اب داستان ہجر عاشق — رسیدن حرف جدائی صنم از زبان ہمدم — کہ کرتا ہون بیان حال عاشق

پلا ساقی مجھے جام لبالب — کہ دوری کا نظر پڑتا ہی دو راب — کہ امروز صنم از نیجا سفر کرد و بفیض آباد

ہوا اوری کوئی دمین چلے گی — نہین پھر عیش کی فرصت ملیگی — رفت و بعد از دو سہ ماہ مراجعت خواہد نمود

وہ بیدل تھا مکان مین بیٹھا بیٹھا — خیال دلستان مین اپنے ڈوبا — و باستماع این خبر مبتلا شد نشش بر نیج و درد

نہ ماضی کی نہ استقبال کی فکر — فقط تھی اوسکو اپنے حال کی فکر

وہ چاہے تھا کہ ہو وصل و تحاد — نجانے تھا کہ ہوگا ہجر ناگاہ — چلا آتا تھا وہ ہمدم مکین سے

جہان ممکن تھا ملنا ملاوان — ہوا ہمدم نظر کر اوسپہ چیرین — صنم نے بھیجکے اوسکو بلندی کی — طریق دلبری و دوستی کی

وہ چیز آن کے کب بولا صنم سے — کہان جاتے ہو تم اب رہنے دو ہمسے — ادھر باندھے کمر جاتے ہو قاتل — خراب اہل عاشق سے نہ ہو نا

ارادہ ہی مگر تمکو کہین کا — او وداسی پر ہے جمہ خانہ مکین کا — کیا اوسنے صنم نے یہ ارشاد — کہ ای عاشق کے ہمدم خانہ برباد

مین فیض آباد کو اسدم روانہ — پڑے گی آہ عاشق پر تباہی — سلام اوسکو تو میرا عرض کرنا — یہ سنکر گرچہ ہوگا اوسکا مرنا

وے کیا کیسے ہی کچھ اوسی صورت — کہ جاتا ہون بیک بالضرورت — کہا ہمدم نے تب اوس سے کہ جاؤ — پھر وے کتنے دنمین یہ بتلاؤ

کہا دو اک مہینے کی ہی تعداد — روان آخر ہوا یہ کہکے تمشاد — محب اوس سے مرخص ہو آیا — مکان پر عاشق مسکین کو پایا

کہا یکبارہ عاشق سے یہ احوال — وہ سنتے ہی ہوا حیرت کا بامال — نظر آنے لگی مرگ مفاجات

لگا کرنے فغان و آہ و زاری — ہوئی اوسکو نہایت بیقراری — کہون کیا حالت اوسکی جو بیتی رات

قلم کی چھاتی پھٹتی ہی رقم مین — کروں کیا حالت اوسکی بیتی تھین — لکھون کس طرح سے یہ داستان مین

نہو عاشق بیچارا کیون فغانی — نہین تحریر کی طاقت قلم مین — نہین بنتی ہی اس غم کی کتابت

لگا دلپر اوسکے زخم ہجرت — پری او سپر بلائے ناگہانی — سیاہی کو رہیں آتی ہی رقت

گیا صبر و قرار و تاب و طاقت — ہوئی معشوق سے عاشق کو دوری — کرے دل اوسکا پھر کیونکر صبوری

نکلنا تھا کسی سے گفتگو وہ — پڑا بستر پہ وہ بیمار ہوکر — نہایت زیست سے بیزار ہوکر

تمنا تھا کسی سے روبرو وہ — نہ خواب و خور سے تھا اوسکو کچھ کام — ہوئی تھی شکل اوسکی جیسے بیمار

نہ دن کو چین تھی نہ شب کو آرام — بھرا تھا درد سے جان و تن اوسکا — محبت وحشت فرا تھا شیون اوسکا

ریختہ

کبھی پکتا تھا وہ دیوانہ پن مین
یہ میرا ریختہ ہر انجمن مین

دوانہ جان کر مجھکو نہ مارو
مین اپنی جان کو تو تا ہون وارو
یہ جاتا ہی یہ جاتا ہی لیے دل
خدا کے واسطے اسکو نہ مارو

زیادہ گفتگو یارو کرو مت
نہ کھاؤ سر مرا جاؤ سدھارو
گئے کیا صنعت اک خون آدمی کے
دل این ہوش او دستکش جارو

سدا اکسیر رہی ہی مشکل ہجر
تراب ایسا بھی سہی جی نہ ہارو

کبھی بھر کر وہ سینے سے دم سرد
کہے تھا آہ رے ظالم آہ بیدرد
کبھی ہو کر پٹے غمگین و محزون
کہے تھا قیس و مجنون

کبھی پتھر پہ سر سے مارتا تھا
کبھی کر بیٹھتا تھا شور و فریاد
زبان حق لاکے کھنہ کو فرہاد

کبھی کرتا تھا ایسی آشکاری
کہ بھر جاتی تھی خلقت جمع ہیں ہر

گویا چشمہ ہوا ہے تازہ جاری
کبھی عشق مع کے گریہ زمین پر

غزل

جدائی کا کبھی جو چیا جو ٹیرتا
کہ دل لگتے ہوئی اوس سے جدائی
قرار و صبر و تسکین ہجر مین آہ
تو فوراً یہ غزل رو رو کے پڑھتا

یہ ہی قسمت کی اپنی کج ادائی
لگے سب بیسے کرنے بیوفائی

مصیبت ہجر کی کب ہم پہ پڑتی
صنم سے گر نہوتی آشنائی
حضوری جسکی کو سلطنت ہے
کسے ملتی ہی اوس کی گدائی

نہو کیون مجھپہ پیغمبر کی عالم
خبر تک نہین کچھ اوسکی پائی
دیا عاشق کے پر درد اغ حسرت
نجانون کیا صنم کے جیمین آئی

مرا ایسا توجہ مجھپہ کرتو
غم ہجرت سے ہو جلدی رہائی

کبھی ون غنچہ ہو جاتا تھا خاموش
کبھی کرتا تھا بلبل کی طرح جوش
کبھی سکو دکھاتا داغ دل تھا
کہ اس لالے سے ہی پیدا ہی گل کا

چہ گلشن مین کوئی لیجاتا اوسکو
نمانا شاخ چمن دکھلاتا اوسکو
نو دو نار نج ہوتا تھا اوسکو
کہ صبر و رت نہین تا تھا خدا کا

نظر پڑتا جو اوسکو سرو آزاد
تو کرتا تھا صنم کے قد سے تشبیہ
جو گل کو دیکھتا وہ پیرہن چاک
صنم کے رخ کو کر جاتا تصور

جدھر وہ دیکھتا سنبل کی صورت
عجب کرشمہ کا کل اوسکو دیکھ پڑتا
صنم کی اپنے انکھین دھیان کرنا

جو بلبل دیکھتا اوسکو گمان ہی
نہ آتی باغمین ہمی اوسکو تسکین
زیادہ بلکہ واں جوتا تھا نالہ مین

صنم کے غم مین اوسنے جی کو کھویا
غریزون سے بھی اوس نے ہاتھ دھویا
گئے تھے طور سے اوسکے بھی ہوش

نہ کہنا وہ کسیکا مانتا تھا
نکرتا پھر کوئی اوسکا مدارک
نہ بن آئی کسی سے ایک تدبیر

مجھے ادبس تھی اوس سے آشنائی
نہ تھی کچھ مجھے اور اوس سے جدائی
اوسے چھوڑا تھا سب نے بن تقدیر

موافق اوسکے کہتا تھا ہر بات
مری ہمرازی تھی خوب پہ اثبات
جو اوسکے پاس مین جاتا کبھی وہ
تو کہتا تھا وہ سب ایسا غم و سوز

غزل پیرے صنم کے در پہ چلوے
عزل پیری کیا اوس نے جو کرتا
جو حسب الحال اوسکے مین پڑھتا

نہ جاہ و حشم کی آرزو ہی
فقط اوسکے کرم کے آرزو ہی
کوئی دنیا طلب کرتا ہی کوئی دین
مجھے حق سے صنم کی آرزو ہی

قرار وصل پر سو نہ سہی تمھارے
ہمین جھوٹی قسم کی آرزو ہی
قدم رنجہ ادھر کرتا نہین یار
جدھر اوسکے قدم کی آرزو ہی

کہو میرے صنم کے در پہ چلوے
حبیب بیت الحرم کی آرزو ہی
عدم اوسکی کمر کو جب سے جانا
مجھے بس سے عدم کی آرزو ہی

نراب اوسکی گلی میں بیٹھ رہے ہے — اگر باغ ارم کی آرزو ہی

پسند آیا اوسے یہ ریختہ خوب — یہ مضمون تھا نہایت اوسکے مرغوب — غرض اوسکو سخن کے ہی بجاتے — اوسکو مرے اشعار آتے

صنم کا نام ہوتا جسمیں مذکور — وہی اشعار پڑتے اوسکو منظور — وہ اکثر دم نجود رہتا تھا غم سے — سروکار اوسکو تھا یا دو صنم سے

نر کھتا تھا کسی سے وہ محبت — سوا میرے تھی اوسکو سب سے وحشت — کسی سے کچھ نہ کہتا بات اپنی — کرے تھا صرف غم اوقات اپنی

جو کرتا وان کوئی کچھ ذکر یاری — تو کہتا رو رو باصد بیقراری — نہ چرچا اوسکا یارو تم کرو یاں — کہ ہوتی ہے مری خاطر پریشان

غزل

پڑے تھا وہ میں غم گین بیدل — یہ میرا رشتہ اوسے مقابل

مجھے یاد آتی ہے یاری صنم کی — نہیں معلوم اس تقصیر سراب

نہ ساتھ اپنے مجھے وہ لیگیا آہ — مرا دل لیکے پھر پیچھے نہ دیکھا

پڑا ہو سابقہ جسکو وہ جانے — نراب احوال میرا کچھ نہ پوچھو

غزل

کبھی ہوتا تھا چکا شل بجان — لبون پر بھی اوسکی گفتگو ہی

بدل جسکی مجھے اب تحسرتی ہے — وہ صورت گو مری آنکھو سے ہی دور

اوسے کیونکر کہون میں بیوفا رنگ — رہائی دلکو مرے ہو کیونکر

سمجھ کر بات کہیو اوس سے یارو — نہ آنسو کو مرے یا ہال کہ تو

جوان اے شوخ ہی وہ تند ہو ہی — نراب اپنی یہی اب گفتگو ہی

صنم آگے کسیکے پاس میرے

رکیختہ

صنم کا جب کبھی مین ذکر کرتا — تو کا ہیکو ہمارا دم رہیگا — ہوا محو اوہ اب اوسی کا

وہ غیرون سے جو ہوتا ہمدم رہیگا — صنم کا گر یہی عالم رہیگا — تبھی تک غیر کی یاری گرم

پیو چھو عاشق مسکین کا عالم — تراب آخر ملیگا وہ تجھی سے — کہان تک غیر سے باہم رہیگا

کہون کیا یارو اوسکی بیوفائی — رہے تھی رات دن اوس کو دوائی — کسی جاگہ نہ لگتا تھا دل اوسکا

دوانہ سا پھرے تھا شہر و بازار — صنم کی چھپا رکھے اخبار — نظر پڑتا جو کوئی قاصد کی صورت

کہ اے قاصد تو لایا ہی کہان سے — خبر ہی تجھکو کچھ اوس مہربان سے — بتا سچ سچ مین تجھکو دونگا انعام

شتابی مجھسے بتلا تو کہان ہے — کہان اوندون چلتو وہ کہان ہی — ترے ہاتھون مجھے کوئی خط لگا تھا ہی

بھلا سر وقت آیا ہی تو شاباش — صنم کا نامہ لایا ہی تو شاباش — اگر آیا ترے ہوگی میری

وہ قاصد سنکے اوسکی گفتگو یہ — بیان کرتا تھا اوسکے روبرو یہ — تو اوسکو پوچھتا ہی کون ہی تو

مین کیا جانون صنم ہی نام اوسکا — کہون تجھسے اب پیغام کسکا — کسیکا کیا تجھے شبہہ پڑا ہے

اے تھا اوس سے وہ ہر چند انکار — قدم پر اوسکے وہ کرتا تھا نثار — یہ عالم دیکھ کر بولے تھے حیران — کوئی ہوتا تھا خندا کوئی گریان

اوئی تو اوسپہ کرتا تھا تاسف — کوئی کہتا تھا مجنوں ہے تو تف — جو قاصد پوچھتا لوگون سے احوال — کہ ناحق کیون پڑا ایسے جنجال

یہ دانگیر ہیر اکیون ہوا ہی — غرض زر اوسکا مینے کیا لیا ہی — تو قاصد سے یہی کہتے تھے مردم — نہ خطہ لاد اپنے جی پہ کچھ نم

یہ آشفتہ ہوا ہی اک صنم پر — لکھی ہی ساری حالت اسکی ہم پر — نہایت بیخبر بیہوش ہی یہ — صنم کے عشق مین مدہوش ہی یہ

صنم اسکا ہو واجب سے جدا ہی — یہ عالم اسکا ہو گیا ہی — خفا اس سے صنم ہونا ہی مشہور — یہان دیوانگی مین ہے یہ مشہور

ترے ہین جم اسکے حال پر سب — کوئی ایسا نہو دیوانہ یارب — یہ قصہ سنکے بت وہ ترس کھایا — کسی حیلے سے اپنے تئین چھڑایا

سنایا پھر وہ اوس سے بار دیگر — روانہ مدھر کو موہنہ چھپاکر — غرض مردم دیکھے اوسکے حال تنگ — وہ فارغبال تھا اپنے تئین سنگ

کوئی کرتا تھا پھر اوسکی یہ تدبیر — کہ اسکو کیجیے اب پابزنجیر — کوئی کہتا تھا نہ ان مین بٹھاؤ — کوئی کہتا تھا فاصد کی کھلاؤ

ہر اک کہتے تھے تدبیر اپنے لائق — تحیر مین تھے سب حکمای حاذق — مجھے یون سوجھی اوسکی حق مین تدبیر — کہ گھر لیچلیے اسکو تن بتقدیر

یہان یہ دوائی از بسکہ ناقدم ہی — صنم کی یاد اسکو دمبدم ہی — کہا سب نے مجھسے ہو بیطلب — کہ ہی دیوانگی تو اسپہ غالب

چلا گا اسکے کہنے سے یہ گھر کو — اے لیچلے گا کون اب اودھر کو — کسیکے ہوہی کہنے مین دوانا — بہت مشکل ہی گھر تک اسکا جانا

اگر تدبیر سے کہنے سے ہو تو بہتر — نشتابی کرو کچھ ہو بدیر مت کر — کہا مینے کہ یارو تم ہو نادان — کرے تدبیر کیا مشکل ہی آسان

جنون کی اسکا بیماری نہین ہے — یہ سودائی کچھ غمزاری نہین ہے — لگاؤ اسپہ نشتر جتنے چاہو — نہین جانیکی تنسے تو اسکی باہو

اسے جبر سے کرنا فائدہ کیا — کروگے پابزنجیر اسکو بیجا — اسے تمسے بہت فرزانگی ہی — اسے کچھ اور ہی دیوانگی ہی

اسے ہی سر بسر ہوشی محبت — محبت نے یہ ہوشیاری کی نوبت — نہین لائق طعن و ملامت — اسے تم اور کچھ یارو کہو مت

گر خاطر سے تمکو ہے یہ مجبور — ہوا ہے یہ بدولت دل کے مغرور — نہ آنے دونگا پھر ہرگز ادھر کو — اسے اب لے جاتا ہون گھر کو

یہ کہکے پاس عاشق کے گیا وہ — کیا آخر وہی جو کہہ اوٹھا وہ — نجانون کا نہین کیا اوسکے ہونگا — کہ راضی ہوکے وہ بولا کہ اچھا

تیرے کہنے سے ہون باہر نہین ہون — صنم کی یاد مین کھویا کہین ہون — مجھے اب گھر کے رہنے سے کیا کام — صنم ہی ہے مجھے یان کون و ام

دکان اوسکی جاتا ہون بدستور — نہین ہون تا ہون لیکن کچھ ممی مسرور — وہان ان روز دن کچھ رونق نہین ہے — مکان کی زینت بالکین ہے

اگرچہ اوسکے سب خویش و برادر — کرے ہین مجھسے خلق اوسکے تبر — ولے وہ خلق وہ خوبی کہان ہے — بڑا فرق زمین و آسمان ہے

صنم بن دیکھکر دوکان سونی — مجھے ہوتی ہی وحشت اور رونی — کرے ہی اسلیے وان آمد و شد — مگر لاچار یہ مشتاق و بیخود

رہا قائم جو لوگون سے تھا اوسکو خوف — مبادا یہ ہنسو اونکو تصور — کہ آخر یہ تو گھر معشوق کا تھا — اگر عاشق تھا تو بیکون آیا

فقط اوان کے لیے ہوتا ہون حاضر — کہ کہنہ بیٹھے نہ اوس سے کوئی کافر — نہین کچھ اعتباری اسکی الفت — یہ عاشق ہے ترا بس بیمروت

ترے پیچھے نہ پھر چھاکا کبھی یان — بھلا ایسا بھی کوئی ہوتا ہی انسان — یہ عاشق ہے ترا آمیزہ خصلت — کہ رکھتا ہی گا مونہہ نہ دیکھے کی الفت

سوا اسکے بڑا اک ہی مطلب — کہ ملتی ہی خبر اوسکی یہان سب — کہا سب نے اسکا ہون مین ضامن — ہی اتنا کام بندے سے بھی ممکن

خبر کا اوسکی مین جو یارون کا — جو کچھ دریافت ہوگی گفتگو کا — تو اوسکی فکر مت کر گھر کی راہ — مین تیرے ساتھ ہون والسلام

ترے حق مین یہی اب مصلحت ہے — تجھے ہر سہ یہان کیفیت ہے — کہان اوسنے السلام چلیے

یہین سے ساقی اب قدمخن کی — یہ بندہ ہی ترے ہمراہ چلیے

لبالب کر مرے ساغر کو جلدی — کہ لیجاؤن اوسے مین گھر کو جلدی

ہوا القصہ عاشق گھر کو آیا — رفاقت مینے بھی اون تک بنا ہی

وطن مین اوسکو پہونچایا مع الخیر — صنم کے غم سے تھا اوسکا برا حال

ہوا استھا رنگ اوسکا زعفرانی — کہ تھا ہائے رے فکر معیشت

کسیکو علم یہ پر گز نہ آیا — کلیجے پر ہی اسکے کونسا درد

معیشت کا بھی غم ہوتا ہی ایسا — کہ تھا تشخیص سے حکما کی باہر

فقط دو ایک کس سے اوسکے ہمراز — بظاہر گو بہت تھے یار و ہمدم

اگرچہ اوسکو تھی یار سے محبت — تو البتہ وہ مجھسے جی لگاتا

صنم کی مین کچھ پایا نہ نشان — اسی خاطر اسی ہی جستجو مین

سوا اسکے نہ تھا کام و کچھ کام — ہوا تب وہ بیدل سخت محزون

مہینے دو کا وعدہ ہو چکا چار — ادھر اندوہ و غم ساعت بساعت

ہوا عاشق کے دلمین غم دچند — نہ ڈالے حق کسی پر ایسی مشکل

کہا تب ایکدن مجھکو بلا کر — سہت کی صبر نے میری رفاقت

کہان تک دلکو سمجھاؤن کہان تک — ہوا دشمن مرا اوسکا تغافل

نہین وانے پھیرو یہ اپنا تک اد — مجھے تو اپنا مرنا سوجھتا ہے

مجھے بتنا ہی اب تو زہر کھانا — مین ایک زنجیر کہتا ہون جو مانے

کہا اوسنے بھلا فرمایئے تو — عبث کہتا ہے تو مجھکو دوانا

تجھے مین دوست اپنا جانتا ہون — کہ اوسکو کیجیے اک خط تو تحریر

جوان اوسکا وہ دیکھو کیا لگے ہی — کہ متوقف ہوا ہی وہ دلارام

کہا عاشق نے کسکے پاس بھیجون — نہین ملتا مجھے کوئی نامہ بر ہے

کہان بھیجے تو خط تو رحم کر کہ — کیا عاشق نے یہ نامہ تحریر

نامہ نگاشتن عاشق صنم را بجویز آن ہمدم و اظہار درد و شکوہ تغافل صنم

صنم عاشق فریب اغیار پر ور — جفا جو سنگدل ظالم ستمگر — لپسوا عرض و نیاز و شوق و بیتابی — یہ اپنا مہ عاکر تا ہون لبالب

مری آنکھون سے تو جب سے ہو لو بر — ہوئی ہین رو رو کے عین نا سور — ہوا غایب جو تو میری نظر سے — مہا ہی سیل خون اس حسب سے تر

ہوا حسن تو مجھسے جدا ہے — مصیبت سے مری واقف خدا ہے — ہوئی جیسے مری قسمت مین ہی — کنارہ کر گئی دے جبوری

گیا ہی آہ تو جسے سفر کو — کیا ہی غم نے صد پارہ جگر کو — مدا ئی مین لکھون کیا حالت دل — تڑپتا ہی مثال مرغ بسمل

نہ دلکو ہجر مین بیتاب کیسے — بلا شک پارہ سیماب کیسے — کہون کیا ہجر مین اوسکی خرابی — نہ پوچھ رہتی ہی اوسکو بیتابی

تف غم سے ترے اے شوخ سرکش — نہ دل ہی بلکہ سرتا پا ہی آتش — جگر سوزان ہمیشہ غم سے تیرے — دل و جان مین لگی ہی آگ سیر

نہین بجھتی ہی یہ آتش بجھائے — تو بر مین جب تلک میرے نہ آئے — خدا کے واسطے رحم کر تو — جلاتا ہی عبث میرا جگر تو

جلے کیونکر نہ میرے سوز سے باغ — کہ مین سینے مین رکھتا ہون شرار داغ — مری گرمی سی اک عالم جلا ہی — جہان جاتا ہون وان آتش لگا ہی

کہے مین لوگ مجھکو دیکھکر یون — الہی یہ کہان سے آیا طوفان — نہین بھائی کسیکو میری سوزش — مرے نالے سے ہی ہر اک کو تابش

نہین غم مین تیرے کوئی میرا غمخوار — مرے آزار سے ہین لوگ بیزار — جو کوئی دوست کہتے ہی مجھے آ کے — کہے ہی اے خدا یہ جلد مر جائے

عجب حسب حال اپنے غزل ہی — غزل

الہی روسیہ ہو شام ہجرت — نہو کوئی مجھسا صید دام ہجرت — سن ہجری اگر نبوی ہوتے — نہ لیتا کوئی مسلمان نام ہجرت

نہو کیون جان لب تشنہ مین عشق — کہ ہی آغاز مرگ انجام ہجرت — اگر دو ایک دن ہو دن تو جیسے — یہان ہین بیشمار ایام ہجرت

کہون کس سے خدا ہی جانتا ہی — جو گذرا مجھپہ کل ہنگام ہجرت — مجھے تم اور جو چاہو سو کہہ لو — نہ دو بہر خدا دشنام ہجرت

نہ اوسکو کہے ہی ساغر زہر — کہین مین جسکو عاشق جام ہجرت

مرا احوال ہی جائے تہ رحم — نہین معلوم کیون پر رحم ہوتم — تجھے کیون مجھپہ آتی ہی نہین دردو — کیا ہی ہجر نے تیری مجھے گرد

تو کیون لیتا نہین میری خبر آہ — کیا ہی رحم دل تیرا کدھر آہ — تجھے مرنے سے میرے کیا ہی پروا — کبھی اک پرزہ خط بھی نہ لکھا

تجھے اب زندگی سی میری کیا کام — کبھی بھیجا نہ تونے مجھکو پیغام — تجھے مین جانتا تھا مہربان ہے — غلط ہی مجھکو جو تجھسے گمان ہی

نہون کیون آپ دشمن تیرے ہی کے — کہین معشوق ہوتے ہین کسیکے — کسی نے بھی وفا اونکی کہی ہی

گیا مر ہجر مین بیچارہ مجنون — ہوئی اک روز بھی لیلی نہ موزون — کبھی شیریں نے اوسکی یاد بھی کی

جفا و جور تجھسے کچھ نہین دور — کہ خوبون کا یہی ہی رسم و دستور — تجھے مین اور کچھ کہتا نہین یار — سنو ہا جان میری مجھسے بیزار

نہین دیتا ہون کچھ تکلیف تجکو — پھرو کرتا ہون کچھ تجھکو سلامت — رہے یہ حسن تیرا تا قیامت

سپردن نامۂ عاشق بدست ہمدم محبت کیش و فرستادن پیش صنم معرفت کیش

دیا مجھکو یہ خط لکھکر اوسنے الوداع — کہا بس اسقدر ہی یاد کچھ اور — کہا مینے کفایت اسقدر ہی — سخن بہتر ہی جو مختصر ہے

سوال اسکے نہیں کچھ اور مضمون — جو مطلب چاہیے سب ہی مرقوم — نہیں کچھ فائدہ طومار کرنا — فقط اجمال ہی اظہار کرنا
پڑے گا کاک صنم عاشق کو مارا — جو سمجھے گا تو یہ اندک ہی سیپارا — غرض ملفوف کر مینے وہ خط کو — یہ سمجھا کر اوٹھایا اوس خوش غلط کو
ابھی کرتا ہوں اس خط کو روانہ — مجھے کیا دیکا اسکا مختصر نہ — کہا عاشق نے حاضر ہی مراجی — ابھی لیجا اگر چاہیے ترا جی
جواب اسکا لے لیکن شتابی — کہا مینے کہ ہی ممکن شتابی — دیا خط مینے آخر نامہ بر کو — ہوا فوراً روانہ وہ ادھر کو
نہ تھا قاصد وہ تھا بیک چالاکی — چلے تھا جلد جون باد شمالی — وہ پہنچا یا تھا یا ہوا تھا — صنم کے پاس کس جلدی سے پہونچا
صنم نے بھی جو اوسکا نام دیکھا — وہان سے الغرض قاصد پھر اجلد — صنم نے جو لکھا تھا اوسکو پڑھ کر — ذرا سنیو اوسے مضمون سے کیا خوب

نامہ صنم در جواب عاشق متضمن بر تشفی و فرزدہ آمدن خود از انجا

سراپا عشق سرتا محبت — ہلاک دوری و مائل بحرت — محبت نامہ تیرا ہمکو پہونچا — پڑھا ہمنے جو کچھ اوسمین لکھا تھا
رقم تھا گرچہ اوسمین حال مجمل — ہوا منکشف پر ہمیں مفصل — جو کچھ تو نے لکھا سچی وہ تھی — یہی لیکن حصول عاشقی ہے
نہین ہجرت سے کیا تجھکو ضرر ہے — دو اے غافل تیری ہان کدھر ہے — ہوا تھا کس لیے تجھکو یہ مفتون — کہا تھا کسنے تجھسے تو یہ مجنون
بھلا ہمنے کیا تھا کب تجھے صید — تو اپنے ہاتھ سے آتے ہو اقید — تجھے گر دا نہ کرتا مبتلا یون — تو میرے عشق مین پڑتا بھلا کیون
تو اپنے دل مین اب آپی سمجھ جا — یہ سچ کہتا ہون مین تجھسے بیجا — نہایت دوری انصاف سے لے
مین تجھسے روٹھ کر آیا نہین آن — کرے ہی ہجر مین میرے جو شکوے — قسم اپنی نہین کچھ میری تقصیر
ترا دو اسکا اپنے لیے دوا ہے — کیا قصداً نہ مینے طرح ہجران — تجھے یہ ہجر تھا مقسوم تقدیر
نہین ڈرتا ہی عاشق زہد و تو سے — ہمیشہ تو نہین رہنے کا مہجور — بہت عاشق کو غم کھانا پڑے ہی — کہ جیتے جی ہی مرجانا پڑے ہی
جسے ہر گز نہو تاب جدائی — صنم کے جور و بیداد و ستم سے — سدا جو عاشقی مین ہے آرام — اوسے عاشق نہ کہیے ہی وہ کاکل
کسیکے ہون اگر ہووے واقعی یار — نہین اوسے نہ بلاوہ کوئی دشوار — کرے وہ کیون کے آشنائی — غلط ہی جو ہو دعوی اوسکی خواہی
اودھر بھی ہوتا ہی گر پروانہ پیدا — ادھر بھی شمع ہی سوزان مکان — وہان قیس شمع بھی کیسے جلے
رہے ہی شمع ساری رات جلتی — وفا مین اوسکے ہی گے نکلتی — زیادہ وہ نہین ہتا ہی عمر مین
اودھر سے ہے مین اجز و بیداد — ہمیشہ رہتے ہین غمگین و ناشاد — بہت انواع سی پڑتے ہین ہا
کرے کیا کیا اونکی بالسداری — کرے ہین کیا کیا اونکی غمگساری — نہین عاشق سے ہرگز وہ ممکن
اور نہین عشق مین ہر چیز آسان — اونہین کوئی محبت ہی انسان — کرم کرتے ہین وے کیا کیا ان پر
سمون محتاج نے طالب ہی ہر چند — وے دل مین پڑ ہوئے ہین سخت خرسند — کہ اہل غرض کیسے ہوتے ہین مجنون
یہ با وصف غنا و بے نیازی — کرے ہین کیا کیا اونکی دلنوازی — اگر یہ ابنیہ متوجہ نہووین — تو اونسے کیا ہوا پنا بھی کھوین

کسی عاشق کے معشوقی جو کی ہو — تو اوسپر کیفیت اوسکی کھلی ہو — وہی سمجھے گا اوسکی خوبیوں کو — وہی جانگا اوس محبوبوں کو

تو اپنے دلمین اب یہ بات سمجھنا — کہ من کو حد اپنی ہوں تعریف کرتا — یہ نفس الامر ہی مینے کہی بات — جو یوں ہو تو اوسکو کیونکر کہوں آن

جو تیرے ساتھ ہنسے کیا — نہ بانچ لاؤں کیا شاہد خدا سے — نہ نگاہیں شوخ سے ہیزار — کہ ضطر آدمی ہوتا ہی اکبار

تو اپنے جیمن مست الرا ہے — کرے ہی یار کی یاری شکایت — خط پیغام کا شاکی بجا ہی — گلہ یہ واقعی تو نے لکھا ہی

نہیں کرتا ہوں اسمیں گفتگو مین — کہ اوسکا ننگ و ناموس ہے یہ — ارادہ ہی مرا اب گھر کا جلدی — جسے ہان غرم ہو اودھر کو چلدی

نہ ظاہر ہے نہ رویا ہے پیرے — ہوا ہے پیشتا یا ہاتھ سے — ہے آئے ہے ہیں دیری نہوگی — تجھے بن دیکھے گو سیری نہوگی

نظر اسنے خط پر کہنا یہ نہ رات — کہ یہ مکتوب تھا اوسکا ملاقات — اسات تجھکو سلامان شامل رکھے — یہ دلمین تجھے اپنی یاد رکھے

ترغیب نمودن عاشق صنم را بوصل خط شادشدن عاشق و کردن دعا ہا

جو خط ایکر کہا اوسکے آگے — نصیب اوسکا ہوا اوسکے جاگے — وہ مکھکو دیکھے ہی ہو گیا شاد — وصال یار مین ہو جیسے بنشاد

کہا اسنے کہ اے ہے وقت — تمھاری یاد مین کرتا ہون وقت — مجھے تھی انتظاری ہی تمھاری — کہو کچھ کلمہ امیدواری

صنم کی ہے تمنا ہی ستاؤ — جواب خط جو ایا ہو سناؤ — ترا آنا ہی اب فال بشارت — کرو سہر خدا کچھ تو اشارت

زیادہ تر محکو اوسکے کرامت — کہون سنتا قدمین اوسکا سدا ہے — کہا مینے کہ ہے کچھ تن بشتابی — عبث کہتا ہی اتنی پیچتابی

کہا اوسنے کہ خط بار تجھکو — کرون کا طالع یار تجھکو — توقف کر مجھے تک بیٹھ ہے — سہو چین اتنا اپنا خط لے

دیا خط اوسکو بے صبر ہوکر — جو پایا یار اوسنے وصل — صنم کا خط جو اوسکے ہاتھ آیا — مکر اوسکو آنکھون مین لگایا

ہوا اوسدم نیٹ شاد فی صاحب — کہا مجھسے کیا یہ تو نے احسان — مجھے کیا دولت نامی لگی ہاتھ — نصرف ہے ترے اے قبلہ حاجات

کہا مینے کہ ملک جملہ تیرا ہے — ترا احسان سب سے کہونگا — کہا مینے تکلف چالے دو جی — صنم کا اپنے لو خط اور جو جی

پڑھا خط اوسنے خط اور کھلکھلایا — کہا اسنے کا صنم کے نامہ پایا — سنا خط سنیا یا مجھے بھی — سنی مینے عبارت جو لکھی تھی

اوٹھاوان اسنے ہمراہ اپنے گھر کو آیا — غم اوسکا اس نے سب بھلایا — صنم کی اوسنے جب خوشخبری پائی — گئی یا اوسکی اور اسکو آئی

ہوا متوقع وصلت شادی — لگی بڑھنے امید کامیابی — بہت تھیں منتین عاشق نے مانی — کہ جلدی ہو کہین مجھپر وصل جانی

قریب رسیدن ایام وصل صنم و بیقراری عاشق و رفتن او بوطن صنم و بعد چندی آمدن عاشق صنم و یکایک بر دکان نشستہ و ملاقات باہم

ادھر ساقی آتا ہی مرا یار — ہوئی وصلت مجھ کو دے پرشتا — مجھے اتنے مہینے کے پھر رہے — کدورت ساری دل کی دور رہے

جو وعدے کے قریب آنے لگا دن — ہوئے ظاہر عجب اسرار باطن — ہوا عاشق کے دلمین یہ ارادہ — کہ چلیے لکھنؤ مین پا پیادہ

کسی سے پر خبر بھی کچھ نہ کہیے — مَیں تنہا اودھر کی راہ لیجے — نہیں تو سن مرے یار و بکرم — نجانے دینگے ہونگے مزاحم

گیا چون تون غرض پھر اکیلا مین — رہا گجپند اوسکی جستجو مین — جہان رہتا تھا وہ شب شمع افروز — اودھر کرتا تھا آمد رفت ہر روز

دکان پر اوسکی اکثر بیٹھا جا — پدر سے اوسکی خبر مین پوچھتا جا — کہے تھا وہ یہی امروز فردا — توقف کچھ نہیں اب آن پہونچا

ہوا اک روز اوسکا بخت بیدار — نظر آیا یکایک وہ ستمگار — نہ تھی اوسکو خبر آنے لگے سے — کہین جاتا تھا عاشق اوسطرف سے

جو آنکلا وہ دوکان کے برابر — پڑی آنکھ اوسکی ناگہ اوس صنم پر — ہوا عاشق کا تب کچھ اور رنگ — نظر پڑتے ہی اوسکے ہو گیا دنگ

گیا اکبارہ اوس سے ہوش و طاقت — ہوئی اتنی بھی پھر اوسکو جرأت — کرے صاحب سلامت اوس سے جاکر — گرے مشتاق سا اوسکے قدم پر

نظر آئی جو شکل اوسکی کتاب — پڑا یہ دل مین اوسکے شہبہ و شک — کہ یارب یہ کوئی شوخ ہی اور — کرون اکبار و رخصت اوس سے کس طور

جہان منظور تھا عاشق کو جانا — گیا تو اوسطرف لیکن دوانا — کہون کیا استیناس اوسکا عالم — پھر اوآن سے تنا لی بعد الکدم

صنم کی طرف جب عاشق پھر آیا — دکان پر اپنی پایا اوسکو تنہا — ہوئی صاحب سلامت اوسکے ہمدم — دو چار آنکھین مین دونون کی چشمک

پوچھو اوس گھڑی کی حال اوسکی — بیان مین کیا کرون کیفیت دل کی — کبھی ہنستا کبھی تھا کھلکھلاتا — خوشی سے وہ نہ تھا پھولے سماتا

صنم کہتا تھا اوسکو دیکھکر وا — کہ تجھکو یہ شادی مرحبا ہے — گیا غم اوسکا سب ملاقات — ہوئی اکدم مین سو دن کی مکافات

دل عاشق پہ جو جو رنج و غم تھے — صنم کے ملتے فورا کالعدم تھے — ولے باطن مین تھا مدہوش بے ربط — بظاہر کچھ خوشی کا اوسکو تھا ضبط

کہی تھا عشق اپنے جی کو رکھ — کیے تھا دل مگر یہ قدم پہ — کہے تھی عقل لیکن الہمارمت کر

سر بازار دوگز اگر دامن — نہ خوش آئے گا یہ ہرگز صنم کو — اگر بوسے کوئی اوسکے قدم کے

غرض عاشق نے اپنے جی کو روکا — وگرنہ ہو چکا تھا خوب رسوا — تو پھر عاشق کی ہوجاتی تھی حالت

صنم کے وصل مین جی تھا تڑپتا — قدا ہوتا قدم اوسکے پکڑتا — اگر کھلتا دعا مین اوسکو دیتا — تصدق ہو بلا مین اوسکی لیتا

ہوئی لوگون کے آنے کی خبر گرم — نہ دیکھی پھر تو یہ صورت مناسب — کہ اپنا ناز تھا وہ بھی چھپاتا

غرض بیٹھا رہا وان جبتک وہ — مزہ مین وصل کے تھا غرق وہ — مزا ہی وصل کا بعد از جدائی

صنم نے بعد مدت وہ تھا پایا — یہ وصل اوسمین عاشق نے بلایا — کہون کیفیت کی کیا برائی

کوئی جب تک تھا وہ شیدا اوسکے نظارہ مین مشغول — کوئی نہ دیکھے یہ کسطرح جانے — قدر اس وصل کی عاشق ہی جانے

وہ شیدا اوسکے نظارہ مین مشغول — مثالی کا مزہ کسطرح پاتا اوا — اوسے کب ہوسکے قدر عیش و راحت

اوٹھا جب آخر الامر اوس مکان سے — رہا بیٹھا وہان تک وقت معمول — رہا عاشق مقابل اوسکے جب تک

کہا اوٹھا جب آخر الامر اوس مکان سے — کیا اپنے مکان آ پھر وہان سے — رہا اوسپر صنم متوجہ بت تک

کہا اوٹھا جب آخر الامر اوس مکان سے — ہوا اٹھا تو پھر یہ عاشق کا دستور — کیا تھا دل مین اپنے آپھی منظور

کہا اوٹھا جب آخر الامر اوس مکان سے — رہا تب تک وہان تک حیرت افزون — صنم کے پاس ہوتا تھا ہر روز

ملاقات اوس سے رکھتا گر خدا یہ — کبھی جی بھر نہ ہوتا وصل سے سیر — نہ تھا عاشق کو وصل یار جانی

اگر دریا کا پانی ہو پیاسے — پیاس اوسکی ہو کم بل زیادہ — پیاسے کو تھا جون دریا کا پانی

اگر دریا کا پانی ہو پیاسے — اسی صورت سے تھا عاشق کا احوال — گیا اکثر کیفیت مین اوسکو یکسال

اوسی تو وصل میں تھی عین بیخودی — اسے فرقت کہو جو حضوری تھی
کرانے جانے میں جو صرف وقاحت — کرے تھا اوس سے خود ہی مسافت
سخا نون کیا صنم کو نشین تھا — کہ عاشق سے سخن کرتا نہیں تھا
جواب اوسکو جو دیتا تو یہ تنگی — کہ کھلتی عشقبازوں پر دورنگی
یہی ہی شان استغنا و غیرت — یہی ہی عشق میں راہی خیر تھا
بلا دیدار و شان بے نیازی — یہاں میرا قدم ہی جانگدازی
یہی ہی حق میں خلق کے بڑے میں — ہزار دل ہی گرفتاں ماری پڑے میں
کسی کے سر نہ لیجے سے اوسے کیا — کسی کی وہ نہیں کھتا ہی پروا
دکھاتا تھا صنم ایسی کھائی — نہ تھی گویا کچھ اوس سے آشنائی
نہ چھیڑو یہ کچھ صنم کا — نہ چھیڑو حد و یاں تک ہے غم کا
تو دور آتی سکی پھر ہو نگران ہو — دکھاتا تھا وہ نت اپنی نئی شان
کوئی کس بات پر اوسے سجد ہو — کسی بس میں ہو تو کہیں وے
سوا اوسکے جہاں میں نہ گذرا تھا عالم — نہیں معلوم استغنا تھا یا ناز
کہ اوسکو جانتا تھا اپنا طالب — کرے تھا جان بوجھ اوسے تغافل
سر مجلس اوسکو ہو نہ لگاتا — نہ تا دیدار آنکھیں چرراتا
اودھر رہتا تھا وہ بیکار صورت — ادھر جلتا تھا یہ پروانہ صورت
صنم واں طرح کرتا بناوٹ — نہیں عاشق سے گویا کچھ لگاوٹ
مجھے ہی اس جگہ اک بات سوجھی — نہو گی یہ کسی عاشق نے بوجھی
تو وہ اپنے تئیں ایسا بناوے — کہ اوس سے یار کو نفرت نہ آوے
کبھی بیٹھے نہ اوسکے ہر میں دربار — کھڑا ہو دور سے کرلیوے دیدار
کرے ہر گز نہ عاشق اپنا اظہار — خصوصاً جس جگہ ہوں جمع اغیار
چھپانا عشق کا مشکل ہی ہر چند — اسی سے پردہ ہوتے ہیں رضامند
نہیں بھاتی ہی اونکو بھی شرکت — بہر حال اونکو دیکھے آپ سے خوش
نصیبوں کے عدو ہوتے ہیں عشاق — کہیں لوگوں سے اسکو بھی مارو
کتنی میل عاشق ہو جو اودھر — پرے معشوق کے ہیں شک

وے تھا اوسکا تو یہ وے
یہ تغافل کو یار دیکھیو غور
صنم سنکر اوسے خاموش رہتا
تھا ناز و ادا تھا
اوسی سے عاشقوں کی
کسی کے بھاوے ہیتا سنا ہی
تغافل نے صنم کے اوسکو مارا
نہو تا تھا کبھی اوس سے مخاطب
توجہ اوسکی ہر کلام آتی
بھلا عاشق نہو کسطرح حیران
خدا شاہد کسیکے ہیں نہیں وے
کہ عاشق سے نہو تا تھا وہ مساس
دکھاتا تھا اوسے شان تغافل
نہ غمزہ اور نہ عشوہ نے تبسم
نہایت شرمگیں شکل و حیا خیز
بنے تھا آپ بھی گویا نگانہ
نہو معشوق اوسکا اوس سے پیزار
کرے وہ طرح جو ہو اوسکے مزے
نپٹ عاشق ہے وہ جانبر نہ ہو گا
کہ ہو معشوق اوسکا اوس سے بیخبر
یہ کیجو یہ سخن میرا فراموش
نپٹ اوسپر رقابت ہو تی ہی شاق
یہ ہے بہت شک کی ہو تو ہی مارو
پرے معشوق کے ہیں جبیں شک

کہاں خوش نے اوسکو بھر کی جا | وہ ہاں ہوسے ہے خواہ نخواہ | یہ شرکت واقعی کسطرح بھاوے | اوسے کیونکر نہ ہو غیرت آوے
کہ عاشق کو ہے اسکی حاجت | جو عاشق ہو تو اوسکو ہے غایت | کہ کام آتی ہی آخر ہمارا وسنکا

رفتن عاشق بر دکان صنم و پرسیدن از براورش کہ کجا رفت و جواب آن

صنم نے خالی دیکھے ایسا وقت | کہ کم ہو غفلت ہنسا ہی درست | مجھے ہمام ہے اکی ساتی | رہے ٹک بھی یہ غفلت ہنسا ہی
سنو عاشق کی اور اک مرد کو | سمجھکر جمعن اوسکو بھیجو واہ | کہا رکی اک | گیا بیٹھا جون ہنسا ہی
صنم نے خالی اوسے دیکھا سکان | ٹرا سمجھا مگر اوسکا ماں تھا | تو صف کرکے جانے اوسکا | ہمارے مہربان بھائی بنھا یا
کہین صحبا کی تمنے دیکھا | نظر ٹیڑی سہیوہ آج مجکو | کہ اوسنے کو | ہمارے مہربان سے ہی رخصت
ابھی آکر کہین اوسے آیا | سنے کر دے اوسکا ایما | ابھی تو جاہے مکتب لشیخی | ہمارے مہربان بھائی بنھا یا
پڑھی ہی کر وسکھو جی | سنی بات اوسکی نا مرضی | کہا جانے نے | ہمارے مہربان سے ہی رخصت
وہ اوسکو کوئی ملک صف | پڑھاوے عرب اوسکو مثل عاصم | | ہمارے مہربان بھائی بنھا یا
کہا اوسکے مدرسے کہان جی | کہا ہمنے جو نکا یا بجی | | ہمارے مہربان سے ہی رخصت
اوسنے کو پڑھا ہے ابن | پسر دنگے وہی اب ہمارا بن | کہا عاشق نے اوسکا نام کیا ہے | کہا ہمنے ابن ہے ابن
تاما سے نام اوسکا ابن | دکان پاس ہمارے بکتب | کہا عاشق نے اوسکو بھاوے | کہا ہمنے ابن ہے ابن
اوسی مکتب مین وسکو بھاوے | سنا ہے اوسکو پڑھاوے | | کہا ہمنے ابن ہے ابن
تمھین اوسپر کرو اب بات | نہین ہمکو ہے اوسکی | | ہمارے مہربان سے ہی رخصت
کہا عاشق نے مجھکو علم کیا ہی | نہین مجھنے بھی لکھنا پڑھا ہی | | نہین ہمکو سمجھ پڑتا ہے بہتر
زیادہ تمسے ہوگا کون قابل | سمجھ سے علم ہوگا اوسکو حاصل | غرض اوسوقت تو عاشق نے ٹالا | کہ دل لینا نہو یہ شہر والا
اوٹھا کچھ عذر اوسکے سمجھنے کے | گیا پھر ہفتے دن صبح ہونے کے | دیکھا پھر صنم کو اپنے اوسدن | ہوا خاستہ خاطر اوس بن
کہا بھائی سے اوسکے بعد اوسنے | کہے ملنے جی مجھنا نہین سچ | کہ دن تھا غریب بین ہی سے ان تک | ہوئی خوبی جبین لالی ہی ہوان تک
پڑھا کر آوہ آہستہ اوسکی | سمجھا کہان کو لی دسکی گھا | صنم کا ذکر پھر باتو نمین لایا | کہا کیا اوسکو مکتب بین بٹھایا
کہا اوسنے کہا نے نہین جی | وہ گھر مین کہیتا ہوگا کہین جی | پہ خدمت مین تمہاری پہنچے گا کل | کہین اسطرح کی باتین مسلسل
تمہارے پاس وہ کل بیگا حاضر | کرو اتنی تو اپنی پاس خاطر | ہماری عرض تسلیم کیجے | اوسے اب آپ ہی تعلیم کیجے
تغیر اسطرح عاشق نے پایا | کہ پٹہ پاہی جبین کو آپ پڑھایا | کہا مین تو بہ پشیم و سر ہون حاضر | ہوا تا بمقدور اپنے قاصر

مجھے کل گھر کو جانا ہی ضرور ہے — نہین سنتے کا کل یان کو صورت — پڑھاتا ہین اوسے ورنہ بمقدور
ہوا یہ عذر سنکر وہ بھی لاچار — نہ دیکھی پھر مناسب اوسنے تکرار — سنا عاشق نے جسوقت یہ احوال
کیا تھا کسلیے یہ عذر تونے — مجھے عاجز کیا تھی ری خونے — ارے دیوانہ تو کیا کیا یہ
تو کیا نادان مجھکو بیخبر سمجھا — نرا ہوس و حواس سدم کدھر تھا — یہ وصلت کے طلب تھی تجھکو
تکرنا تھا تجھے واللہ انکار — کوئی کرتا ہی ایسا کام زنہار — یہ دولت مفت لگتی تھی ترے ہات
ہوئی تجھسے بڑا نی نہایت — مجھے آتی ہی حیرانی نہایت — سدا تجھکو اسکی جستجو تھی
ہی تجھکو ہوس بھی عاشقی مین — ہی رکھتا تھا خواہش اتنے جیمین — اسی تدبیر مین مشغول تھا تو آہ
کیسے ہوگی وہ ایسے ملاقات — کرے یہ خوف خطرہ یار سی بات — نہوتا تھا کبھی دل مین میسر
یا گیا سمجھ نہ تجھکو ایسا فایو — کریگا گو ہزارون سحر و جادو — نہ وہ آویگا ہرگز گھر کسی دن
رہنا ملیگا ایسے گھر مین — نہین آتا ہی یہ ہرگز نظر مین — ہیگی تجھسے جسوقت ملک جان باقی
کیا عاشق نے تب مجھسے یہ ہنسکر — نہوے مہربان اتنے تکدر — سمجھتا تھا مین ایسا ملک مہ خوب
ہوا اک بات ایسے لیکن تب لاچار — کیا تھا اسنے بیمنے انکار — مجھے تھا ہیلے یہ مرکوز خاطر
صنم ہوگا کبھی مکتب نشین کر — کرونگا مین بھی اندفعت اودھر — یہ آتے تھے مجھے اول خواطر
جو اوستاد اوسکا ہوگا مجھسے تنگ — نہوگا وہ مری صورت سے تنگ — بندھا تھا واقعی خوب اسلوب
سعلم کو جو یار اپنا کرونگا — وہان جاکے مین شیرین ہونگا — سعلم سے کرونگا اوسکے یاری
وہ رشتہ فتنہ مجھسے ہوگا مربوط — نہین کوئی شعر ہوگا خالی ازحال — جو آمد شد مری تب گی ہلگم
پڑھانا اوسکا مینے خوب مانا — یہ سوچھی تھی مجھے ہر مر مضبوط — صنم سمجھے مجھسے کرنگا نہین شرم
وہ ہر روز وہ مکان میرے آئے — کیا انکار مینے یہ سمجھکر — نہ تھی تیر کے موجب جو تقدیر — مری حالت کا شارح ہی مرا حال
پڑھانا اسلیے مجھکو نہ بھایا — جو دیکھے گا اوسے ہوگا شیدا — اگر مجھسے پڑھیگا وہ ستمگر — یہ آئی ہماری یہ تھی تدبیر
وہ رقیبانہ مکان میرے آئے — جمال اپنا وہ بیپردہ دکھائے — رقیب اپنا کرون آپی سے پیدا
پڑھانا اسلیے مجھکو نہ بھایا — مین اپنی دید سے بھی باز آیا — مین اپنا عشق ہر ہر سے چھپاتا — کسی مین نہین اپنی سناتا
یہ جتنی بھی مری الفت چھپائے — خبر ہونے نہ پائے پیر ائے — سوا اوسکے بڑا خطرہ یہی تھا — نہو جا اور کوئی عاشق بیسوا
سہی جاتی نہین شکر رقابت — نہو غیرون سے کیون ہمکو عداوت — کمال عشق جسکو جسقدر ہی — اوسے رشک رقابت اسقدر ہی
رقیبہ سے عدو ہوتے ہین عشاق — رقابت مین تو جی کھوتے ہین عشاق — اگر پاوین رقیبون مین وہ قابو — کرین دو ٹکڑے اوسکے دستمالو
رقابت کا مجھے ہی اسقدر رنج — کہ اپنے ہاتھ سے پیدا کرونگا — نہوتا گر مرے دل کو یہ وسواس — صنم کو مین بٹھاتا اپنے پاس
مین اپنی مرضی سے لاچار ہون یان — مرے دل کو ہی ہر طرح آزار — محبت کا یہی ہی مار دلکیا — شریک اپنا نہین جاناسی دیکھا
جو خوش آتی نہین شیرین کسیکو — تو بھاتا کسطرح عاشق گدا کو — ہوا تب اوسکے کہنے سے مین ساکت — ہوئی نائی اوسی مجھسے ثابت

سخن در بے التفاتی معشوق و نیافتن وصل خاطر خواہ و مناجات عاشق از خدا برا

وصل صنم و آنراز صورت بمعنی و بیان حقایق بے ثباتی صورت و عدم پایداری حسن در صنم

کہ مرا ایساقی سیمین بری ہی — کہ طولانی ترے بن یہ سخن ہی — کہ ساری ہوش کی باتیں بھلا دے
تو جہ سے فوراے مہربان کم — سنو عاشق کی باقی داستان کم — لگا کر نے دکانداری بدستور
مرے عاشق سے رکھتا تھا ہی یار — نہ غافل کا تھا اوسکے دل میں انس — کبھی ہو گا وہ مجھسے بے تکلف
کبھی بولے گا مجھسے یار از خود — کبھی مجھپر کریگا کچھ تفقد — کسی بن ہو گی مجھسے کامیابی
یہی کرتا تھا وہ بیمار حالت — الٰہی ہو کبھی تنہا ملاقات — کبھی گھر میں مرے آوے وہ تنہا
یہی رہتا تھا عاشق کو ارمان — اسی تدبیر میں ہمفکر تھا حیران — کسی صورت ہو اوسکی تسکین
خدا سے اوسنے کی اکدن یہ منت — کہ بر آوے اگر بندے کی حاجت — کہ اپنا جان کے مجھسے نہ ہارے
کرے مجھسے تکلم دوستانہ — سنے موجہ سے مرے مرحبا نہ — وصال اوسکا مجھے ہو جسقدر خواہ
جو اکی ہو مرا مقصود حاصل — تو صورت تک مدوں میں کچھ نہیں دل — نپٹ نادانی ہی صورت پر ستی
جو اک لحظہ میں ہو جاتی ہی فانی — عبث ہے صرف ہمیں بدگمانی — عبث خوبی پر اوسپر دل لگانا
یہ سب شکلیں ہیں جو اموا در ہوا — نہیں جسکو کسی صورت بقا ہی — وجود اوسکا نہیں پڑتا کبھی معلوم
جو صورت کو نہیں خود پایداری — تغیر اوسکا ہی اکدم میں کیا کیا — ہوا سا تھمتے ہی ہیں معدوم
مرا پانا ذات جسکی ہو ذاتی — نہ حس اوسکا کہاں ہو گا قراری — تو اسی بات میں تو ہی دل سمجھ
گئی جب سردی آئی جوانی — ہوئیں سب خوبیاں یکبارہ فانی — نظر پڑتا نہیں پھر کوئی طالب
نہ اوس سے اب کوئی یاری کریگا — نہ کوئی ناز بردار ی کریگا — نہ کوئی اوسکا اب خواہان
بھلا عاشق سے کوئی پوچھے ویسے — جسے معشوق تم کہتے تھے نراسے — یہ وہی شخص ہے یا کوئی اور
وہی عارض ہے اور وہی خسار — تمنا تھا تمہیں جسکا دیدار — اسی کم تھے اور بڑھاتے تھے کبھی جور
جواب اوسکا وہ عاشق کیا کریگا — خجالت کیا اسے کچھ ہے نہ آویگا — کہ کچھ اوسکی نہیں تمکو پروا
رہا تھا صنم سے حسب معمول — کیا تھا عشق عاشق نے جو یہ عہد — ہوئی تلخی اوسے شیرینی شہد
کرم کر ساقیا اب تو بھی پھر — ہوئی اکدن دعا اوسکی وہ مقبول
صنم ہے مہربان عاشق پر کی — رہیگا کب تلک ناخوش ستمگر
کیا بدلا عجب اک رنگ گھر سے — ملاقات اوس سے ہوتی ہی بخوبی
صنم نے کی بہت دلسوزی اصغے — نہ تھی عاشق کو جو ہرگز توقع

کہا اکی بہت روز میں آئے — بہت مدت میں یہاں تشریف لائے — کہو ہی خیریت خوش تو رہی جی — یہ سنکر اوسنے جھک کے بندگی کی

کہا شکر خدا الحمد للہ — دعا کرتا ہی تجھکو یہ ہو خواہ — ہوا ہون بعد مدت کے قدمبوس — رہا خدمت سے چندے دور افسوس

پس از مدت مراد دیدار پایا — خدا نے تجھ ترا جلوہ دکھایا — گئے تھی یاد میں تیرے شب و روز — ہوا خدمت میں کیف کار ہر روز

جو کچھ وان کی زبان نے اوسکی یاری — کہی عاشق نے اپنے جیکی ساری — ہوا عاشق صنم سے سخت راضی — کیا بھول اوس گھڑی سب سخت رہائی

نہایت ہو گیا شاد و خورسند دل — ہوئین دل کی مراد اوسکی حاصل — تمنا اوسکے جی کی سب بر آئی — مراد اپنی جو چاہی تھی سو پائی

وہ دو خوبرو لگے کرنے تکلم — تکلف درمیان سے ہو گیا کم — اودھر کرتا تھا وہ بندہ نوازی — ادھر ہوتی تھی اسکی سرفرازی

اودھر کرتا تھا وہ لطف و تفقد — ادھر ہوتا تھا یہ مداح و بخود — اودھر کرتا تھا وہ شفقت زبانی — ادھر ہوتا تھا یہ قربان ثنا نی

اودھر کرتا تھا وہ تعظیم و تکریم — ادھر کرتا تھا یہ آداب و تسلیم — اودھر کرتا تھا وہ الطاف بیحد — ادھر کرتا تھا یہ عجز و جود و شاہد

غرض کیا کہیے عالم اوس گھڑی کا — صنم کی مہر و عاشق پروری کا — لکھون کیا یارون اوسکی بڑائی — ادھر کہتا تھا وہ اک لطف کی بات — ادھر کہتا تھا یہ بان قبلہ حاجات

تنہا اوس عہد مین کوئی اوسکے ثانی — یہ کہتا ہون مین عاشق کی زبانی — فقط اوسکی صورت ہی عجب تھی — ادھر کرتا تھا وہ کیا کیا نوازش

صنم تھا خوبیو نمین شہرہ آفاق — عیان تھا جگ مین اوسکا حسن و اخلاق — بہت معشوق دیکھے اور سنے تھے — جہان دیکھے تھے جیسے سنے تھے

نہوگا پر کوئی محبوب ایسا — نہوگا خلق مین کوئی خوب ایسا — کوئی ایسا یہ ہیمن ساق ہوگا — کسی مین نہ حسن اخلاق ہوگا

خلیق ایسا کوئی جانی نہوگا — کوئی یون خندہ پیشانی نہوگا — نہ پیرتی چین کبھی اوسکی جبین پر — تحمل خم تھا اوس نازنین پر

کبھی معشوق یہ جھنجھلایا نہوگا — کبھی ناخوش اوسے پایا نہوگا — وہ اون روزون مین تھا گو جوان سالہ — ولے تھا عقل مین بڑھون سے بالا

سراپا دانش و ادراک تھا وہ — شعور و ہوش مین چالاک تھا وہ — خدا نے اوسکو دی تھی خوب تمیز — بھلے کے پاس ہوتی ہی بھلی چیز

نہ تھی عاشق سے جب تک سخت یاری — صنم کرتا تھا کیا کیا پاسداری — قدر اوسکی کرے تھا سے زیادہ — سمجھ کر یہ کہ ہی اشرف زادہ

نہ کیون صنم عاشق کی عزت — کہ وہ خود بھی تو رکھتا تھا شرافت — قدر اشراف کی کرتے وہی ہین — حقیقت مین جو مرد آدمی ہین

ولے نہ کیسے ہوون شہرہ آفاق — نہ اون سے حق کسیکو کام دے لے — خصوصاً شوخ طفلان و کامدار — بھلا یہ بھی کسیکے ہوتے ہین یار

صنم سے خوب ہون ہین نامدار و — کہ وصف اوسکا کیا سکتے ہین ظاہر — نہ تھا کوئی واقعی اوسکے برابر — نہوگا شہر مین کوئی اوس سے بہتر

صنم مین جو کہ وصف ہین بیان مین — نہین مخفی کسی سے عیان مین — فقط عاشق نے تھا اوصاف اوسکا — کہے تھا اک جہان اوصاف اوسکا

یہ اک تھا مرغ عاشق وہ پری رو — کہ تھا وصل صنم بہرہ اندوز — ہوا یون وصل خاطر خواہ حاصل — ہوا افضل خدا الحب سبب شامل

وہ دو کان کیا تھی مجلس تھی دل افروز — وہ مجلس کیا تھی بزم حسن نوروز — وہ تھا نوروز وہ تھا عید کا دن — وہ روز عید تھا یا دید کا دن

صنم کیا کیا کری تھا دلکی مالیخا — وہ نہین جانتا تھا کیا ہی بیجا — نہیں بیخطرہ وہ خلوت مین بیٹھا — نہیں بیخطر سے خالی نہ مستی

نہ تھا اون کو کوئی دشمن و نمام — یہ صحبت مل گئی تھی اتفاقی — وگرنہ اوسکی دوکان کیا کم تھی

ہوئی تھی واقع ازیں پیش تر
خریدار و نگاہ تھا وہی اگر کچھ
علاوہ جسمیں ہو اسکا کاروبار
نہ ہو کیوں اوس دکان کی گرم بازار

اودھر جو دیکھتا ہوتا تھا نچھاور
نظر بازوں کی تھی اں آشفتہ منظر
نمو پہنچ بھی لیتا جسکو منظور
صنم کو دیکھکر ہوتا تھا مجبور

غرض چیزے بچیزے خواہ خواہ
خریدار اس سے وہ کرتا فصہ کوتاہ
بہت کرتے فقط آہ و بازاری
خریدار تھی بل جاسانی

نہ کچھ لیتے نہ کچھ دیتے تھے کار
اسی دے میں گذر جاتے تھے دو چار
جو عاشق دیکھتا تھا یہ تماشا
ہنسی آتی تھی اوسکو لے تماشا

کبھی خالی نہ ہوتی اوسکی دوکان
بھرے رہتے تھے وان سب جنس و سامان
گھرے رہتے تھے وان دن و لال اکثر
وہاں رہتا تھا اک ہفتہ دن بھر

گھڑی دو چار تک عاشق اکیلا
رہا اوسدم صنم کے پاس تنہا
رہی جب تک اوسے خلوت میسر
رہا بیٹھا صنم کو دیکھکر

نظر پڑنے لگے جب اوسکو اغیار
وہ غائب ہو اسے آشفتہ لاچار
صنم سے ایک رخصت ہوکے اوٹھا
نہ تھا دیکھے کوئی گر روکے اوٹھا

وہاں سے اوتمہ کے پھر من آیا
مست و خانہ خراب آنکھوں میں چھایا
وہ وصلت سے تھا اوسکا مخمور
رہا اس کیفیت میں اک ہفتہ دور

جو آیا ہوش میں اوسکو مکرر
کیا خوا اوا وگانہ شکر
کہا دلسے جو تھی تیری تمنا
خدا سے تو جو مقصد مانگتا تھا

نہیں باقی رہا اب کوئی مطلب
خدا کا شکر کر مرضی ہے اں رب
ہوا حاصل تجھے وہ مدعا سب
کہ پر لایا وہ تیرے سارے ارماں

تر لمطلب ہوا حاصل ستانی
ہوا مقصد کسی عاشق کا اسطور
ہوا ہی کامراں تجھسا بھی کوئی
خدا نے یوں تجھے دی کامیابی

بہت عاشق ہوئے حرماں نصیب
بہت عاشق گئے مر مر کے محروم
تری قسمت میں بھی گریہ لالی
صنم نے تجھپہ کی یوں مہربانی

وفائے عہد ہی تجھکو مناسب
خدا کا شکر ہی اب تجھپہ واجب
کیا تھا عہد جو تونے خدا سے
ادا سے اب یاد کر رسم وفا سے

کہا دل نے مجھے وہ عہد تھی یاد
میں جلفر دن مجھے جو کچھ سکھایا
خدا کا شکر ہی میرا وظیفہ
بھی ہی ورد شب و روز اپنا

رہی ہی اک ہوس باقی ولیکن
نہیں ہے وہ بھی ہر گز غیر ممکن
کہوں میں راز اپنا یا نہ کہوں فاش
کسی دن اتفاق ایسا ہے کاش

سناؤں اوس سے اپنا ماجرا سب
جو اوسکے عشق میں پہنچا ہوں جو تب
سوا اسکے نہیں ہمپر کوئی مقصد
کہیں بھی ہمسر ہوئے دو

کیا عاشق نے تب دلسے یہ ذکور
خدا کے فضل سے یہ بھی نہیں دور
تجھے اک روز ہوگا یہ بھی حاصل
کریگا حق تری یہ حل مشکل

بار دیگر رفتن عاشق نزد صنم و مہمان یافتن او و عرض حال خود کردن و چند ابیات خواندن روبروی صنم و از مدعا سے خود در پردہ ابیات صنم را فہماندن

یہی عاشق کو دلسے گفتگو تھی
یہی تقریر باہم ہو بہو تھی
مجھے اک جام مے دے ساقیا تو
کہی اب اسنان کا آخری دور

سنیں پھر دو سخنور کی حکایت
اسی اک جام میں ہوگی فراغت
گیا عاشق جو پھر واں سے مکرر
نظر آیا اوسے مقصود ممکن

صنم کو مہربان پایا بدستور
کنار طرف بیخود و بیہوس
کہ زدیک اپنے بٹھلا یا بدستور

گیا بیٹھے اسکے عاشق پاس
کیا اوسنے ور غور بے تصنع
کہ بن میں یار کی جیسے تو لمنع

جو کچھ گفت و شنید اونکی ہوئی تھی
نہیں کیفیت اوسکی کیا بیاں
سخن جو اوسکے وہ شیریں تکلم

کبھی ہنستا کبھی کرتا تبسم
نہ کچھ شکوہ نہ کچھ حرف گلا تھا
کلام عشق کا یہ سلسلہ تھا
صنم کا دیکھکے یہ لطف ظاہر
ہوا عاشق بھی کچھ گستاخ آخر

یہ اوسکے جیمنی پھر اوسنے آیا — کہ کہیے یار سے کچھ قصہ اپنا — بھلا کہ تو صنم سے کہیے احوال — جو گذرا غم میں اوسکے سال بسال
یہ منصوبہ وہان کرتا تھا بیٹھا — کہ کچھ تو کہیے اسدم راز اپنا — یکایک نغمہ سے اپنے خود بخود یار — لگا میر حسن کے پڑھنے اشعار
ہمچھو شعر پڑھنے کا سبب تم — پھر مجھسے اس قصے کو لب تم — کہا عاشق نے جب اس سے کہ جی
کہا اوسنے کہ کیا مثنوی خوب — مجھے یہ مثنوی ہی سخت مرغوب — مگر اسکی مینے سیر کی ہی — مجھے اکثر اسی سے دل لگی ہی
صنم سے جب سنی عاشق نے یہ بات — ہوا اسیر مذاق شعر التفات — کہ ہی شعر و سخن سے یار کو شوق
کہا دو ایک شعر ین مجھکو مین یاد — سناؤن آپ کو گر ہو ارشاد — وہ شعرین جسمین مطلب سرا یا
صنم نے سنکے مسکرایا — کہ اوسکو اپنے حسب الحال پایا — کہ مضمون اوسنے جیسے باندھے تھے
وہ شعرین تھین پڑھا مطبوع و مذوق — ہندی تھا اوسنے تا لے کا مضمون — ہوا خود بند بند مضمون سے آگاہ
جو اوس الفاظ سے ہوتا تھا مفہوم — صریح اوسکو ہوا اوسنے سمجھا معلوم — کہا عاشق نے اے ماہ دوہفتہ
فقط عشاق ہی سمجھے ہین الفت — کہ معشوقون کو بھی ہوے محبت — صنم بولا مثل ہے یہ تو مشہور
کہین تالی بجی ہی ایک کف سے — محبت ہوتی ہی دو نو طرف سے — اودھر سے ہوی ہے آخر انتہا مین
کسی صورت نہین ممکن صورت — کہ عاشق ہے نمونون کو الفت — کوئی کرتا ہی انصاف کوئی ظلم
کہا عاشق نے آہ صد فغان سے — یہی تھا فی الحقیقت غم اپنا — اوسے بھی وہ سمجھکر مسکرایا
عرض عاشق نے حالت دوستی کی — عیان ہی کی یا پرسش نے بھی کی — یہ نوبت عشق مین پہونچی ہی کیونکر
سنیتون نی ہی مجھکو اک گھڑی کل — کہا ہان صنم سوگند تیری — رہے ہی دلکو نت تیرا غم و سوز
نصور مین ترے رہتا ہون ہوش — نہین ہوتا ہی تو پھر گز فراموش — ہمیشہ سامنے گویا کھڑا ہی
یہ مینے بارہا ہے آزمایا — جو شب مینے کاٹی ترے خیال یا — کوئی ہو جیسے بیدار ہی مین موجود
جو خلطہ خواب مین ہوتا ہی باہم — نہین ہوتا ہی بیداری مین اکدم — بیان سے جسکے دل ہوتا ہی بیتاب
وہ خوابون سے اگر شمہ بیان ہو — سخن بڑھ جاوے دونی داستان ہو — کہ تجھسے خواب مین ہوتی ملاقات
یہ سیکر عشق مین رویے کٹے ہے — مجھے تو رات دن سونے کٹے ہے — صنم کا وصل ہونا ہی میسر
نہین واقعہ کچھ پر عجب ہے — کہ تیرے ربط باہم کا سبب ہے — اوسی پر واقعہ یون ہی مقرر ہی
کیا ارسے بلے سنکر صنم نے — کہا یو جیسا تر احوال ہمنے — محبت کو تری ہم جانتے تھے
تر اسب قول ہی شایان تصدیق — محبت کا ہی یہ روداد تحقیق — ہوئی شب اور اوسکے جیمن کی جا
صنم کی دیکھ لطف و مہربانی — ہوئی عاشق کو تازہ زندگانی — لگے آپسمین کرنے اختلاطین
ہوا گستاخ عاشق داستان سے — تکلف اوٹھ گیا سچ درمیان سے — لگے ہونے سخن بلری کے باہم

کہون کیا اوس گھری عاشق کی حالت — لگا تھا ہاتھ اوسکے گنج دولت — وہ کہتا تھا مجھے یہ آج کا دن — بات ہے معراج کا دن
نہین کوئی آرزو باقی کسو کی — زیادہ اس سے کیا ہوگی ترقی — نہان مین ہو جو عشاق موجود — گئے یہان سبھی بے میل مقصود
خدا کا فضل ہے جو چاہتا تھا — ہوے ہین سب مرے مقصود حاصل — گھڑی دو چار تک وہ فارغ البال — وہان بیٹھا رہا خوش و خوشحال
کہون اب احوال اوسکا اس مکان تک — کہا کیسے کے لاؤن تا جہان تک — پھر اسکے آگے شرح دوستی ہے — نہ درد ہجر و رنج عاشقی ہے
نہین کچھ دوستی کی حد و غایت — اوسے کیا کہیے جو ہو غایت کی نہایت — یہی اوسکی حقیقت مرد عجمی — ترقی دوستی کی دن بدن تھی
وہ جب تک شہر مین رہتا تھا یارو — ہمیشہ دیکھتا تھا صنم کو — بلاتا غیر وہان جاتا تھا ہر روز — وہ اکثر اوس سے مل آتا تھا ہر روز
محبت کی عجب یہ داستان ہے — اگر صحبت مین تازہ کیفیت نہ ہو — لکھون احوال ہر روز و مین کیونکر — کہ ہے یہ بیسہ دفتر کے دفتر
کہی جو تھی حکایت ہیر و رانجھا کی — صنم کی جور و بیداد و ستم کی — وصال و قرب تین دن کی محرومی — کہ خود یہان دم بخود ہو مین مقرب
چھپا ہے یہان بہت سے اسرار — کسی سے کچھ نہین کرتا تھا اظہار — وصال و ہجر مین تنہا حال عاشق — کسی سے وہ نہین کہتا تھا مشفق
لکھے پھر کیا کوئی یہان کی حکایت — یہ پہونچی ہو جسے کچھ بھی ولایت — نہ دیکھا پھر کسی نے اوسکو ناموس — بسے ہوتی تھی یارو اوسکی گیا مس
کرے اسطرح سے ہر اک کا باب — ہر اک غالب کا ہوا مذہب مطلب — جسے یہ جا ہون یارون اوسکو لے کر

فصل
بیان اسرار آنچہ در راہ یافتن عاشق در عشق صنم از صورت بمعنی و گردیدن مجاز آئینہ صورت و بیان گردن کلمات توحید و دید و شہود و اسرار حقیقت و معرفت

توقع مجھکو ہی اب سے ساقی — کہ دیوے مجھکو جام عشق باقی — پیا اوسنے وہ ساغر صاف بھرا — کہ دیکھون ہر طرف اوسکا ظہورا
کرے ہی جسپہ چشم فضل و عنایت — ضلالت مین دے اوسے یہ مجال — کرے ہی ہمنمائی جسکی منظور — اوسے نزدیک دے ہی یہ دور
کیا عاشق نے اگر دن اپنے رنگین — چھپا یہ کون شکل آب و گل مین — یہ شکل خوب سے کب ہے جدائی — کرے ہی کون اسمین دلربائی
ہوا تھا دل پہ عاشق کے القا — مقید ہین یہ مطلق جلوہ فرما — یہ صورت میرے حقیقت شہود کی ہے — اوسیکا حسن سب پیش نظر ہی
ہوا عاشق یہ بیٹھا دیکھنے ظاہر — کہ یہ شکلین ہین سب حق کی مظہر — حقیقت کر چہ صورت سے نہان ہے — ولیکن فی الحقیقت خود عیان ہی
حقیقت سے نہین کوئی خالی شکل — یہ سب شکلین ہین وہمی و خیالی — حقیقت ہین یہ سب صورت نما ہین — سوا پانی کے دیکھو اسمین ہی کیا
یہ کھلنا اوسکی جو ہی مشیت ہین — کہ پانی کے سوا کچھ ہین نہین — کھلا عاشق پہ جب یہ سر مکنون — ہوا وہ ہر طرف ممنون
کہ اوسکے عشق مین یہ علم آیا — یہ فیض اوسکی بدولت مجھنے پایا — نہ وصل حق کی کیا کیفیت ہے — مجاز آیا ہی قنطرہ الحقیقت
کرے ہی عشق مین جو کچھ بیکلی سی — حقیقی ہے وہ یا عشق مجازی — نہایت عشق کی ہے کیفیت کی — اوسے تب حق نے اپنی معرفت دی
کھلی اوسپر حقیقت یہ کما ہی — صنم ہی مظہر حسن الٰہی — وہی ہر صورت مین ہے ہویدا — وہی ہر جگہ پنہان و پیدا
وہی ہی جسن پر لیلی مفتون — اوسیکے عشق مین ہے قیس مجنون — وہی کرتا تھا تیرون سے شکیبا دل — وہی تھا صورت خسرو فرہاد

صنم کی شکل میں وہ ہی نہاں ہے — وہی عاشق کی پردے میں عیاں ہے — اوسی کے نور سے ہی شمع روشن — اوسیکے رنگ سے رنگین گلشن
وہی ہے رنگ بوئے لالہ و گل — وہی ہے ہوئے سنبر بلبل — اوسیکا حسن سبکا دلربا ہے — اوسیکا عشق دلمیں سمرا ہے
وہی کرتا ہی زہد اور وہ ہی مے — وہی سمن بی کافر ہی سندی — مقید ہی وہی اور وہی مطلق — پرے بھی اس سے گر کچھ ہے تو حق ہے
فقط تنزیہ گر وصف خدا ہے — تو پھر شبہ میں کیا دو سرا ہے — خدا افضل سے کی جسکو تشبیہ — اوسے تشبیہ میں ہی سر تعزیہ
سوا اوسکے نہ کوئی عاشق و معشوق — وہی خالق وہی ہے آپ مخلوق — خدا تنہا اور نہ خدا اوسکے کوئی رتبہ — ازل سے ایک ہی بات
ہوا اس سے تو ثابت خواہ ناخواہ — نہیں کوئی غیر حق واللہ باللہ — یہ غیریت نہیں جز وہم بیدار — ہزاروں اسمیں ملکت ہیں اور سر
اسی بیدار کا ہے نام عالم — اسی سے ہی تمیز جن و آدم — اسی پر ہی بنائے خلق قائم — اسی پیرو بنائے خلق ہی ہے
اسی باعث سے ہی باہم تفاوت — کجا کعبہ کجا خانۂ بت — غرض اسرار میں حق کی عجائب — وہی سمجھے ہی جسکا فہم صائب
اودھر فرعون اودھر موسی بنایا — ہمارے نو کو آپسمیں لڑایا — اودھر انکار اودھر تسلیم ہی تھی — تماشا تھا عجب یا یکرنگی تھی
حقیقت پر نظر کرکے جو دیکھا — ہر اک تخم اسی کا ہے جہاں پر جا — بظاہر ایک ہے ایک ہی نیک — نظر باطن پہ کیجے دونو میں ایک
حقیقت میں بری کوئی نہیں ہے — کہ سب کچھ ہے تو اسکے ہی نمونے ہے — کہیں اچھا بنا ہی بری چیز — سمجھ کر دیکھ اوسکو اہل تمیز
ولے یکساں نہیں ہے کوئی منظر — کہ دیکھو ایک ہے ہی ایک بہتر — خدا کا مظہر جامع ہی انسان — یہاں ہیں جمع سب انکلب و امکان
جو جمعیت خدا نے اوسکو دی ہے — کسینے وہ نہیں دیکھی سنی ہے — خدا کی ذات ہی انسان کو جانو — تفحت فیہ من روحی ہی مانو

پرسیدن حقیقت حسن و عشق از عاشق کہ چیستند این ہر دو در حقیقت و جواب عاشق و تسلی شدن سائل از تقریر عاشق بر کیفیت

ہزاروں اوسکی ہیں شانیں صفاتیں — کہیں اسرار کی ہم کس سے باتیں
کیا ہی تو نے ساق جب سے سرشار — کھلے کتنے ہی عالم جن و اسرار
عیاں ہر ایک ذرے میں ہیں اسکے — ہیے سودے کی ہم شانیں بیان کے
ہوا اک نہ زمین و آسمان سے — کہ تیرے فہم کے ہیں ہم تو قابل
جو تم فرماتے ہو سو سب بجا ہی — حقیقت میں حسن و عشق کیا ہی
کہا یہ دونو میں حق کی صفاتیں — صفت کہنے کو ہیں دونو کی ذاتیں
بہم ایسی ہیں جیسے ذاتیں دونو — ازل سے تا ابد دونو کا ہی ساتھ
عیاں یہ راز اوسپر سر بسر ہے — نمود اپنی خدا نے آپ چاہی
محبت کا اوسی سے ہی سر انجام — صنم اوسکی نمائش کا ہی مظہر
کہ ہی وہ مظہر مخصوص عالی — جمیل اوسکا سنا نام ہے نے
وہی سب حسن ہے اپنا دکھاتا — اوسکو ہی جمال اپنا سمجھاتا — سمجھتے ہیں اسے جو ذوقونون میں
ہیں دونو عالم معنی ظاہر — نہ محبوں سے ہیں ایسی ہی ظاہر — ہوئی سو مرتبہ ہی دیکھو اعیان
یہ کیفیت نہیں آتی بیان میں — نہیں ہوتا ہی عالم اونکا محسوس — کوئی ہر چند ہووے اونکا جاں

ہین اونکے عاشق و معشوق | سنے ہین اونھین کے واسطے کچھ | عیان ہے اونسے پاک لعنت | کہ ہی صورت مین بچونی کی محبت
کہا تب مینے آشنا صدقنا | سمجھتا ہی مجھکو نیرا کہنا | سہی ہی واقعی اصل و حقیقت | یہ علم آیا مجھے تیری بدولت
ولے اک اور بھی عقدہ ہے مجھے | کہ اوسکے رفع کی قدرت مجھے ہی | کہا عاشق نے وہ بھی کیجے ارشاد | عرض کی مینے اسی فن کی اوستاد
ظہور حسن امرد ہی مین کیا ہی | نسا مین کیون نہین نور خدا ہی | نہین حسن نسا سے کچھ مجھے ذوق | کہ امرد پرستی کا بہت شوق
تمہاری جا مین ہے کسکو ترجیح | بیان اوسکا کرو ہمسے بتصریح | کیا عاشق نے تب مجھسے یہ ارشاد | نہین معراج کا قصہ تجھے یاد
شب معراج مین جب عرش پر | گئے رفرف پہ راکب ہو پیمبر | خدا نے اپنے پاس اونکو بلایا | جمال کمال اپنا دکھایا
نبی پر کی جو حق نے اپنی الہام | ہوا امرد کی صورت پر نمودار | تجلی حق نے کی یہ شکل اختر | جو شک اسمین کرے کافر ہی مرتد
ہوئی یہ سنکے اپنے دل پہ وارد | کہ ہی مطبوع حق حسن الامارد | نہین امرد سے کوئی شکل بہتر | کہ مین امت کے شاید ہون پیمبر
وگرنہ اوس جگہ بشکل نسا کی | پیمبر کو نظر آتی خدا کی | مری امرد پرستی پر غرغرہ | خدا کیواسطے کچھ شک نہ کیجو
ازل سے ہی امارد کی مجھے چاہ | مین امرد دوست ہون والیل باللیل | خدا نے چاہی جب امرد کی صورت | نسا کی چاہ ہمکو کیا ضرورت
جو امرد کی نہ صورت حق پہ مرتا | صنم کو کسطرح سے کہیے کافر | ہوا موصل سحق عاشق کا آخر
صنم کے عشق مین ایسا دلیہ کیا کیا | ہوئی ہین حکمتین حق کی ہویدا | نسا پر کیون نہ دون امرد کو تفضیل | صفت اوسکی سنی ہے تجھ سے تفصیل
کرون تعریف اوسکی یاد کیا ہی | نہ پہونچے گی وہان ہی گر تری عقل | سمجھنے کا نہین کوئی کسی سے | بہتر اب چلکے رہیے

در بیان خاتمۂ کتاب و عذر خواہی از شاعران و استدعای اصلاح از ایشان و مناجات کردن از حق و سبب تصنیف مثنوی و بیان تاریخهای اتمام آن

مجھے ہی سانیا تجھسے تو لا | نہ لائے یاد ضائع کر دھرلا | عبث کہتا ہی تو اب ہو چکی کر | یہان بھی تو سخن کا خاتمہ کر
مجھے اب شاعرون سے ہی درخواست | سہی ہے عرض میری بے کم و کاست | کیا ہی مینے یہ قصہ جو منظوم | اگر نقصان کچھ اوسمین معلوم
کرین اصلاح اوسکی تکلف سے | سمجھکر منصفی ہی تو توقف | نہ کھینچین بجائے حرف نکتہ گیری | یہی ہی التجا شعرا سے میری
مجھے دعوی نہین کچھ شاعری کا | نہین غرہ مجھے دانشوری کا | مرکب ہے خطا ذات انسان | تعجب کیا ہی اوسمے سہو و نقصان
خطا سے مجھکو بھی ہندر کھیو | نظر اصلاح کی منظور رکھیو | نہ تھا کچھ مثنوی دھیان اپنا | کبھی ادھر نہ تھا میلان اپنا
برس دس ایک اس عرصے کے آگے | کیا تھا مثنوی کا قصد مینے | شروع قصہ سابق جو کیا تھا | کہین دو اک ورق لکھا پڑا تھا
نہین بلتی تھی اگے اسی وجہ سے | کہ کیجے اس کہانی کی کتابت | ولے رہتا تھا یہ مرکوز خاطر | کہ اس آغاز کو کرنا ہے آخر
ہوا ان روز وقت اسکا مکرر | یہی چین خیال آیا مکرر | کہ آخر ان دنون بیٹھے ہین یکبار | نہین ہر گز کسی سے کچھ سروکار
بیان کس سے کرون حال دل ریش | غم درویش ہے جان و مہ و خویش | نہ پوچھو اونکو رنج و اندوہ | ہجوم غم ہی اور فکر و تکا انبوہ

کبھی دل سے نہیں خالی یہ تشویش — رہے ہر روز و شب سو فکر دیکھیں
لہٰذا مجھکو اب یہ فکر سوجھی — کہ ہم اپنے میں بند سیر یو جھی
تفکر اور سب بہلاوے تجھے — کیا القصہ پھر میں معمول
فقط اب مثنوی کی فکر کیجے — ہو مثنوی کی طرز شغول
ہوا آخر یہ قصے کا سر انجام — خدا کے فضل سے پہونچا باتمام

مناجات

الٰہی جسطرح تیرے کرم سے — ملے دولت یہانکی یہی وہانکی
مرادیں ہون ہی جلد سے حاصل — جو دین و دنیا میں ہو نکی
رہے عاشق صنم کے ساتھ خندان — سخن گو ہمرے کر دنیا میں سرسبز
قیامت تک رہے میرا شجر سبز — ہر اک اس مثنوی سے دولت یابی
دعا دیوے مجھے جو عاقبت خیر — جہانمیں عمر کی کیا پایداری

فراغت پائی میں نے اس رقم سے — مجھ وہی نعمتیں دونو جہان کی
مری خاطر سے ہو تشویش زائل — جو مجھ دوست ہیں کر انکو دلشاد
او حسن عشق ہو او نکا دو چند — کسیکے دے سخن عالم میں محتاج
سخن گو ہمرے کر دنیا میں سرسبز — ہر اک اس مثنوی سے دولت یابی
دعا دیوے مجھے جو عاقبت خیر — جہانمیں عمر کی کیا پایداری

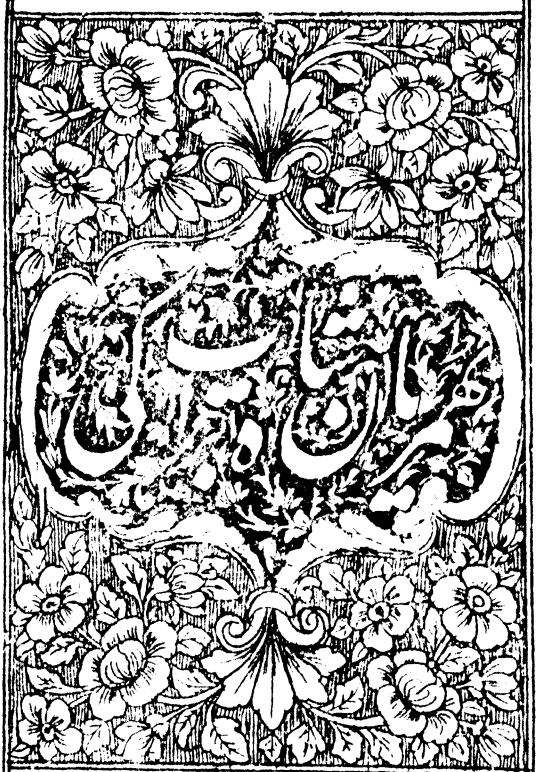
تاریخ از مصنف قدس سرہ

ہوئی تاریخ اسکی دلکو درخواست — کہ کیجے فی البدیہہ کم و کاست — حروف تہجی یہی فوراً رقم کی — بجا ہے داستان عاشق صنم کی

دیگر

کیا مینے خرد سے پھر یہ فی الفور — کہ تاریخ اسکی کہیے آپ اوپر — پر اوسمیں تعمیہ اک حرف کا ہے — کہا اوسنے کہ کیا مشکل ہے کہدو
بھلی یہ داستان ہی تازہ دارد — ہی جسکا تعمیہ وے اظہار و

به عون صنّاع یکتا و مکافض فضل خلّاق مین و مان



مطبع نامی منشی نولکشور مین بطبع مرین مقبول جهانی



بسم اللہ الرحمن الرحیم

آیو بسنت بھیمین منواری	اُسنگ چلین سب باری کنواری
کوئی عبیر لیے بھر جوری	کوئی بناے رہی پچکاری
کوئی بجاوت دف کوئی گاوت	کوئی ڈگر مان ناچت ٹھاڑی
دیکھو تو کیسے بن بن آیین	سندر نار وئی کی سنواری
کان گلال لگائے مکھ پر	رنگ سے بھجی چونر یا ساری
آپ ہی سورج مین دھوم مچی ہی	ہوری کھلت ہے سام بہاری
آپ بجور رہے سب کو رنگ دے	کوہے تراب اس حیثر کھلاری

ولہ

آیو رے آیو بسنت سہاون

بہیاں پکڑ جھٹ چھین لے کام — بور دے رنگ مان پاگ چھوری
کس موہن کا بس ہین کہے تین — ماتھہ ملت ہے راوھا گوری

مان تراب کا کہنا اتنا
مان نگر بھگان کشوری

ہو جسمت کے ڈھیٹھ لنگور — کاہیکو موہ کا رنگ مان بورے
جانور سے بھاگ مان لگاون — پتد پیرو ہے ناحق ہورے
یاد کر اپنی رادھا جی کو — بھول گئی جو من سے تورے
توری پریت کا کون بھروسا — ایک سو تورے ایک سو جورے

پریت کی ریت تراب سو سیکھے
جیت مرت جو کبھون نچھوڑے

اونند لال کنور برج راؤ — ہوری مان ایسی نہ دھوم مچاؤ
اپنی سکھی کو چاہ سو کہہ دے — اور کا ایسی نہ گاری سناؤ
بور نہ رنگ مان ہرکا ہو کو — دیکھہ سمجھکے عبیر لگاؤ
انگ نہارت تاک کے مارت — یہ تو برا ہے تور سبھاؤ
تین برج راج ترے ہت پرجا — کاہو جتن ناتشے بچاؤ

مورتی تو آنکھ تراب سون لاگی
کیسے کروں چت چوری رہے لوگو

ہان ہان سوکا نہ چھینہ مکھیا — ہون تو درشن کی تھوری
ہنج ناگا اک ہم ہین بست ہین — اور بہت ہین سانوری گوری
تکسی ہون آجی سندر سوا اپنے — ساس نند کی چوری
پھینک نہ لال گلال نین پر — اوڑھر ہے ان چونر موری

رنگ سو جو بور رہے نہ موری چونریا
کہیلون تراب وہی سنگ ہوری

سیسے ہان انکھ پیا سنگ لاگی — چونک پڑی سپر سوئی نہ جاگی
پیو چھٹ کو دنین ہے اپنا — یہ سپنا کیسے کاکے آگی
پھاگ ماسونین پیا بل سب ری — جاگون اکیلی مین تو اجاگی
رنگ رنگ کی دے ساری پہرین — جو مین اپنے پیا رنگ پاگی

ہون تو رہت بیراگ مین نسدن
جب سے تراب بھئے بیراگی

پھاگ رچھیون اکیلی پیا سنگ — تجرمت سو موری جاے بلاے

اونکی پر کھہ کا دو کھہ ندیجے
کھوٹے ہین اپنے دام رے گونیان

گیان یہی مین نراب سے پایون
ہر یاری مین رام رسے گونیان

کیسے نہ مورا جیو گھبرا سے
پیو لو گیو بدیس رسا سے

رو رو مو کا کٹت ہی نسدن
کو ونہین لاوت پیا کو سنا سے

تم تو رہت پیا سکھ مان
جانے نراب تمہاری بلا سے

برہ کی ماری مین تو دئی
اُسے دئی ناحک پیت کری

پیہ کا دکھ پیا چھین چھن باڑھت
سکھ نہین پاوت ایکو گھڑی

سوئے پیت مان روے کٹت
تو پر پیت یہ کیسی پڑی

کھولے لٹین وہ کا ہو سنگھ
پڑ گئی مورے گرے پھنسری

کون جتن جنجال سونکسون
بال بال ہون بندھی سکری

کانم چاہین تو پیت نباہین
تہ سے نراب نکچھ سپری

ہمری سبھا مین وہ آوت ناہین
بیٹھہ رہا سون کی جتا مین

من جنگا تو کھوتی مین گنگا
ہی یہ کہاوت جگمین بکھانی
آگ لگے بچھرن کے بن وبن
گیون گنگا تھون نامین پچھتانی
پیو نرموہے کی بات کہون کا
نیہ لگای سہت پچھتانی

واتو رہت ہی شراب کے سنگ مان
جاکی لئے ہون منتنین مانی

سیاپو چونگ رہس رس کے بھلی جتن سون مین رات جگانی
جو بھور ہوتے پیا سدھارے پھیو کرو ہمارو داگی

شراب موری تبھانپو جھوٹ نہین موسا کو وا بھاگی
مین آج کیسے نہوون نکل موہے تو پیشک سالا سوگی

کاسو کہون دکھ انپو دئی
پیت نئی کی ریت نئی
ایک نجر دکھلاے موہے مارا
کاہو جتن پھر سدھ نہ لئی
ایسے نٹھر سو کام پرو ہے
آنکھ لگاے مین جی سو گئی
پیت لگاکے واسو جگ ما
ناحک مین بدنام بھئی
درد نہین کاہو کی جن کا
وتے گئے مو کا پیر وہی
پیر پرائی جو جانت نا ہین
کیون دئی اونکی پیر دئی
وہ نر موہی کہا نہین جانت
موہ میا کا کو شکئی

جب سے تراب پیا کو دیکھون ۔۔۔ مٹکو نہین موریے من کو پتیوا
کون کہے رس پیا سو جاے

کل نہین من کو بل نہین تن کو ۔۔۔ جب سے گئے تم آنکھ لگاے
کیسے تراب پیا کو بھولون ۔۔۔ وہ تو گیو موریے ہیے مین سماے
کچھ موی سو لجات نندلورا برنا

سوتن کے سنگ کھیل گوا وت ۔۔۔ اچھی طرح دن رات نندلورا برنا
سوی ترابسو ہنس ہنس بولت ۔۔۔ موسے نہین مشکات نندلورا برنا
کہہ نہ گئے کچھ موسے سنتیان

آئے آنبر سدھارے سبیرے ۔۔۔ رہ گئی من کی من ہی کو نیان
ہی تورے ماتھ درشن کا ظم کا ۔۔۔ لاگون ترابین توری پتیان
ارے موکا دکھائے سنتیان کا نگرا

کا پیکو بھولی بھٹکتی پھیرون بین ۔۔۔ سیدھا اودھر کا بتا دے ڈگرا
ہان ہان ترابین تیری ہون ۔۔۔ وارون کی شہ پیرن من سگرا
ولہ

کانھ کنور کے کارن رادھا ۔۔۔ تن سے بھئی پیری دیوری

ولہ

جب سے ترابپیا کو دیکھون ۔۔۔ مٹکو نہین موریے من کو پتیوا
کون کہے رس پیا سو جاے

کل نہین من کو بل نہین تن کو ۔۔۔ جب سے گئے تم آنکھ لگاے
کیسے ترابپیا کو بھولون ۔۔۔ وہ تو گیو موریے ہیے مین سماے
کچھ موی سو لجات نندلورا برنا

سوتن کے سنگ کھیل گوا وت ۔۔۔ اچھی طرح دن رات نندلورا برنا
سوی ترابسو ہنس ہنس بولت ۔۔۔ موسے نہین مشکات نندلورا برنا
کہہ نہ گئے کچھ موسے سنتیان

آئے آنبر سدھارے سبیرے ۔۔۔ رہ گئی من کی من ہی کو نیان
ہی تورے ماتھ درشن کا ظم کا ۔۔۔ لاگون ترابین توری پتیان
ارے موکا دکھائے سنتیان کا نگرا

کا پیکو بھولی بھٹکتی پھیرون بین ۔۔۔ سیدھا اودھر کا بتا دے ڈگرا
ہان ہان ترابین تیری ہون ۔۔۔ وارون کی شہ پیرن من سگرا
ولہ

کانھ کنور کے کارن رادھا ۔۔۔ تن سے بھئی پیری دیوری

بیڑا مندر وا رکھو جن سونا — دیکھو تو لے اڑیا ہمری
بھول گئی کس سرت اور گھر کی — کاہے نہ لیت کھبر یا ہمری
باٹ چلن بھیو دور بھر ہمکا — چھینکے ہین بیری ڈگر یا ہمری
تم چیت کاظم کا کو پکارون — کون سنے یہ گہر یا ہمری
دکھ کی پھہاری پرت ہی دیکھو — بھیجے پیا وے چونر یا ہمری

یا ہی عرج ہے تراب کی حجرت
یار لگاؤ نور یا ہمری

کیسے مین لاگون پیا کے گروا — چھپ چھپ جات گئے کا ہر وا
کہہ بتن سو کہہ مندن سو — آئے جو مورے مندر وا پیر وا
بیری نندیا رہے نس جھانکت — سوے نیا یون مین ایکو پہر وا
چین سو سوئی تراب پیا سنگ — موندے انیے دسو دوار وا

وا کے تو سنگ نہین غم تنکو
سکھی رہے اس سو را جیر وا

سورے مین لاگیں گی نیان کہوا ور سنگ کاہے — تیرا کی ہوئی پیا ہی سو راجی ہی کا چاہے
ہمہ شہر پر زخوبان منم و خیال ماہے — چہ کنم کہ چشم بدبین نکند بکس نگاہے

سب رنگ پھیکے تراب کے آگے
جو گیا رنگ کی اوری بہار

کیسے پڑے کل جیکو ہمارے
ملکا بچھڑ گئے پیم پیا رے

لکھ بیرت ون بیتت سگرو
رین کٹت ہی گن گن تارے

یا ہی اندیس مان سدھ بدھ بھولی
سدھ نا لیتی جب سے سدھارے

تھاک گیون کہہ کہہ سکے سندیسا
لکھ لکھ پتیان ہم تو ہارے

جو لے آوے تراب پیا کو
بر ہون وا پر تن من وارے

موری تبھاش کا نھہ کہت ہی
ہین تو ری بات پر گان نہ یون

ان بان ہمری یا ہے
جھک کے دس کیمیو آن نہ یون

جان کہو سے وہ جان کہت ہے
کیسے کہون پھر جان نہ یون

وارون گی جان تراب پیا پر
جان دہون پر جان نہ یون

کا نھہ سو رو رو کہت ہے راجا
کان کی پیر سہی نہیں جات

نیکا گھار لگو ہر دے مان
جان کی پیر سہی نہیں جات

جان دے مو کا تراب صبر کرو | جان لیہون ایمان نہ لیہون

نینا تو لاگے ہمارے بجوگ

بجوگ اوٹھت ہے پران چھٹت ہے | جب سندہ آوت ہی وہ سنجوگ
مین دکھہ ماری کھڑی روودت ہون | تا حک ہنست مین مو کا لوگ
ہون تو مرت ہون درس کی بھوکی | مو کا دکھاؤ نہ موہی بھوگ
او کھند ایکہ تراب چلت نان | پیو کا بردگ اس جیو کا ہی روگ

ملار

جا رے نیکو اے آؤ گھنبریا | بن رہے پیا کونی نگریا
آوت ہینگھو نہین جات چتاون | چھاے رہی یاہی دلیس بدریا
آوت آوت برس لاگے | کاہیہہ دلیس کی بھولے ڈگریا
پپیہا کبھون پیو پیو کرت ہے | مین تو رت ہون آٹھو پہریا
کہہ ہیرت مو کل نہین نسدن | کھن آنگن کھن جاؤن اٹریا
آپ نہ آئے نہ پیتا بھیجی | بتیاں ہی بر کھایون ہی سگریا

کو سمجھاوے تراب پیا کو
کو دوسرا تو نا ہین وا کو دوسرا

چڑھ کے اٹاپر دیکھہ سکھی ری — آوت ہی کوئی گا گا بولا
سندیان بدلیں کہا مکا ساون — نسدن جی کو رت سے کو لا

ڈور لگی ہے تراب سو موری
کیسے اکیلی مین جھولون ہنڈولا

ہو نر موہی کہان پلنھاسے — لاگو اساڑھ تم آجھون نہ آسے
پیو بن روسے کٹت ہی نسدن — رت برکھا مو ہین کچھہ نہ سہاسے

کوئے آوے تراب پیا کو
وہ تو بیرے ہین بس مین پرائے

بیچ ڈگر پر جنجت ہون ٹھاری — پانون کنپت کیون جی سو ہار
کاسو کہون مان پھنسی ہون — بات نہین کوئو پونچھین ہار
تکسی ہون مان اکیلی مندر سو — ساتھی رہے سب واہی پار
کاکو پکارون مین دئی ماری — کوئو سنت نا موری گہار

گزبن کون تراب کھبر لے
کاظم پیر کی مین بلہار

سکھ جو برسات کا قسمت مین نہین ہے بدا — بھری برکھا مان پردیسی ہمو سو سجدا

وا تو لگو ہے ترآب کے گروا
جا سو لگی توری آس سکھی ری

گھاو لگاوت ہیہہ مان کاری	یہ دئی ماری بدریا کاری
برست ہی مان تم گھر ناہین	ترست ہی برہن دکھیاری
سیج پیرت ہیہہ آگ لگت ہی	رو رو اتسون بھیجت ساری
برسن مان کو دو درسن پاوے	ہون تو نیا یون ایکو باری
درد ترآب کی کا جانے دو	دیکھے جو ناری بید سوانا ری

شہانہ

دیو بنی کو مبارکبادی	نیکو سلونا پایا بنرا
چال سہانی مسانی چلت ہی	بنری کا من بھایا بنرا
انکھ اوشا کے دیکھت ناہین	لاج بھرا نر مایا بنرا
کہون نہ کہین سسرارکے سارے	ہے نر سیلا لجایا بنرا
سیج سلونی کی کھاکے گاری	رس بھری رس سون رسایا بنرا
کچھ تو بنی نے کیا ہے ٹونا	بن دیکھے جو لبھایا بنرا
دیکھ ترآب دعا شو تیری	کیسا بھلا بن آیا بنرا

چالن ہار بسے ہین اچانک | رہے بابل توری نگری سو بس رے
سات سہیلی تا پر اکیلی | سنگ نہین کو ایک دس رے
گونا چالا نتر اب لگو ہے | جو کوئی روکے واکو نہ بس رے
یہ جگ ہی سب بیہر کا گھر | تن سے جو رہ تو بن سے نکس رے

تخمیس

۱ مخمس

سیکنی باہر کسی جور و جفا سے دگر | ہر کجا باشند بیداد تو غوغائے دگر
مثل تو نبود شمگارے و خورائے دگر | چون تو نازے سے نباشد گبر و ترسائے دگر
نیست در خوبان چنین شوخی و رعنائے دگر

۲ گلرخو نکالر کمین مین کیا سہالگتا ہی قد | خوشنما ہوتا ہی کیسا اہر دون کا خال و خد
خط سے ہر عارض دکھاتا ہی جوانی کی سند | سبزہ چون بالد غرور سادہ روئی کم کند
حسن مرغولی دگر خط است بیمے سائے دگر

۳ کیا ہوا او نے ادا سے ایک دو ماری نہین | سیکڑون دے جلائے اکدم مین آفرین
کسطرح کیسے کہ وہ قاتل سیجا دم نہین | تا ننشیند دم قم بازنی از لبش کردم یقین
می شود پیدا بہر عبدے مسیحائے دگر

۴ دیکھکے خوبون کی صورت پیرہے مین عاشقون کا | زلف کو کہتے ہین کافر تب مسلمان ہنود
پیارے تو مجھکو نہ دکھلا اپنی کاکل کی نمود | رنگ و بو نے زلف لیلی قیس را مجنون نمود
در سواد زلف تو ہر موئے سودائے دگر

کیا ہوا عارف کے موند پر ہی بلا کی نقاب	وہ تو ہر صورت بین معنی دیکھتا ہے حجاب
طعن کیا کرتا ہی مجھپر منکر خانہ خراب	التفاتم سوے خوبان نیست بوجہے ترآب
دررخ الیشان ہے ہیم تماشا دگر	

خاتمۃ الطبع

حمد و ثنا اوس ناظم حقیقی کو کہ نظم کلیات عالم اوسکے ادنی انتظام سی ہے اور ہزارون درود اوس نقطۂ انتخاب دیوان رسالت پر کہ داستان شق القمر اونکے ایک منقبت احترام سے ہے خوبیان باصفا کو نوید ہے اور ارادتمندان حضرت شاہ ترآب علی قدس سرہ کو بشارت جاوید کہ اندون کلیات اردوے جناب مغفور بمطبع عالی متعالی جناب فیضمآب محیط بخشش و عطا دریاے کرم و سخا درۃ التاج مروت و نیکنامی معدن فتوت و والا کلامی منشی نول کشور صاحب واقع شہر لکھنؤ محلہ حضرت گنج بماہ جون سنہ عیسوی مطابق ماہ جمادی الاولے سن یکہزار و دو صد و نود و سہ ہجری نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بین بہت عمدہ اور صاف و درست کرکے چھاپا گیا ہے حضرات مشائخ کے لیے کہ تقت یادگار اور عارفان کے واسطے معرفت بیشمار ہے معتقدان جناب مبرور لازم کہ اوسے مکرر مطبع صاحب ممدوح بمعمول لیویں اور ان رات اوسکو پڑھا کریں اور اہالیان مطبع معلی کو دعاے خیر سے یاد فرماتے رہیں فقط تمت

ماشاء الله لاقوة الا بالله

شجرات سلسلهٔ عالیهٔ قادریه و قلندریه
وچشتیه وطیفوریه وسهروردیه
وفردوسیه ومداریه وغیره منظم
فرموده حضرت شاه
تراب علی قلندر
سره

در مطبع نامی منشی نول کشور بطبع گرید بار دوم



بسم الله الرحمن الرحیم

بعد حمد خالق ارض و سما
هم پس از نعت محمد مصطفی

میکشم در سلک نظم دلپذیر
مجملاً نام همه پیران پیر

کامدران جمله ز لطف کارساز
از دو شاهنشاه گردیدم مجاز

اولاً از والد خود با یقین
آن شه کاظم رئیس العارفین

کو ز طفلی کرد ما را تربیت
در شریعت هم طریقت معرفت

بعد ازان آن شاه مسعود و ولی
جانشین سید باسط علی

کو مرا از لطف خود بگرفت دست
بیعتش کردیم او پیر منست

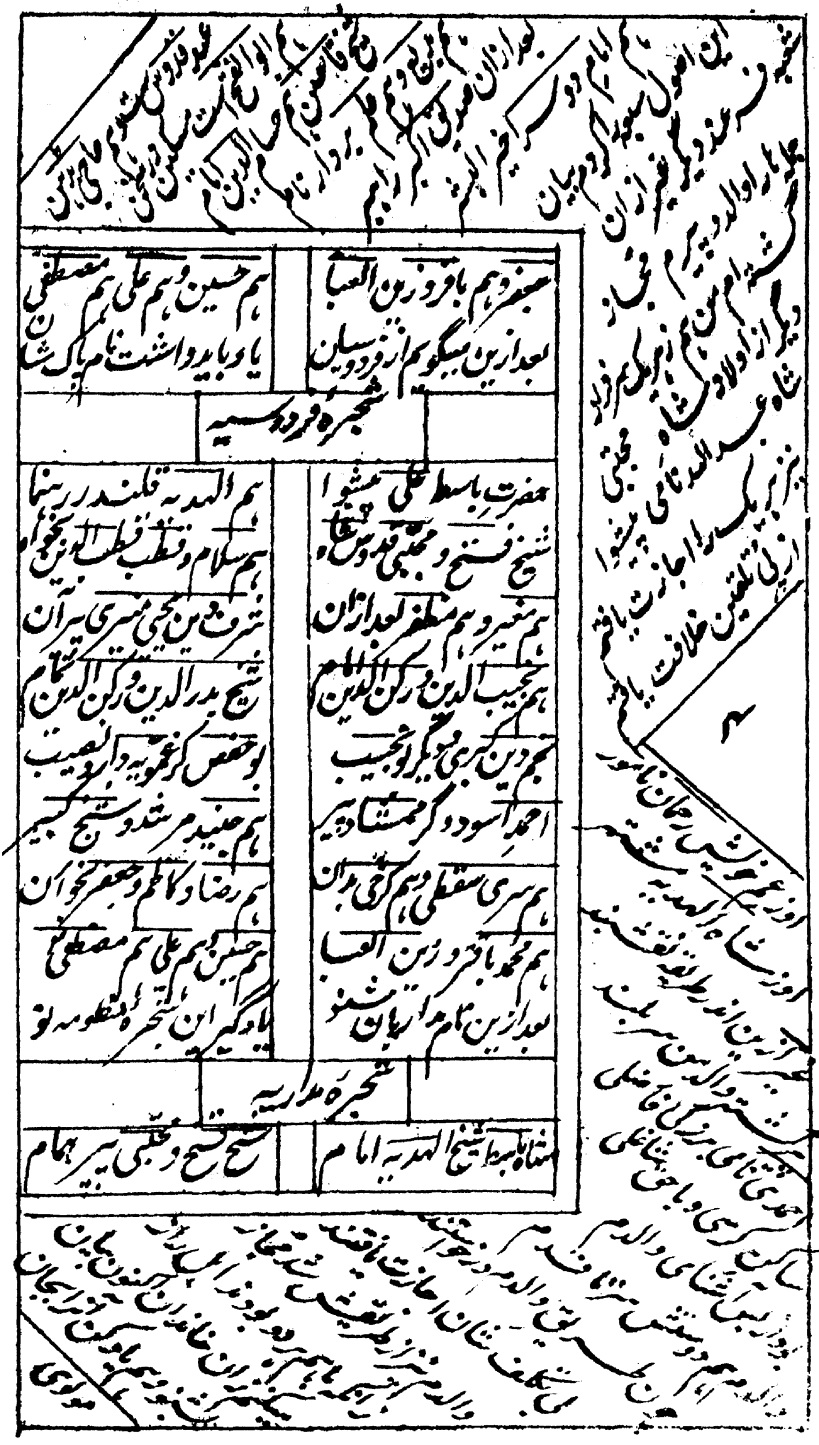
فیض یاب از باسط آمد هر دو شاه
یک خلیفه یک خلف بی اشتباه

شجرهٔ قلندریه

شاه باسط هم المدیه امام — شیخ فتح و مجتبی قدوس نام
هم سلام و هم محمد قطب خوان — قطب دین بینای دل هم بعد ازان
نجم دین و خضر رومی ولی — هم عزیز مکی و ختم النبی
بعد ازان از پشتیان حق زنم — نام پیر انش بتو ظاهر کنم

شجرهٔ چشتیه

شاه باسط المدیه مرشدش — شیخ فتح و مجتبی قدوس و نعم
هم سلام و هم محمد قطب پیر — قطب دین هم نجم دین و مستنیر
خضر رومی قلندر مشتهر — قطب دین کامل معین الدین گر
شیخ عثمان است و هم حاجی شریف — پیر او مودود چشتی ظریف
هم ابو یوسف محمد با ابو — پیر او احمد که چشتی بود او
شاه ابو اسحاق دهلو و منور — هم ببیره هم حذیفه زاهبر
شاه اوهم هم فضیل با تمیز — شیخ عبد الواحد این زید نیز
هم حسن بصری و هم شیر خدا — هم شه کونین احمد مجتبی



مولوی احمدی وشاه لال | مرشدش سید محمد با کمال
هم علیم الله وهم آدم بنور | احمد وهم باقی بالله الشکور
خواجه اسکنی وهم درویش شاه | هم عبید الله احرار آله
خواجه یعقوب وبهاء الدین دگر | پیر او میر کلال آی نامور
خواجه بابا او علی رایتنی | خواجه معروف هم عارف اجی
عبد خالق عبد والی نامزد | یوسف ست و ابو علی فارمد
ابو الحسن خرقانی ست بایزید | جعفر و قاسم وسلمان آی مرید
بعد از ان صدیق خیر المرسلین | نسبت جعفر ز آباده وعین
هر چه از پیر و ز والد یافتم | در سلاسل این قدر کردم رقم
هم مجازم از بزرگی اکبری | در طریق چشتی وهم قادری
یعنی از خواجه حسن کان نیکرای | خرقه ام داد و اجازت نیز داد
نام پیر ایشن هم اکنون گویمش | از پی این شجرات ای نامور
اولا گویم من از پیران چشت | از حسن مودودی اهل بهشت
شاه علی اکبر محمد میر هم | شیخ امیر الله پر تاثیر هم

خاتمة الطبع

الحمد لله والمنة که کتاب
اردو منظوما مشتهر
شاه تراب جو کہ اہل زمن
مطلع نطاقی واقع کانپور میں
باہتمام شاہ ... پرودان
مطبع دعوت الحق سوانحا

یات مومن - نہایت پاکیزہ ولایتی کاغذ چھپائی
ن بے نظیر - مجموعۂ کلام شعرائے قدیم غزلین اور
ت اور ترجیع بند لائق دید شاعران نازکخیال
یوان امیر مسمی بہ مراۃ الغیب - یہ دیوان شاعر
اکل منشی امیر احمد صاحب متخلص بہ امیر کی تصنیف
سے ہے اور اسکے چھپنے کا ایک زمانہ مشتاق تھا
بار اول مطبوع طبع فلائق ہوا -
دیوان غالب دہلوی اردو - کئی مرتبہ مختلف
مقامات پر طبع ہوا اور بیحد خریداروں کی خواہش
باقی رہی آخر میں اس طبع میں بمنقول مطبع نظامی
سے طبع ہوا -
نغمۂ عندلیب تالیف حکیم قطب الدین صاحب باطن دہلوی تذکرہ شعرا
مثنوی زینت انجمن در مدح نواب غوث محمد خان
والی جاورہ -
مثنوی سعدین - تصنیف منشی انوار حسین صاحب
مسوانی متخلص تسلیم -
سرو دغیبی - مولفۂ سید محمد علی جویا جامع صنایع تاریخی
مثنوی خرسنگ عشق - مصنفہ منشی طوطا رام
مرحوم شایان
مثنوی جوہر عشق مصنفہ منشی نصیر الدین احمد صاحب
تخلص نصیر اس کتاب میں واردات گذشتہ کا
صحیح بیان ہے -
مثنوی معدن الفیض - در مدح حضرت رسالت پناہ
صلے اللہ علیہ وسلم اشعار مدحیہ بطور مخمس
و مسدس ہیں -

دیوان جبار مشہور شاعر مرزا حسین بیگ
متخلص جبار -
دیوان شہیدی - مشہور شاعر
گلدستۂ نعت - محمد واحد علیخان قصائد مدحیہ
سرور کائنات تصنیف مولوی جمیل الدین احمد صاحب
ہفت خوان منظوم - تصنیف مولوی عبد الاحد صاحب
متخلص بہ نظامی ہفت بند ملا کاشی کی طرز پر زور
طبع دکھایا ہے -
مجموعۂ واسوخت - یہ مجموعہ دو جلد میں ہے
اس میں شعرائے نامی و نامور کے عمدہ عمدہ
واسوخت ہیں
دیوان بحر اسرار حقیقت مصنفۂ حضرت مولوی علی احمد صاحب الرسلین
دیوان واسطی مصنفۂ سید مولوی فضل رسول
صاحب بہادر -
قطعہ منتخب مولفۂ مولوی عبد الغفور صاحب بہادر
دیوان عاشق مصنفۂ پنڈت کنہیا لال صاحب
تخلص عاشق -
شاہد عشرت مولفۂ مولوی عبد الغفور خانصاحب بہادر
سخن شعرا ایضاً شعرائے متقدمین کا اردو تذکرہ
ہے
اشعار نساج جناب ممدوح کا دوسرا دیوان ہے
مرغوب دل - یہ مجموعۂ فارسی رباعیات کا ہے
دفتر ہمتیال دیوان اول ایضاً
گنج تواریخ - یہ کل تاریخیں جناب موصوف
کی تصنیف سے ہیں

سراپا سخن ۔ مولفہ سید محسن علی صاحب سحر
قدیم کا تذکرہ ہے

دیوان بہار عرب مولفہ مولوی حاجی محمد نذیر صاحب
مصطفی آبادی نعت رسول مقبول مین ۔

گلدستہ سخن شعرائے لکھنو وغیرہ کی غزلین ہم طرح
مشاعرہ ہین جو اس مطبع مین حسب تحریک مولوی
ابوالحسن صاحب کے ببذل توجہ منشی مظفر علیخانصاحب
اسیر ہوا تھا ۔

شمس فیض مصنفہ منشی غلام محمد خان صاحب خبیر
قصائد مدحیہ ولیعہد بہادر والی سورٹھ اور قصہ
خیالی منظوم آخر مین ۔ کاغذ خانی ۔

گلشن فیض مصنفہ جناب ممدوح قصائد مدحیہ شیخ
محمد بہاء الدین صاحب مدار المہام ولیعہد
سرکار والی سورٹھ اور آخر مین قصہ فسانہ عجائب منظوم
خرابہ سرور ایضاً ایضاً اور آخر مین قصہ چار درویش
نظم کیا ہے ۔

مثنوی حیرت افزا و دیگر چند غزلین چرلین محمد قاسم
لکھنوی ۔

مثنوی بلبلہ چہ تر ۔ تصنیف منشی جواہر لال
سے ہے

مثنوی مرآۃ المسرفین ۔ تصنیف حکیم عنایت حسین
بریلوی

مثنوی دلاویز ۔ تصنیف رشید الدین احمد خان
لکھنوی تخلص رشید ۔

مثنوی دریائے عشق ۔ تصنیف جم جاہ عالی جناب

حضرت سلطان عالم واجد علی شاہ سابق بادشاہ اودھ
بارہ ماسہ کاشی پرشاد کی تصنیف بھاکھا
زبان مین ہے

بارہ ماسہ کنہیالال مصنف نے بارہ مہینو نکو ذوق
وشوق مین بیان کیا ہے

بارہ ماسہ رنج ۔ تصنیف شیخ عباد اللہ عرف بادل
تخلص رنج مطبوعہ ثمر سند ۔

بارہ ماسہ سند رکلی حال بارہ مہینون کا ۔
مسدس کریما ۔ نظیر اکبر آبادی نے ابیات کریما
کی تضمین کی ہے ۔

کلید سخن یونیورسٹی کی شرح ٹیرس کورس
کلیات سودا ۔ قصائد و مثنویات دواوین وغیرہ
الکلام مرزا رفیع السودا ۔

رسالہ زبان ریختہ وجہ ایجاد زبان ریختہ کو نہایت
لطف کے ساتھ جناب مولوی عبد الغفور خانصاحب
نے سمع رضا ئر اشعار اساتذہ تالیف فرمایا ۔

اندر سبھا امانت و مداری لال تمن و حاشیہ مین
دونون صاحبون کی تصویرات ۔

قصہ گلفام ۔ مولفہ منشی مادھو رام صاحب متوطن
تلوک پور خیالی قصہ نظم ۔

مسدس اوج تالیف مرزا محمد جعفر صاحب اوج خلف
اکبر مرزا دبیر مغفور بطور ترجیع بند در مدح جناب امیر علی
مرتضی علیہ السلام ۔

شوکت عرب

منظومات حشمت

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دراز کیا جائے گا

۱۰۷۸۰

۸۹۱۴۳۱۵
ت یک
۲۲۲

کلیات تراب

